

سیرت سرکار امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر

○ علامہ شیخ شہاب الدین احمد بن محمد بن علی موتوفی ۹۷۲ھ علیہ الرحمۃ کی کتاب مستطاب ○

الخيار الحسان

کاردوزبان میں با محاورہ و سلیس ترجمہ

جَوَاهِرُ الْبَيَانِ

جس کو ملک العلماء علامہ مولانا ظفر الہیٰ بن رضوی بہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تالیف فرمایا

قد اعتنى بطبعه طبعة جديدة بالأوفست

مكتبة الحقيقة



يطلب من مكتبة الحقيقة بشارع دار الشفقة بفتح ٥٧ استانبول-تركيا

ميلادي

هجري شمسي

هجرى قمري

٢٠١

۱۳۷۹

1422

من اراد ان يطبع هذه الرسالة وحدها او يترجمها الى لغة اخرى فله من الله الاجر الجزيل و منا
الشكر الجميل و كذلك جميع كتبنا كل مسلم مأذون بطبعها بشرط جودة الورق و التصحيح

منقبت بحضور سرکار امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ النعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
از قلم حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی مجراتی دایوبہ

ہمارے آقا ہمارے مولیٰ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہمارے ملجاء ہمارے ماویٰ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

زمانہ بھرنے زمانہ بھریں بہت تحسّ کیا لیکن

ملا نہ کوئی امام تم سب امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تمہارے آگے تمام عالم نہ کیوں کرے زوال و ادب ختم

کہ پیشوایان دین نے مانا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نہ کیوں کریں ناز اہل سنت کہ تم سے چمکا نصیب امت

سراج امت ملا جو تم سب امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہو اول الامر سے یہ ثابت کہ تیری طاعت اہم واجب

خدا نے ہم کو کیا تمہارا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کسی کی آنکھوں کا توہ ہے تارا کسی کے دل کا بنا سہارا

مگر کسی کے حکم میں آرا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

جو تیری تعبد شرک ہوتی محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم سائے سے ہوتے مشرک

بخاری و مسلم ابن ماجہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کہ جتنے فقہا محدثین ہیں تمہارا رخسار من گھڑتہ چہیں ہیں

ہوں واسطے سے کہ بے وسیلہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

سراج تو ہے بغیر تیرے جو کوئی سمجھے حدیث قرآن

پھرے بھٹکانہ پائے رستہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

خبر لے اے دستگیر امت ہے سالک پنجبر یہ شدت

وہ تیرا ہو کر پھرے بھٹکانا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ



التاس من ترجم غفرلہ

الحمد لله والصلاة على اهلها غا کسار روزہ بے مقدار عبید المصطفیٰ انظر الدین قادری
 رضوی غفرلہ وحق المہار باب علم کی خدمت میں ملتمس کہ زمانہ طالب علمی میں جب میں نے
 شرح وقایہ شروع کیا تھا مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے جن جن مسئلوں میں اور دوسرے آئمہ
 کرام رحمۃ اللہ علیہم کا اختلاف ذکر کیا ہے۔ ان میں سید التابعین امام الائمہ کا شرف
 النعمہ امام اعظم ابو حنیفہ قدس سرہ کا مذہب آیات و احادیث کے مطابق اور
 دلائل عقلی کے موافق دیکھ کر امام صاحب کی وقعت و محبت ایسی پیدا ہوئی جس
 نے بار بار تقاضا کیا کہ کوئی کتاب سوانح امام میں تصنیف کروں۔ مگر قلت ثلث
 و عدم بصاعت مانع ہوئی۔ یہاں تک کہ جب غلبہ بوسی بارگاہ رضوی
 دامت فیوض صاحبہا کا ثمر حاصل ہوا اور کار افتامیرے متعلق
 کیا گیا اس وقت کتاب مستطاب میزان الشریعۃ الکبریٰ علامہ عبدالوہاب
 شعرانی قدس سرہ الربانی کے مطالعہ سے وہ شوق پھرتازہ ہو گیا اور چیدودق
 لکھنے کا اتفاق ہوا مگر کثرت کار مدرسہ و مطبع و افتا وغیرہ کی وجہ سے تمام نہ کر
 سکا۔ آخر میرے محترم دوست حامی دین متین حاجی شرمبند عین مخلصی حاجی غشی
 محمد لعل خان صاحب قادری برکاتی رضوی کثر اللہ فیہا امثالہ نے کتاب مستطاب
 الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان مصنف علامہ شیخ شہاب الدین
 احمد بن حجر کی مستوفی ۹۷۳ھ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کرنے کے متعلق اشارہ فرمایا اما
 صاحب قدس سرہ العزیز کی سوانح لکھنے کا تو میں عرصہ خواہشمند ہی تھا یہ اچھا

چہ خوش بود کہ بر آید بیک کر شمع دوکار

یہ ترجمہ جو آپ کے پیش نظر ہے چند دنوں میں مرتب کیا اور جو اہر البیان فی ترجمۃ
التخیرات الحسان اس کا نام رکھا یہ تو مسلم ہے کہ کسی کتاب یا عبارت کا ترجمہ
دوسری زبان میں کیا جائے تو وہ لطف نہیں رہتا جو اصل کتاب یا عبارت میں
ہے۔ اسی لئے میں نے حتی الامکان عام فہم اور سلیس ہونے کے خیال سے لفظی
ترجمہ کا الزام نہیں کیا ہے مجھے اس جگہ اس امر کے اعتراف میں بھی تامل نہ کرنا چاہیے،
کہ "کار بکثرت" ہے، اور یہ رسالہ میرا پہلا ترجمہ ہے، اس لئے ممکن ہے کہ مترجم کے
فرض منصبی کو پورے طور پر ادا کرنے سے قاصر رہا ہوں مگر یہ محض جذبہ دل اور
تعمیل ارشاد فخلص ہے جو یہ کام انجام کو پہنچا ورنہ

صلاح کار کجاؤ من خسار کجا

مولیٰ تعالیٰ سے لطیفیل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہایت ہی عاجزی
کے ساتھ دعا ہے کہ اس رسالہ کو قبول فرمائے اور عام و خاص ناظرین کو
اس سے فائدہ پہنچائے۔ ناظرین رسالہ سے التماس ہے کہ جو لوگ
اس سے نفع اٹھائیں ہمارے پیرو مرشد عین الکریم زین العجم علیہ الصلوٰۃ
امام اہل سنت مجدد مائتہ حاضرہ موید ملت طاہرہ فاضل بریلوی مولانا
مولوی حاجی قاری شاہ محمد احمد رضا خان صاحب متع اللہ العالیین
بطول بقائہم کی درازی عمرو عزو جاہ کی دعا فرمائیں "ع

ویرحمہم اللہ عبدالمال امینہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حَسْبُكَ مَا وَصَّلِي عَلَى رَسُولِهِ الْبَرُّ

تمام خوبیاں اللہ کے لئے ہیں جس نے حضرت انبیاء علی نبیائہم الصلوٰۃ والسلام کی وراثت اور انکی خصلتوں کے ساتھ موصوف ہونے میں علی کو مخصوص فرمایا اور ان کو تمام لوگوں کا پیشوا معاش و معادین بنایا اور ان میں مجتہدین کو اس وجہ سے ممتاز فرمایا کہ وہ لوگوں کی مصلحتوں کا خیال کرتے اور انکے مصادر و موارد حق کو واضح فرماتے ہیں اور اس وجہ سے کہ تمام لوگ اپنی روحی و جسمی زندگی کے قیام میں ان کے محتاج اور ان کی طرف مضطرب ہیں۔ تو یہ لوگ سلاطین ہیں نہیں بلکہ سلاطین ان کے قدموں کے نیچے اور انکی رایوں اور قلموں کے مقید ہیں اور یہ لوگ ستارہ ہیں نہیں بلکہ ستارے خود ان سے کسب ضیاء کرتے ہیں تو یہ لوگ آفتاب ہیں نہیں بلکہ آفتاب خود انہیں کے انوار سے روشن ہیں اور گواہی دیتا ہوں میں کہ سوائے خدا کے کوئی مستحق عبادت نہیں وہ تنہا ہے کوئی اس کا شریک و سا جہی نہیں۔ ایسی گواہی کہ جس کے سبب میں ترقی کروں۔ ان کے معارف کے کمالات میں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے سرور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے خاص بندے اور معزز رسول ہیں جو انکے بلند رتبہ اور اعلیٰ

کمال کو پھیلانے والے ہیں اور ان کے تمامی احوال میں اپنے آثار کا تبارع
کی توفیق سابق اُن پر افاضہ فرماتے والے ہیں۔ اس چیز کو کہ سابق ہوئے وہ
اس کے سبب اپنے عیروں سے طرف خلانت کبریٰ نبوی کے اپنے باطن ظاہر
سے لوگوں کی ہدایت و اراد میں رحمت کاملہ اللہ کی ہو اُن پر اور سلامتی اور
ان کے آل و اصحاب پر جنہوں نے گھرا سبقت کے بالنسب میں سے کمالات
مہمانیہ اور معارف مصطفویہ کے میدان میں ایسی چیز کو جسکی وجہ سے وہ بڑے
پیشوا اور روشن راہ اگلے اور پچھلے خلق کیلئے ہوئے صلوٰۃ و سلام جو ہمیشہ رہنے والے
ہیں ساتھ دوم علما کے اور ظاہر ہونے سرداری اور بزرگی انکی اور بعد عدولت
کے پس کئی برس ہوئے کہ میرے پاس مکہ مشرفہ میں (زیادہ کرے اللہ اس کے
شرف و کرامت اور بزرگی اور مہیت اور تعظیم کو) آئے ایک شخص فاضل افسطینہ
اور ان کے صالحین میں سے جو جامع تھے علوم عقلیہ و نقلیہ اور قوانین طبیہ و رسمہ
اور علوم اخلاق و مواہب اور احوال و مطالب کے جس کے ساتھ فخر مند ہوئی ہے
وہ قوم جو سلامت ہے اعتراض و ملامت سے یعنی ہمارے سادات صوفیہ اورائمہ
طائفہ جلیدیہ پس فخر کیا ہم سے اور فخر کیا ہم نے اس سے مثل فخر کرنے
ایسے احباب کے جو ایک دوسرے کے سامنے ہوئے ہیں تختوں پر اور معارف
کے دریائے چلر لیتے ہیں یہاں تک کہ بات آپڑی ان اماموں کی جو علوم رسمہ
اور معارف و مہیبہ کے جامع اور ہمیشگی مشاہد اور موسلا دھار بارش کرم و بخشش
کے تحفہ سے مالا مال ہیں پس اس فاضل عالم کامل نے کہا کہ میں آپ سے
خواہش رکھتا ہوں ایک کتاب مختصر کی جو جامع ہو اور قاعد کلیہ کے دستور العمل پاکیزہ

کی جو مانع ہو جس میں خلاصہ ہوا ان تمام باتوں کا جو طول طویل بیان کیا ہے ائمہ نے
 تعریف میں امام اعظم اور پیشوائے مقدم کے جن کا نام پاک ابو حنیفۃ النعمان ہے اللہ
 ان کی مرقد منور کو رحمت و رضوان کی بارش سے سیراب کرے اور ان کو اعلیٰ
 درجہ میں جہاں میں جگہ دے۔ پس میں نے ان کے حکم واجب التعمیل کے بجالانے
 میں جلدی کی اور ان مناقب کے خلاصہ لکھنے میں پوری کوشش صرف کی
 اس لئے کہ یہ مقصد اہم ہے پس یہ کتاب بحمد اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ مختصر اور
 شریف نمونہ تیار ہوئی تو اس کا ایک نسخہ نکھا اور اس کو اپنے شہر میں لے گئے
 جو اسلامی شہروں میں بڑا شہر اور علما اعلام کی سواریاں بیٹھنے کی جگہ بنے افاضل
 اور مغزاع امثال بنے پھر اور لوگوں نے ان کے بعد اس رسالہ کو لکھا اور ان کے
 نقش قدم اور بزرگی کی پیروی کی اور مختلف شہروں میں متفرق ہو گئے اور میرے
 پاس کوئی نسخہ باقی نہ رہا۔ سوائے اصل مسودہ کے اور اللہ ہی مستعان ہے پھر
 اس کو ساریت لیا بعض حنفیہ نے تاکہ نقل کر کے واپس دے دے مگر اس کو لے
 کر سفر میں چلے گئے اور اس کے گم ہو جانے میں جو بھاری گناہ ہے اس کا خیال
 نہ کیا جس سے مجھے بہت افسوس ہوا اور دوبارہ میں نے ان ائمہ کی کتابوں کو دیکھا
 جنہوں نے مناقب لکھے ہیں یہاں تک کہ میں نے ایک کتاب کو جامع دیکھا
 جس کے مصنف ہمارے دوست شیخ علامہ نیکجنت فہامہ ثقہ مطلع حافظ تتبع
 شیخ محمد ثنائی و مشقی مسری ہیں پس خلاصہ کیا میں نے اس کے مفاد کا اور
 تنقیح کی میں نے اس کے مصادر و موارد کی اس کتاب عجیب جامع مستحکم مضبوط
 اور میں نے اس کا نام الحیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان

رکھا رحمت ہوا اللہ تعالیٰ کی اُن پر اور اس کو میں نے ترتیب دی تین مقدموں
اور چالیس فصلوں پر۔

پہلا مقدمہ

جان کہ بعض متعصبین بے توفیق لائے میرے پاس ایک کتاب جو امام غزالی کی
طرف منسوب تھی جس میں نہایت برا تعصب اور سخت تنقیص امام المسلمین لکھتے
ایمہ مجتہدین ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کی تھی جس سے کان بہرے ہو جاتے ہیں یعنی
اس کا سننا پسند نہیں کرتا اور منصف باتوفیق اس کے سننے کی وقت کہتا ہے کاش
یہ نہ ہوتا اس لئے کہ اس نے شمس لائے کہوری کو اس حد تک کہا کہ اس نے
اس کی رو میں ایک مبسوط کتاب لکھی اور مقابلہ فاسد بالفاسد کیا غیر مہذب کلام
کا جواب ترکی بہ ترکی دیا اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ پر زبان طعن کھولی اور اس
کی تنقیص سے بہت زیادہ منتقصت کی اور بہت طول طویل کلام کیا اس طرح
سے کہ وہ فعل محمود نہیں خیال کیا جاسکتا اور یہ سب صرف اس وجہ سے کہ ان
کے خیال میں غزالی مصنف اس کتاب کے وہ امام حجتہ الاسلام غزالی ہیں حالانکہ
ایسا نہیں ہے اس لئے کہ امام غزالی نے احیاء العلوم میں امام صاحب کی تعریف
اور ان کی مدح ایسے لفظوں میں کی جو ان کے شان رفیع کے لائق ہے اور
بیز اس وجہ سے کہ وہ نسخہ جو میری نظر سے گذرا اس پر لکھا ہوا ہے کہ یہ کتاب
تصنیف محمود غزالی کی ہے اور محمود غزالی وہ حجتہ الاسلام امام غزالی ہیں اور
اس نسخہ کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ یہ شخص مغربی ہے جس کا نام محمود غزالی ہے
اور یہ وہ حجتہ الاسلام غزالی نہیں اور اسی وجہ سے بعض محققین حنیفہ تمیز علامہ

سعد الدین تفتازانی نے کہا: اور اگر بالفرض یہ حجت الاسلام امام غزالی سے صادر
 ہوا ہو تو یہ اس وقت کی بات ہے جب ان کے خیانات طالب علمی کے تھے
 اور فنِ جدل سے مشغلہ تھا اور آخر میں جب ان حظوظ و خیالات سے خالی ہوئے
 اور معارف و شہود کا جلوہ ان پر ہوا تو صاحب حق کے حق کو پہچانا اور اپنے موقع
 پر اس کا اقرار کیا اور اس پر دلیل احیاء العلوم میں ان کا کلام ہے: "ختم ہوئی عبادت
 تلمیذ تفتازانی کی اور اس میں مضائقہ نہیں کہ میں ان کے احیاء العلوم کے کلام
 کا خلاصہ نقل کروں تاکہ اس کے مؤلف امام حجت الاسلام غزالی کی برائت اس سے
 معلوم ہو اور قبل اس کے ایک مقدمہ کی تقدیم مناسب ہے اور وہ یہ کہ بعض ہندی
 عالموں نے احیاء العلوم کا غایت اختصار کیا اور اس کا نام عین العلم رکھا جو باوجود
 اس کے متعدد اختصارات کے بمثل ہے ویسا اختصار کسی نے نہیں کیا کیونکہ
 اس میں احیاء العلوم کے تمام مقاصد کی طرف چند ورقوں میں اشارہ کیا ہے جو
 بلا مبالغہ جو امح الکلم کہا جاسکتا ہے اسی لئے میں نے اس کی ایک شرح لکھی
 کیونکہ وہ اپنے غایت اعجاز کی وجہ سے عجب نہیں کہ چھتیاں شمار کی جائے یہ عبارت
 اس مختصر اور میری شرح کی ہے اور پوری عبارت دوسرے ورق میں آتی ہے۔
 اور بہتر یہ ہے کہ ایہ اربعہ میں سے اس امام کو اختیار کرے جس کے متعلق اس کا
 گمان ہے کہ وہ چاروں میں افضل اور اعلم ہیں کیونکہ اس وقت میں اس کا
 نفس اس کے امام کے قول کا نقاد ہو گا اور اس کی رائے کا پیرو اور اس کی
 تعمیل میں جلدی اور اس پر عمل اکثر کریگا پھر ہر ایک امام اعظم و امام مالک و امام شافعی
 رحمہم اللہ تعالیٰ کا ایک ایک تعلیم میں امتیاز خاص ہے کہ وہاں سوا ان کے دوسرے کے

عہ یہ بہت مشہور کتاب ہے ملا قاری نے اس کی مبسوط شرح لکھی ہے جس کا نام شریعت عین العلم ہے یہ کتاب مصر میں چھپ گئی ہے۔

مقلد نہیں یا ایک کے تتبع زیادہ ہیں جیسے امام شافعیؒ صاحب کے مقلدین ملک حجاز وین
 و مصر و شام و حلب و عراق و عجم میں ہیں یا وسیع ملک مغرب میں تتبع امام مالکؒ
 یا رحم و ہندو ماوراء النہر میں تتبعین امام اعظم ابو حنیفہ رحمہم اللہ تعالیٰ ہیں اس لئے
 مصنف نے کہا مثل امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہم حنیفہ کے نزدیک۔ پس متعدد
 طریقوں سے وارد ہوا ہے (اور قریب ہے کہ انکی فضیلت پر مفصل کلام آگے آئے گا)
 کہ امام ابو حنیفہؒ میری امت کے چرانع ہیں اور ان کا فضل اور انکی عبادت اور
 پرہیزگاری اور زہد و سخاوت اور باریک بینی اور تیزی طبع جو مشہور ہے اس سے
 بے پردہ کرتا ہے کہ ان کے فضل پر استدلال کی ضرورت پڑے ایسی حدیث سے
 جس کے موضوع ہونے پر محدثین کا اتفاق ہے اور خواب میں اللہ تعالیٰ کو فرماتے
 سنا کہ میں نزدیک علم ابو حنیفہؒ کے ہوں یعنی اس کی حفاظت اور قبول کرتا ہوں
 اور اس سے راضی ہوں اور برکت دوں گا اس میں اور اس کے تتبعین میں اور
 مخالفوں نے بھی ان کی سبقت فقہ میں تسلیم کر لی ہے اور اسی وجہ سے امام شافعیؒ
 نے کہا کہ سب لوگ فقہ میں امام ابو حنیفہؒ کی اولاد ہیں اور کہا جو شخص فقہ سیکھنا چاہے
 تو اس کو امام ابو حنیفہؒ اور ان کے شاگردوں کا دامن پکڑنا چاہیے اور کہا میں نے
 امام مالکؒ سے پوچھا کہ آپ نے امام ابو حنیفہؒ کو کیسا پایا۔ بولے کہ میں نے ان
 کو ایسا شخص دیکھا کہ اگر وہ اس ستون کے بائے میں کلام کریں اور اس کے سونے
 کا ہنسنے کا دعویٰ کریں تو ضرور دلیل سے ثابت کر دیں گے اور جب امام شافعیؒ
 بغداد پہنچے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی قبر کی زیارت کو گئے اور وہاں دو رکعت نماز
 پڑھی تو تکبیر میں رفع یدین نہ کیا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ صبح کی نماز تھی

اور اس میں دعائے قنوت نہ پڑھی تو کسی نے اس کی وجہ دریافت کی بولے
اس امام کے ادب میں نے نہ پڑھا امدان کے سامنے ان کی مخالفت کو روا
نہ رکھا اور فضیل بن عیاض نے کہا کہ مجھ کو ان کی جلالت شان کے لئے یہ کافی
ہے کہ امام ابو حنیفہؒ فقہ میں معروف اور پہیز گاری میں مشہور ہیں ادا نکی
غایت ورع سے وہ حکایت ہے جو امام عبداللہ بن مبارک سے مروی ہے کہ
آپ نے ایک لونڈی لینے کا ارادہ کیا تو بیس برس میں بٹھیرے اور خبر لیتے اور
مشورہ کرتے رہے کہ کن قیدیوں میں سے لیں نصر بن سہیل نے کہا کہ لوگ فقہ
سے سونے ہوئے تھے یہاں تک کہ ان کو امام ابو حنیفہؒ نے جگایا اور آپ
ایک مرتبہ امیر المؤمنین منصور کے پاس تشریف لے گئے اور وہاں عابد و زاہد عیسیٰ
بن موسیٰ بھی تھے انہوں نے منصور سے کہا کہ یہ علامہ دنیا ہیں منصور نے آپ سے
پوچھا کس سے آپ نے علم حاصل کیا آپ نے فرمایا میں نے تلامذہ حضرت عمرؓ
سے جنہوں نے حضرت عمرؓ سے سیکھا اور شاگردان حضرت علیؓ سے جنہوں نے حضرت
علیؓ سے سیکھا اور مستفیدان حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے اور انہوں نے حضرت
ابن مسعودؓ سے علم حاصل کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین تو منصور نے آپ سے کہا کہ بیشک
آپ نے خوب ثوق کے ساتھ علم سیکھا اور باوجود اس کے پھر بھی وہ آپ کے
دبے ہو گیا اور قتل کر ڈالنا چاہا اس واقعہ میں جو منصور کو امام صاحب کے ساتھ
پیش آیا وہ واقعہ یہ ہے کہ منصور کی خواہش ہوئی کہ آپ منصب قضا قبول فرمائیں
مگر آپ نے قبول نہ کیا تو اس نے سو کوڑے مارے اور ایک قول میں ہے کہ
تا دم مرگ قید میں رکھا یہاں تک کہ قید ہی میں وصال فرمایا اور اس امر پر بھی

میں کوڑے مارے تھے کہ اس نے حاکم بیت المال ہونے کے لئے کہا تھا مگر
 آپ نے انکار کیا۔ امام صاحب فرماتے تھے جب کوئی حدیث رسول اللہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کی پہنچی تو میرے سر آنکھوں پر اودا اگر اصحاب کی حدیث پہنچے تو
 اس میں بعض کو لیں گے اور اس سے باہر نہیں ہیں اور تابعین کی خبر پہنچے تو ہم
 اس میں مزاحمت کر سکتے ہیں پہلے آپ آدمی رات عبادت کرتے تھے پھر آپ
 تشریف لے جاتے تھے تو ایک شخص نے کہا کہ یہ شب بیداری کرتے ہیں۔
 اس دن سے برابر تمام شب بیداری فرماتے اور کہتے کہ میں خدا سے شرماتا ہوں
 کہ میں ایسی عبادت کے ساتھ مشہور ہوں جو مجھ میں نہیں اور بعضوں نے کہا کہ
 میں نے مکہ معظمہ میں طواف اور نماز اور فتویٰ دینے پر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ
 سے زیادہ صابر کسی کو نہ پایا تمام روز و شب ثواب آخرت کے طلب میں رہتے
 تھے آپ کعبہ میں تھے کہ خواب میں ندائے غیبی سنی کہ کوئی شخص تم کو کہتا ہے کہ اے
 ابو حنیفہ تو نے میری خدمت خالص کی اور مجھے خوب پہچانا ہے اس نے مجھے
 بخش دیا یعنی اس وجہ سے کہ تم شب بیداری میں خلوص کرتے ہو۔ کثیر
 زمانہ میں روزہ رکھتے ہو اور پوری کوشش علم کے پھیلانے میں صرف کرتے
 ہو اور علوم ظاہری و باطنی کی مضبوطی اور اس میں اخلاص میں اور دنیا کے
 چھوڑنے اور اس سے مطلق رہنے پر ہوا ہی کرنے اور آخرت کی طرف متوجہ ہونے
 اور اس کے اسباب کی تحصیل کی کوشش میں پوری طاقت صرف کرتے ہو
 اور جس شخص کے یہ صفات ہوں اس کی مغفرت کی خاص طور پر امید ہے اس
 طرح سے کہ کوئی غلط و قصور باقی نہ چھوڑے اور تیرے اخلاص و احسان مذکور

کی برکت سے قیامت تک تیرے متبعین کیلئے اور اس میں ان کی اور ان کے
 متبعین کو ایسی خوشخبری ہے کہ توفیق ور کو اپنے امام کی اتباع میں پوری کوشش
 صرف کرنے اور ایسے اخلاق نفیسہ اور صفات زکیہ اپنے میں حاصل کرنے پر
 براہِ گنجہ کرے جو سوائے مجتہدین عارفین کے کسی دوسرے میں نہیں ہوتے اور
 بڑے بڑے مستند فضلہ اور معزز علماء ان کی شاگردی سے مشرف ہوئے
 جیسے امام بزرگ عبداللہ بن مبارک جن کی جلالت شان و تقدم وزید مجمع متفق
 علیہ ہے اور جیسے امام لیث بن سعد و مالک بن انس اور امام مشعر بن کدام اور
 امام زفر و ابی یوسف و محمد و غیرہ اور جبکہ خلیفہ وقت نے آپ کو منصب قضا
 اد عہدہ خانن بیت المال کا دنیا چاہا آپ نے انکار کیا اور ضرب تشید
 اور حبس کو پسند کیا یعنی عذاب دینا واقعی کو عذاب آخرت احتمالی پر ترجیح
 دی اسی لئے جب حضرت عبداللہ بن مبارک کے پاس آپ کا تذکرہ ہوا فرمایا
 کیا تم لوگ اس شخص کا ذکر کرتے ہو جس کے ملنے ساری دنیا پیش کی گئی
 مگر اس نے قبول نہ کی اور اس سے اعراض کیا اور باوجود خواہش بادشاہوں
 کے اُن ظالموں سے اختلاط نہ کیا اور ان کے الحاح اور انکار پر تہدیک پر پڑا
 نہ کی اور ان لوگوں کا کبھی کوئی تحفہ قبول نہ فرمایا اسی لئے جب ابو جعفر منصور
 نے حسن بن قحطیبہ کے ہاتھ دس ہزار روپے حاضر کئے آپ اس کو پھیر نہ سکے
 رکھ لئے مگر اپنے صاحبزادہ حضرت حماد کو وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں اور
 تم مجھے دفن کر چکو تو ان روپیوں کو حسن کو واپس دے دینا پس حماد رحمہ اللہ تعالیٰ
 نے وصیت کی تعمیل کی پس حسن نے کہا اللہ تمہارے باپ پر رحم کرے اپنے

دین پر عریض تھے اور امام صاحب نے لوگوں کو اپنے مذہب کی طرف
 بلانے کی توجہ نہ فرمائی مگر جبکہ خواب میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہوا کہ
 لوگوں کو اپنے مذہب کی طرف بلائیں حالانکہ آپ گوشہ نشینی اور براہ تواضع
 لوگوں سے علیحدہ پوشیدہ رہنے کا قصد کر چکے تھے اور اپنے سعید نفس کو اس
 قابل نہیں سمجھتے تھے کہ اس کی قدر و منزلت کریں اور نہ اپنا کوئی فعل اچھا
 اس لائق سمجھتے تھے کہ لوگوں کو اس کی پیروی کرنے اور اس پر چلنے کی طرف
 بلائیں پس جب آپ کو اس ذات پاک سید السادات صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ
 وسلم کا ارشاد واجب الانقیاد ہوا جن کو اللہ کے خزاہن سپرد کئے گئے۔
 تاکہ وہ مستحقین پر بخشش فرمائیں تو جان لیا کہ یہ امر یقینی ہے اس کا ہونا
 ضروری ہے تب لوگوں کو اس کے طرف بلایا یہاں تک کہ آپ کا مذہب
 شائع و ذائع ہوا۔ اور اتباع آپ کے زیادہ اور حساد و سوا ہوئے اور اللہ نے
 ان سے مشرق و مغرب و عجم و عرب کو نفع یاب بنایا اور ان کے متبعین کو علم
 سے حظ وافر دیا تو وہ لوگ مستعد ہوئے تاکہ ان کے مذہب کے اصول و فروع
 لکھیں اور ان کے معقول و منقول میں نظر غائر کریں یہاں تک کہ خدا کے فضل
 سے اس کے قواعد مضبوط اور فوائد کا معدن ہوا اور اس کی تائید اس روایت
 سے ہوتی ہے جو بعض اہل مناقب نے لکھا ہے کہ امام کے والد ماجد چچے ہیں
 حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لائے گئے۔ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ
 نے ان کی اور ان کی ذریت میں برکت کی دعا فرمائی تو جو کچھ امام صاحب
 کو حاصل ہوا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دعا کی برکت سے حاصل ہوا اور آپ جب اپنے

قرضدار کے یہاں اپنے روپے کے تقاضے کو آئے تو غایت ورع سے اُسکی
 دیوار کے سایہ میں بیٹھنا بھی پسند نہ فرمایا تاکہ معلوم ہو کہ اپنے قرض کی وجہ سے
 کسی قسم کا انتفاع درست نہیں جانتے کیونکہ اس کا قبول اگرچہ تھوڑا ہی
 کیوں نہ ہو شرعاً کمال مروت و ورع اور حسن اخلاق کے منافی ہے اور آپ کے
 شبہات سے بچنے میں غایت درجہ کی احتیاط تھی اسی لئے آپ کے وکیل بالبع
 نے ایک عیبی کپڑا اچھے کپڑوں کے ساتھ بیچ دیا اور اس کے عیب کو ظاہر
 نہ کیا تو آپ نے اُن تمام کپڑوں کی قیمت کو صدقہ فرما دیا اگرچہ اس کی وجہ سے
 آپ پر کوئی گناہ نہ تھا کہ یہ نادانستگی میں ہوا مگر پھر بھی چونکہ ایک قسم کا شبہ تھا
 اپنے پاس رکھنا پسند نہ کیا اور سب کو صدقہ کر دیا اور مال واپس لے کر مشتری کو
 قیمت اس لئے نہیں پھیری کہ اس کا علم نہ تھا اور اس کے علم سے تا امید ہو گئے
 تھے اس لئے سب مال کو صدقہ کر دیا جیسا کہ باب تو بہ میں اس کا بیان تفصیل دل
 آئے گا بعضوں نے کہا کہ وہ کل مال تین سو ہزار کا تھا اور یہ کہ ایک ہی واقعہ
 نہیں بلکہ اس کی متعدد نظیریں ہیں جیسا کہ کتب مناقب میں ہے اور آپ کی
 غایت ورع اور زہد سے اُس لونڈی کا قصہ ہے جس کے خریدنے کا آپ نے
 ارادہ کیا تھا اور اسی قبیل سے یہ ہے کہ کوفہ میں کسی کی بکری گم ہو گئی آپ
 نے روایت فرمایا کہ بکری کتنے دنوں تک زندہ رہتی ہے لوگوں نے کہا سات
 برس آپ نے غایت ورع سے سات سال تک بکری کا گوشت ہی کھانا
 چھوڑ دیا اس احتمال سے کہ شاید اسی حرام بکری کا گوشت ہو جس کے کھانے

سے قلب تاریک ہو جائے گا کیونکہ اکل حرام سے قلب سیاہ ہو جاتا ہے اگرچہ نادانگی
 میں کھانے سے گناہ نہیں اور اسی لئے پہیز گاروں کے قلوب میں ایک خاص
 روشنی ہوتی ہے اور وہ محبوب کے مشاہدہ کے لائق ہوتے ہیں اور اپنی طاقت
 کے موافق عبادت میں مصروف ہیں اور بقدر وسعت جو چیزیں اس سے قطع کرنے
 والی ہیں سب سے متنفر ہیں۔ اور یہ جو کچھ مذکور ہوا امام کے مناقب اسمیں حصوں
 بلکہ یہ بحر ناپیدائے ایک قطرہ ہے اور روشن تر مناقب سے آپ کے یہاں
 کہ آپ نے چالیس برس تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی کسی نے عرض
 کیا یہ قدرت آپ کو کیسے ملی۔ فرمایا کہ میں نے اللہ سے دعا کی ساتھ تمام حروف
 ہتھی کے جو ان دونوں آیتوں میں ہے محمد رسول اللہ سورہ فتح میں اور دوسری
 ثُمَّ أَنْزَلَ عَلَيْكَ مِنْ بَعْدِ الْغَمِّ سُوْرَةً آلِ عِمْرَانَ میں اور آپ ہر رمضان میں ناٹھ
 ختم قرآن فرماتے ایک ختم دن میں اور ایک شب میں۔ اس کے سوا اور بہت
 سے مناقب ہیں جن کا شمار و شمار ہے اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور ان سے
 راضی ہو اور وہ اللہ سے راضی ہوں اور جنت الفردوس آرام گاہ ہو۔ ختم
 ہوئی عبارت مختصر احیاء العلوم اور میری شرح کی اور اسی سے امام غزالی
 کی برأت اس تعصب کے جو ان کی طرف منسوب ہوئی معلوم ہوتی ہے۔
 حاشا للہ وہ اس سے پاک ہیں۔

دوسرا مقدمہ

ان امور کے بیان میں جن کا نفع عام ہے اور طالب کو ان کا نہ جاننا برا ہے

اس لئے کہ اس سبب آدمی بڑی گمراہی اور بُرے گڑبھے میں پڑے گا اس لئے
 پہلے اس کا بیان کر دینا اور اس سے جس قدر تعلق ہے اس کو محمل مفصل واضح
 کر دینا ضروری ہے۔ باتو فوق اگر تو آخرت میں نجات اور ملی و دلائل ثبوتی
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم و شرف و کرم کی شان میں بے ادبی سے سلامت رہنا چاہتا
 ہے تو تجھ پر لازم ہے کہ یہ اعتقاد رکھ کہ تمام ائمہ مجتہدین اور علما عاقلین اللہ
 تعالیٰ کی ہدایت اور اس کی رضامندی پر ہیں اور ان کو ہر حال میں باتفاق ائمہ
 معقول و منقول اجماع و ثواب ہی ہے یہی حق ہے روایت کی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی کتاب اللہ سے کوئی حکم دینے جاؤ تو اس پر عمل کرنا
 ضروری ہے کسی شخص کا کوئی عذر اس کے ترک میں مسموع نہیں اور اگر کتاب
 اللہ میں نہ ہو تو میری حدیث مروی پر عمل ہو اور اگر یہ بھی نہ ہو تو جو میرے اصحاب
 نے کہا۔ اس لئے کہ میرے کل صحابی بمنزلہ آسمانی ستاروں کے ہیں جس کو پیشوا
 مان لو گے سیدھا راستہ پاؤ گے اور میرے اصحاب کا اختلاف تمہارے لئے رحمت
 ہے۔ تو اس حدیث سے ثابت ہے کہ فرعیات میں اختلاف مذاہب صحابہ پر
 رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے وقت سے ہے جو زمانہ ہدایت و ارشاد کا ہے جس کیلئے
 خود آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بشارت ہے کہ وہ تمام زمانوں سے
 بہتر زمانہ ہے اور ان کے اختلاف سے ضرور ہے کہ ان کے بعد بھی اختلاف
 ہو کیونکہ صحابہ فقہ و روایت کے ساتھ مشہور ہیں ان کے قول کو ایک ایک
 جماعت نے لیا ہے اور پھر بھی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سے راہی
 ہیں اور ان کو اس اختلاف پر مقرر رکھا اور ان کی تعریف فرمائی یہاں تک کہ

نفس اس اختلاف کو اپنی امت کیلئے رحمت فرمایا اور امت کو اختیار دیا کہ
ان میں سے جس کا قول چاہئے اختیار کر لے اور اس کو یہ بھی لازم ہے کہ لوگ
مجتہدین میں بھی جس کے قول کو چاہیں اختیار کریں کیونکہ یہ لوگ قول و فعل
میں اس کے طریقہ پر ہیں اور اس راستہ پر چلتے ہیں اور بہت سے واقعات
ہیں جو خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوئے ان میں آپ نے اصحاب کے
اختلاف کو مقرر رکھا اور کسی صحابی پر اس کے قول میں جو مخالف دوسرے
صحابی کے قول کے تھا اعتراض نہ فرمایا جیسا کہ اس کی شہادت بہت مشہور
واقعات سے ہوتی ہے از انجملہ صحابہ کرام کا اختلاف دربارہ امیرانِ بدر ہے
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے پیروں نے ان سے فدیہ
لے کر چھوڑ دینے کا مشورہ دیا۔ اور حضرت عمر ^{رضی اللہ عنہ} اور ان کے تابعین رضی اللہ تعالیٰ
عنہم نے ان کے قتل کر دینے کی رائے دی تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے پہلی رائے پر حکم فرمایا اور قرآن شریف میں باوجود برقرار رکھنے تقریباً
اول کے مشورہ ثانی کو ترجیح دی۔ یہ بین دلیل اس امر پر ہے کہ دونوں اس
صحیح و درست ہیں اور ہر ایک مجتہد مصیب اور اگر پہلی رائے خطا ہوتی ہے تو
حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی اس کے ساتھ حکم نہ فرماتے اور اللہ تعالیٰ
نے خبر دی کہ وہ عین حکمت ہے کہ ارشاد ہوا **وَلَوْ لَا كِتَابٌ مِّنَ اللّٰهِ سَلَقْنَا** اور فیہ
کو حلال و طیب فرمایا کہ **فَكُلُوا مِمَّا غَنَمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا** اور عتابِ غیرِ افضل کے اختیار
پر فرمایا اور اسی لئے مذاہبِ اربعہ کے اختلاف میں اکثر ہا ترجیحِ افضل کو
باعتماد قوت دلیل اور احتیاط و ورع سے قریب ہونے کی بنا پر ہوتی ہے

اور یہی چند گنتی کے مسائل ہیں نہ تمامی مسنوں میں لیکن باعتبار ثواب اور دست
 ہونے کے تو ہر ایک ٹھیک اور حق ہے جس میں کسی قسم کا شبہ نہیں اور اسی لئے
 طریقہ صوفیہ کرام کا سب میں اعلیٰ و افضل ہے یعنی اشد علی النفس اور لوط
 فی العمل کو اختیار کرنا تاکہ اختلاف سے نکل جائیں اور ان کی عبادت متفق علیہا
 ہو جس کی صحت پر سب کا اجماع ہو اور یہ ان کا طریقہ ہمارے علماء کے اس
 قول کے موافق ہے کہ ہر خلافت سے بچنا مسنون ہے جب تک کہ سنت صحیح
 کی صریح مخالفت نہ ہو جس کی تاویل ناممکن ہو اور ہمارے ائمہ نے تصریح کی
 ہے کہ جو چیزیں کسی امام کے نزدیک ناقص و منویں ان سب سے دھوکہ کرنا
 مسنون ہے اور اس شرعی اختلاف سے بچنے کے خیال سے ابن شریح و منو
 میں منہ دھونے کے وقت دونوں کالوں کو دھوتے اور سر کے ساتھ مسح
 کرتے اور پھر علیحدہ بھی مسح کرتے تاکہ تمام مذاہب پر عمل ہو جائے اور اختلاف
 سے نکل جائیں اور از انجملہ صحابہ کا اختلاف غزوہ بنی قریظہ کے وقت اس قول
 میں ہے کہ آپ نے فرمایا لَا يُصَلِّيَنَّ أَحَدُكُمْ الظُّهْرَ إِلَّا فِي بَنِي قُرَيْظَةَ توجب یہ لوگ
 مدینہ طیبہ سے وہاں جانے کی غرض سے نکلے اور ظہر کا وقت تنگ ہو گیا صحابہ

عہ مثلاً دوبارہ وضو امام شافعی صاحب کے نزدیک ایک بال یا بی بال کا مسح فرض ہے امام ابو حنیفہ صاحب
 کے نزدیک چھتائی سر کا مسح فرض ہے امام مالک صاحب کے نزدیک کل کا فرض ہے تو عمل کل سر کے مسح
 پر ہوتا کہ ہر ایک کے نزدیک وہ فرض صحیح ہو جائے یا امام شافعی صاحب کے نزدیک نکاح عورتوں کے لفظ
 سے صحیح نہیں دلی کے قول کا ہونا ضروری ہے امام صاحب کے نزدیک بغیر و گواہ نہیں ہوتا امام مالک کے
 نزدیک اعلان ضروری ہے امام احمد کے نزدیک کفو ہونا ضروری تو نکاح بعبارت دلی بخیر و خابین
 کفو کے ساتھ اعلان کیساتھ اعلان ہوتا کہ نسب کے نزدیک صحیح و درست ہو جائے۔ ۱۲ منہ

میں آپس میں اختلاف ہوا تو ایک جماعت نے وقت نکھانے کے خیال سے ظہر کی نماز پڑھ لی
 اور انہوں نے کہا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد صرف جلدی یہ براہِ گنیزہ کرنے کیلئے تھا اور یہ
 مقصود نہیں کہ وقت گننا کر نماز پڑھیں تو انہوں نے اس سے یہ استنباط کیا اور بیان کیا کہ الافی
 بنی قرنیۃ میں حرام صافی ہے جسے حقیقی نہیں کہ چاہے نماز قضا ہو جائے مگر وہیں جا کر پڑھنا اور بعضوں
 نے نماز نہیں پڑھی یہاں تک کہ جب بنی قرنیۃ میں پہنچے اور عصر کا وقت آگیا تھا۔ اس وقت نماز ظہر
 پڑھی اور انکا استدلال یہ تھا کہ حضور ارشاد فرمایا ہے الافی بنی قرنیۃ غرض مطلقاً صبر فرمایا جس سے
 جتنی بیاہا گیا۔ جب حضور پروردگار صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا اختلاف معلوم ہوا۔ انکے فعل کی غور نہی دونوں
 فریق میں سے کسی پر انکار نہ فرمایا اور دونوں کو اپنی اپنی سمجھ پر مقرر رکھا۔ جس
 سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دونوں فریق مجتہد تھے۔ اور اپنے فعل پر باجور اللہ کی طرف سے
 ہدایت پرتے انہیں سے کوئی ملامت کے قابل نہیں ان میں کسی کی طرف خلل
 یا تقصیر کی نسبت کرنا درست نہیں خصوصاً حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کا یہ ارشاد یاد رکھ کر قایماً آئندہ ہم یہ اجتہاد قائم رہے جب آپ نے ہر ایک کو راہ یافتہ
 فرمایا تو کیونکر ان میں کسی کی طرف خطا یا تقصیر کی نسبت ہو سکتی
 ہے۔ ابن مسعود روایتی نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
 روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ اصحاب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ذرئہ اللہ
 تعالیٰ عنہم اجمعین کے مقابلہ مجھے سرخ اونٹ بھی پسند نہیں اور آیتوں کی روایت
 یہ ہے کہ مجھے اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ اصحاب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 آپس میں مختلف اقوال نہ ہوں۔ اس لئے کہ ان کے اقوال مختلف
 نہ ہوں گے تو رخصت نہ ہوگی اور ہر دین و شیعہ نے جب چاہا کہ

موطا امام مالک کو خانہ کعبہ میں لٹکا دے اور تمام لوگوں کو اس کے موافق
 عمل کرنے پر مجبور کرے تو امام مالک نے فرمایا اے امیر المومنین ایسا مت کیجئے
 اس لئے کہ اصحاب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرعیات میں مختلف ہوئے اور
 وہ شہروں میں متفرق ہو گئے اور علماء کا اختلاف اس اُمت کے واسطے
 رحمت الہی ہے ہر ایک اپنے نزدیک صحیح قول پر عمل کر لیگا اور ہر ایک ٹھیک
 راہ پر ہے اور ہر ایک ہدایت پر ہے تو ہارون رشید نے کہا کہ اللہ تعالیٰ
 آپ کو توفیق خیر دے اے ابو عبد اللہ اور ایسا ہی قصہ منصور کیساتھ بھی واقع
 ہوا جبکہ اس نے چاہا کہ ہر ایک شہر میں موطا کا ایک ایک نسخہ بھیج دے اور
 حکم دے کہ اسی پر سب لوگ عمل کریں اور اس سے تجاوز کر کے دوسرے
 پر عمل نہ کریں امام مالک نے فرمایا کہ ایسا مت کیجئے " اس لئے کہ لوگوں کو
 اس سے پہلے کچھ باتیں معلوم ہوئی ہیں اور انہوں نے حدیثیں سنی ہیں۔
 انہوں نے روایتیں کیں اور ہر قوم نے اس پر عمل کیا جو بات ان کو پہلے
 سے پہنچ چکی ہے تو جس شہر والے نے جس بات کو اختیار کیا ہے اسی پر
 چھوڑ دیجئے " اس تقریر سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ ہر مجتہد برسرِ صواب ہے
 اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہر واقعہ میں مجتہد کی رائے کے تابع ہے اور یہی ایماہ ابو
 کے دو قولوں میں سے ایک قول ہے اور اکثر حنفیہ و شافعیہ اور باقلانی اسی
 کو ترجیح دیتے ہیں اور اس کے منافی وہ خبر صحیح نہیں جس میں تصریح ہے
 کہ مصیبت کے لئے دو اجر ہیں اور محضی کے لئے ایک اجر ہے اس لئے کہ
 جیسا امام جلال الدین سیوطی نے فرمایا کہ یہ خبر صحیح اس بات پر محمول ہے کہ

کہ مجتہدین سے مخطی نے افضل نہ ماننے میں خطا کی باوجودیکہ وہ بھی ٹھیک ہے
 فقہائے کرام نے فرمایا ہے کہ جو شخص چار رکعت نماز چار طرف پڑھے ہر
 رکعت تخری کر کے ایک بہت میں تو اس پر قضا نہیں باوجودیکہ یقین ہے
 کہ تین رکعتیں اس کی ضرور غیر قبلہ کی طرف ہیں اور حد کے بارے میں حضرت
 عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اجتہاد مختلف ہوا کہ اس میں مختلف حکم دیتے اور
 یہ فرماتے یہ اس بنا پر ہے کہ ہم نے حکم دیا اس طریقہ پر کہ حکم دیتے ہیں
 اور بقیہ نے مسلاً روایت کی کہ کبھی ایسا ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم ایک حکم دیتے اور قرآن شریف اس کے خلاف نازل ہوتا تو آپ
 حکم قرآن لے لیتے اور پہلے حکم کو رد نہ فرماتے اور یہ جو کچھ کہا اور دلیل لائے
 اس میں کھلی ہوئی نظر ہے خصوصاً جو آخر میں ذکر کیا اس لئے کہ حضور پر نور
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اجتہاد خطا سے محفوظ یقینی درست ہے بخلاف
 اجتہاد اور لوگوں کے اور کوری نے اہم شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل
 کیا کہ دو مجتہد جو دو قول متبائن کے قائل ہیں بمنزلہ دو رسول کے ہیں کہ دو
 شریعت مختلف لائے اور دونوں ٹھیک اور درست ہیں اور اہم ماذری نے
 فرمایا کہ طریقین میں حق کا ہونا اکثر اہل تحقیق علماء متکلمین کی رائے ہے
 اور یہی ائمہ اربعہ سے مروی ہے اور اس پر حجت یہ ہے کہ حضور پر نور
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے لئے ایک اجر مقرر فرمایا اور اگر وہ
 بات ٹھیک نہ ہوتی تو مستحق اجر نہ ہوتا اور دیگر حضرات نے حدیث میں اطلاق
 خطا کا یہ جواب دیا ہے کہ یہ اس حالت پر محمول ہے کہ جب نص سے ذہول

ہوا اور اُس امر میں اجتہاد کیا جس میں گنجائش اجتہاد کی نہ تھی مثل قطعیات
 کے کہ یہ اجماع کی مخالفت ہے کیونکہ اس قسم کی مثل بے شک ایسی صورت
 ہے کہ اگر اس میں غلطی ہو تو خطا کا اطلاق اس پر ہو سکتا ہے۔ ہاں جو ایسے مسئلہ
 میں اجتہاد کرے جس میں کوئی نص قطعی نہیں نہ اجماع امت ہے وہاں خطا
 کا اطلاق درست نہیں اور امام مازری نے اس مقام پر بہت طویل طویل تقریر
 کی ہے اور قاضی عیاض کی تشقاہ میں ہے کہ دونوں مجتہدوں کی رائے ٹھیک
 ہونے کا قائل ہونا بھی میرے نزدیک حق و صواب ہے صاحب جمع الجوامع
 نے کہا "اسی پر متکلمین ہیں اور میرا یہ عقیدہ ہے کہ امام ابو حنیفہ و مالک و
 شافعی و احمد اور دونوں سفیان و زاعمی اور ابن جریر اور جملہ ائمہ مسلمین
 یہ سب حق و ہدایت پر ہیں اور جن لوگوں نے ان کے حق میں کلام کیا اور
 ایسی باتیں کہیں جن سے وہ بری ہیں اس کی طرف التفات نہیں اس لئے
 کہ یہ علوم لدنیہ و مواہب الہیہ اور استنباطات دقیقہ اور معارف غریبہ اور
 دین و ورع عبادت و زہد علوم مرتبت اس درجہ کا دیئے گئے جس کی بلندی
 خیال میں بھی نہیں آتی" ختم ہوئی عبارت جمع الجوامع کی اور بعض ائمہ زیادت
 سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے اور اختلاف مجتہدین کے
 بارہ میں سوال کیا ارشاد ہوا کہ ہر ایک اپنے اجتہاد میں برسر صواب ہے
 ۔ تو اس وقت انہوں نے امام ابو حنیفہؒ کا یہ قول ذکر کیا جو آپ نے فرمایا
 کہ دونوں برسر صواب ہیں اور حق پر ایک ہے اور امام شافعیؒ کا قول کہ دو
 مجتہدین سے ایک مصیب ہے اور ایک مخطلی معفو عنہ ارشاد ہوا کہ یہ دونوں

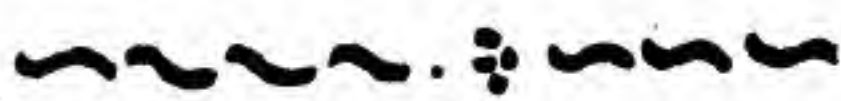
اگرچہ لفظاً مختلف ہیں مگر معنی قریب ہیں تو میں نے کہا کہ ان دونوں فرق
 میں تقلید کیلئے کون بہتر ہے ارشاد ہوا کہ دونوں برسر حق و صواب ہیں اذ
 ابجد تجھ پر یہ اعتقاد واجب ہے کہ ائمہ اہلسنت و جماعت کا اختلاف
 فرعیات میں بڑی نعمت اور وسیع رحمت اور کھلی فضیلت ہے اور اس میں
 ایک باریک بھید ہے جس کو عاقل علماء نے سمجھا ہے اور جاہل اس سے
 نابلسا میں حتیٰ کہ بعض کہنے لگے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو ایک ہی شریعت
 لائے تھے یہ چار مذاہب کہاں سے آگئے اور اس کی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ
 نے اس شریعت کو اس امر کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے کہ وہ جو ہر گز انی
 جو اگلی امتوں پر تھا اس شریعت والوں سے اٹھا دیا گیا مثلاً موسیٰ علیہ السلام
 کی شریعت میں قصاص کا واجب ہونا کیونکہ وہ خالص حلال ہی کے ساتھ
 بھیجے گئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں ویت کا واجب ہونا
 اور ہماری شریعت میں ان دونوں میں اختیار دیا جاتا اور ان لوگوں
 کی شریعتوں میں بدن میں جس جگہ نجاست لگ جاتی اس کا کاٹ دینا
 اور ہماری شریعت میں صرف اس کا پانی سے دھو دینا اور شریعت یہود
 میں لہس کا ممنوع ہونا اور ہماری شریعت میں اس کا جائز ہونا۔ اسی لئے
 انہوں نے نسخ قبلہ کو نہایت ہی عظیم واقعہ جانا اور ان کی کتابیں صرف
 ایک ہی قراءت سے پڑھنا جائز اور ہماری کتاب کو سات بلکہ دس قراءت
 سے پڑھنا روا ہے یہ سب اسی ارشاد باری تعالیٰ کی وجہ سے کہ فرمایا،
 اللہ تمہارے ساتھ آسانی کرنا چاہتا ہے اور سختی کرنا نہیں چاہتا اور اللہ

تعالیٰ کا قول ہے "اللہ تعالیٰ نے دین میں کسی قسم کا عرج نہیں کیا ہے۔"
 اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں دین حنیفی نرم لیکر آیا ہوں
 اور اس کی بعض نرمی اور آسانی اور بوجھ اٹھا دینے جانے سے فروع
 میں ہمارے ایمہ کا اختلاف ہے کیونکہ یہ مذہب درجہ اختلافات کے مثل
 متعدد شریعتوں کے ہے تاکہ ایک چیز کے لازم کر دینے جلنے کی وجہ سے
 ان پر تنگی نہ ہو اور جو لوگ مذہب صحیح کے عامل ہوں ان کے لئے ثواب
 اور مدح ہے یہاں تک کہ اگر کسی کے علم میں یہ بات ہو کہ فلاں مذہب
 میں زیادہ وسعت و گنجائش ہے تو اس کو بشرائط معلومہ اس مذہب
 کے طرف بدل جانا اور اس کے موافق عمل کرنا جائز ہے اور یہ سب
 اللہ کی بڑی نعمت اور اس کی وسیع رحمت ہے اور اس سے حضور
 پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غایت درجہ عزت شان اور دیگر انبیاء
 کرام علیہم السلام پر علوم مکان ثابت ہوتا ہے کہ ان کی وجہ سے انکی
 امت پر وسعت کر دی گئی کہ ایک امر میں ان کو اختیار ہے اس
 چیز پر عمل کریں جس میں سہولت ہے اسی لئے ہر مجتہد کو برسر صواب
 مان کر اس کی مدح کی اگرچہ بالفرض ان سے خطا ہو گئی ہو اور علماء
 سبکی نے ثابت فرمایا ہے کہ حجتی گذشتہ شریعتیں ہیں وہ حقیقت
 میں حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی شریعت ہے اور دیگر
 انبیائے کرام مثل نوح (قائم مقامون) آپ کے ہیں کیونکہ یہ اس
 رقت سے بنی ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام روح اور بدن کے میان

میں تھے تو وہ نبی الانبیاء ہیں اور یہی معنی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
 اس ارتقا و کمال ہے کہ میں تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ تو آدم علیہ السلام
 سے لیکر قیامت تک سب سے آدمی ہوں گے ان سب کے آپ نبی ہیں۔ ختم ہوئی
 عبارت امام سبکی کی۔ پس جب یہ بات ثابت ہوئی۔ کہ آپ کی غایت تعظیم
 کے لئے اور انبیاء کی شریعتیں آپ کی شریعت ہیں تو جو احکام شرعیہ کہ صحابہ کرام یا
 تابعین عظام آپ کے قول و فعل سے استنباط کئے وہ اپنے اپنے نوع کی مختلف
 شریعتیں بدرجہ اولیٰ ہیں۔ خاص کر اسوجہ سے کہ آنحضرت نے اُس کے وقوع کی خبر
 دی ہے اور اُس پر آپ نے عمل کرنے کی ہدایت فرمائی ہے اور اس سے خوش
 ہوئے اور اس بات پر ہماری مدح فرمائی اور اسکو بڑی رحمت اور عظیم منت فرمایا
 اسلئے جب اس امت کے اختلاف کو رجعت فرمایا یہ خبر دیا کہ گزشتہ امتوں کا
 اختلاف عذاب و ملاکت پر اسلئے کہ اُن کے لئے وہ وسعت نہیں دی گئی،
 پھر اس امت کے لئے وسعت ہے تو اُن کا اختلاف محض جھوٹ
 اور انبیاء علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام پر صرف بہتان ہے،
 جس سے وہ لوگ بری ہیں۔ اور ازاں بخلاف یہ غایت حرجہ مرکبات
 پر ہے جس کے اندر اصلاً جنسیت نہیں کہ بعض غریب پر بعض کو ایسی
 فضیلت نہ ہے جس سے دوسرے مذہب کی منقصت ہو اسلئے کہ
 اس میں غضب الہی اور دنیا و آخرت کی رسوائی ہے اور قریب ہے کہ
 اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد آیت لگا کہ جس نے میری ولی کو ایذا دی اُس سے میں حرب
 کا اعلان کروں گا۔ اور باعمل علمائے اسلام بلاشبہ سب انبیاء اللہ ہیں اور

یا رہا یہ تفصیل بیوقوفوں بے دینوں میں سخت جھگڑے کی طرف مغمی ہوئی
 ہے حتیٰ کہ بعض جاہلوں نے غایت درجہ کا تعصب اور جاہلیت کی ہٹ
 ظاہر کی جس کا نتیجہ اپنے اہم کے مذہب کی ترجیح اور دوسرے کے شان
 میں زبان درازی و تنقیص ہے ضرورت ہے اور اس کے سبب جو کچھ
 عذاب اور سوائی منترتب ہوگی اس سے غفلت کی اور یہاں تک کہ ایک
 کے مقلد دوسرے کو برا کہتے تو ان کے مقلد اس امام کی توہین کرتے اور
 اس کے حق میں زبان درازی سے کام لیتے اور یہ خیال کرتے کہ یہ مقابہ
 فاسد بالفاسد ہے اور اگر ہر ایک کا کلام ان کے امام ہی کے روبرو
 پیش کیا جائے تو اس پر غوش کبھی نہ ہوتے بلکہ اس پر ڈانٹ دیتے
 اور اس سے اس وجہ سے بیزار ہوتے۔ اس کے برے کلام کی وجہ
 سے اسے چھوڑ دیتے اور اس سبب سے کہ وہ شخص اس برے کام
 کے اختیار کرنے سے غضب الہی اور ہلاکت کے جال میں پھنسا ہے
 اس لئے کہ اس کے سیدھے راستہ پر مرنے سے اکثر تو امید ہوجاتے
 اور سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیشک
 خبر دی ہے کہ پہلی امتوں کی ہلاکت کا سبب ان کا دین الہی میں شک
 کرنا اور جھگڑنا تھا۔ ان راستوں کی کھٹن سے اللہ تعالیٰ ہم کو محفوظ رکھے
 اور ان اماموں کے گردہ میں ہم کو اٹھائے اس لئے کہ ہم ان سے
 محبت رکھتے ہیں اور ان کی تعظیم اس طریقہ سے کرتے ہیں کہ جس
 سے ہم کو امید ہے کہ قیامت کے دن انہیں کے ساتھ تختوں پر بٹھائے

حائض گے اس وجہ سے کہ جو شخص کسی قوم سے محبت رکھتا ہے قیامت
 میں انہیں کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ جیسے کہ ان کی مودث اور ان کے
 شرف بننے والے (حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم)
 نے اس کی خبر دی ہے اور جو (مردک) کہ ان میں سے کسی کی شان کو
 گھٹائے تو اس کے واسطے اتنی سزا کافی ہے کہ اس بہت بڑے مجمع
 قیامت میں اس رفاقت سے محروم رکھا جائیگا۔ اور میدان قیامت میں
 اس کے حق میں منادی کرائی جائے گی کہ اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ
 کا یہ دشمن ہے پس اس کے واسطے سوائے ذلت اور عذاب آخرت
 کے اور کچھ نہیں ہوگا۔



دُعَاءُ التَّوْحِيدِ

يَا اللَّهُ يَا اللَّهَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ يَا رَحْمَنُ يَا رَحِيمُ يَا عَفُوُّ يَا كَرِيمُ
 فَاغْفِرْ عَنِّي وَارْحَمْنِي يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَارْحَمْنِي بِالصَّالِحِينَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي
 وَلِآبَائِي وَلِأُمَّهَاتِي وَلِأَبَائِي وَلِأُمَّهَاتِي زَوْجَتِي وَلِأَجْدَادِي وَجَدَّاتِي وَلِأَبْنَائِي وَبَنَاتِي وَ
 لِإِخْوَانِي وَأَخَوَاتِي وَلِأَعْمَامِي وَعَمَّاتِي وَلِأَخْوَالِي وَخَالَاتِي وَلِأَسْتَاذِي عَبْدَ الْحَكِيمِ
 الْأَرْوَاسِيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ الْأَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْأَمْوَاتِ «رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِمْ
 أَجْمَعِينَ» بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

دُعَاءُ الْأَسْتِغْفَارِ

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الْعَظِيمَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ

تیسرا مقدمہ

در بارہ امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کی بشارتیں

جان کہ ان سب میں بڑی اور بزرگ اور واضح تر کامل تر وہ حدیث ہے جسے شیخین یعنی بخاری و مسلم اور ابوالنعمین رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت ابویہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور شیرازی اور طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور طبرانی علیہ الرحمۃ نے... عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر علم ثریا کے پاس بھی ہوتا تو اہل فارس کے کچھ مرد اس کو ضرور لیتے اور شیرازی اور ابوالنعمین رحمہما اللہ تعالیٰ کے لفظ یہ ہیں کہ اگر علم ثریا کے پاس لٹکا ہوا ہوتا اور طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے لفظ قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے یہ ہیں اس کو عرب نہیں لیں گے تو کچھ مرد فارس سے ضرور اس کو لیں گے اور مسلم علیہ الرحمۃ کی عبارت یہ ہے اگر علم ثریا کے پاس ہوتا جب بھی کچھ مرد اہل فارس سے اس کو ضرور لیتے حافظ محقق امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ یہ اصل صحیح ہے جس پر امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق بشارت اور ان کے فضیلت نامہ میں اعتماد کیا جاتا ہے اس حدیث کی نظیر وہ حدیث ہے جو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرمایا قریب ہے کہ لوگ علم کی طلب میں

ادنٹ کو تھکا ماریں گے مگر کوئی شخص علم مدینہ سے زیادہ جانتے والا
 نہیں پائیں گے اور وہ حدیث جو امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے
 میں ہے سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قریش کو برا
 نہ کہو اس لئے کہ اس میں ایک عالم ہوگا کہ تمام روئے زمین کو علم سے بھر
 دے گا اور یہ حدیث حسن ہے جس کے متعدد طریقے ہیں اور بعضوں
 نے اس کو موضوع خیال کیا مگر علماء رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس قول کی تریف
 فرمائی اور ایسے خیال والے ایسی گھڑت کرنے والے کی تشنیع کی علماء علیہم
 نے فرمایا کہ پہلی حدیث میں عالم مدینہ سے امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 اور دوسری حدیث میں امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مراد ہیں امام جلال الدین
 سیوطی کے بعض تلامذہ نے فرمایا کہ اس حدیث سے امام اعظم ابو حنیفہ
 علیہ الرحمۃ مراد ہوتا جیسا ہمارے استاد نے خیال فرمایا یہ ظاہر ہے اس میں
 اصلاً شک نہیں کیونکہ ان کے زمانہ میں اہل فارس سے کوئی شخص علم میں
 ان کے لئے کو نہ پہنچا بلکہ ان کے شاگردوں کے مرتبہ تک بھی رسائی نہ
 ہوئی اور ان میں سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کھلا ہوا معجزہ ہے کہ
 آپ نے غیب کی خبر دی جو ہونو اللہ ہے بتا دیا اور فارس سے وہ خاں
 شہر مراد نہیں بلکہ جنس عجم یعنی ملک فارس مراد ہے اور عنقریب یہ مہمون
 آتا ہے کہ امام صاحب کے دادا بربنار قول اکثر حضرات اہل فارس سے
 تھے اور دیلمی کی روایت ہے کہ تمام عجم میں بہتر فارس ہے امام جلال الدین
 سیوطی نے فرمایا اس حدیث کی وجہ سے جس کی صحت پر اتفاق ہے

خبر موضوع سے جو لوگوں نے امام اعظمؒ کے مناقب میں گھڑھا ہے استغناء حاصل ہے ان کے شاگرد و مذکور نے کہا کہ ہمارے استاد نے اس تقریر میں اسبات کی سند کی طرف اشارہ فرمایا جو بعض علم حدیث سے ناواقف اصحاب مناقب نے بیان کیا اس لئے کہ اس کی سند میں جھوٹے اور خلاف کے گڑھنے والے لوگ ہیں اور ان کی روایت یہ ہے کہ میری اُمت میں ایک شخص ہوگا جس کا نام ابو حنیفۃ النعمان ہے وہ قیامت تک کے میری اُمت کا چرانع ہے اور دوسرے لفظوں سے یہ ہے کہ میری اُمت میں ایک شخص ہوگا جس کا نام نعمان اور کنیت ابو حنیفہ ہوگی وہ میری اُمت کا چرانع ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ میرے بعد ایک شخص آئیگا جس کا نام نعمان بن ثابت اور کنیت ابو حنیفہ ہوگی۔ خدا کا دین اور میری سنت اس کے ہاتھوں پر زندہ ہوگی اور ایک روایت میں یہ ہے کہ میری اُمت کی ہر قرن میں سالبین ہوں گے ابو حنیفہ اس اُمت کے سابق ہیں۔ اور ایک روایت میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام خراسان والوں پر ایک چاندنکے لگا جس کی کنیت ابو حنیفہ ہوگی۔

اس سے دوسری روایت میں ہے کہ رائے حسن کی ہے اور بعد ہمارے رائے حنیف ہوگا اس کی وجہ سے بقار اسلام تک احکام جاری ہیں گے اور اس کی رائے مثل میری رائے اور میرے حکم کے ہے اس کے

ساتھ ایک مرد قائم ہوگا جس کا نام نعمان بن ثابت کوئی اور کنیت ابو حنیفہ
ہے اور وہ کوفہ کا رہنے والا ہوگا علم و فقہ میں کوثران احکام کو حق بجانب
پھیرے گا دین حنیفی اور اچھی رائے والا ہوگا۔

ایک اور روایت میں ابن میرین سے ہے کہ جب امام اعظمؒ نے
اپنا خواب جس کا تذکرہ آتا ہے ان سے بیان کیا ابن میرین نے فرمایا
کہ تم اپنی پیٹھا اور بائیں جانب کھولو تو امام نے کھولا تو انہوں نے دونوں
موٹھے یا بائیں بانڈ میں ایک تل دیکھا اور فرمایا کہ ہم نے یہ سچ کہا کہ تم
ابو حنیفہ ہو جس کے بارے میں سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے کہ میری امت میں ایک شخص ہوگا جس کا نام ابو حنیفہ ہے اس کے
دونوں موٹھے کے درمیان اور ایک روایت میں ہے اس کی بائیں
جانب تل ہوگی خدا کا دین اور میری سنت اس کے ہاتھ پر زندہ ہوگی
یہ سب حدیثیں موضوع ہیں جس کو ادنیٰ علم بھی حدیث کے پرکھنے کا
ہے اس کے نزدیک ان سب کی کچھ وقعت نہیں۔ اس لئے امام ابن
حنیفہ نے ان سب کو موضوعات میں بیان کیا اور علامہ ذہبی اور ہمارے
استاد امام جلال الدین نے اپنے مختصر اور حافظ ابوالفضل شیخ الاسلام
ابن حجر نے لسان المیزان میں اس کو مقرر رکھا اور علامہ قاسم حنفی نے
(جن پیاس زمانہ میں مذہب حنفی کی ریاست ختم تھی) اس کا اتباع
کیا۔ اس وجہ سے امام کی مناقب میں جن محدثین نے کتدیں لکھیں
مثلاً امام اجل ابو جعفر طحاوی اور صاحب طبقات حنفیہ محی الدین قرشی

اور ان کے علاوہ اور حنفی ثقہ ثبت نقاد صاحب علم وافر کسی نے ان
 احادیث کو نہیں بیان کیا۔ ختم ہوا خلاصہ کلام امام جلال الدین سیوطی کے
 شاگرد کا اور جو شخص کہ امام صاحب کے آئندہ حالات ان کے کرامات
 ان کے اخلاق ان کے طریقے پر جو اس کتاب میں مذکور ہوں گے مطلع
 ہو گا جان لے گا کہ امام اعظمؒ کی شان اس سے دراصل ہے کہ ان کے
 فضل و بندگی کے لئے کسی موضوع حدیث یا لفظ موضوع سے سند لانی
 جانے خصوصاً اس حدیث کے لئے جسے بخاری و مسلم وغیرہ نے
 روایت کی جس سے امام اعظمؒ مراد ہیں۔ مثل اپنے لیٹر علماء عجم کے مثل
 ان سے اعلیٰ و افضل حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور امام
 اعظمؒ کی علو شان پر اس حدیث سے بھی استدلال ہو سکتا ہے جو ارشاد
 ہوا کہ ۵۰ انبویں دنیا کی زینت اٹھ جائیگی اسی وجہ سے امام شمس اللامہ کر دی
 نے فرمایا کہ اس حدیث سے مراد امام اعظمؒ ہیں کہ ان کا وصال اسی سن
 میں ہے۔

پہلی فصل بیان میں اُن امور کے جو اس کتاب کی تالیف کے باعث ہوئے

اولے وہ حدیث ہے جو بلند حسن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
سے مروی ہے بلکہ امام مسلم نے مقدمہ صحیح اور ابن خریزمی نے اپنی صحیح میں
روایت کی حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سرور عالم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم کو حکم فرمایا ہے کہ ہم لوگوں کو ان کے رتبہ
کے موافق مقام دیں اور خرابی کی روایت میں یہ ہے کہ لوگوں کو خیر و
شر میں ان کے رتبہ کے موافق اتار دو اور دوسری روایت میں ہے لوگوں
کو ان کے جگہ میں اتار دو اور لوگوں کو اپنی عقل سے بچا لو۔ اور حضرت علی
کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے جس نے لوگوں کو ان کے رتبہ کے موافق
اتارا اس نے اپنے سے مشقت دور کر دی۔

امروم تاریخ خطیب اور منتظم ابن جوزی میں چند باتیں ایسی
ہیں جو بالکل منافی کمال شان امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اس کے علاوہ
خطیب نے امام صاحب کے فضائل میں اس کے بعد باسانید مشہورہ
وہ باتیں ذکر کیں جن کے ذکر سے عقل حیران ہے بلکہ ان کے بعد آنے
والے سب امام اس ترجمہ میں اسی سے استمداد کرتے ہیں یوہیں متحمل
میں جو امام حجت الاسلام غزالی کی طرف منسوب ہے اسی قسم کی چند باتیں

مذکورہ میں اور میں نے اہم عزالی کی طرف منسوب اس لئے کیا کہ اس کتاب میں جو کچھ مذکور ہے ان سب کی نسبت اہم کی طرف صحیح نہیں ہو سکتا ہے کہ یہ بیہودہ الفاظ بھی کسی نے گڑھے میں اور اس پر دلیل یہ تھی کہ خود اہم حجۃ الاسلام نے احیاء العلوم میں جو ان سے متواتر ہے اس قسم کے مناقب لکھے ہیں جو ان کے کمال شان کے لائق ہیں اور اس کا جواب بعض حنیفہ نے یہ دیا ہے کہ اولاً نہیں مانتے کہ یہ اہم حجۃ الاسلام نے لکھا ہے۔

اور اگر بالفرض والتقدیر مان بھی لیں تو وہ اپنے ابتدائی زمانہ میں لکھا ہے جب متعصبین فقہاء کے طرز پر تھے مگر جب اس سے ترقی کی اور ان کے اخلاق پاک ہوئے اور اپنے رتبہ کمال کو پہنچے تو اس قول شیعہ سے رجوع کیا اور حق بات کتاب احیاء العلوم میں لکھا تو اے مخاطب تو اس سے پرہیز کر کہ اس کے گرد بھی گھومے اور اس سے بچ جس طرح سم قاتل سے بچتے ہیں کیونکہ سخت بیماری ہے اور یہی وہ بات ہے جس نے فقہاء کو منافست اور ایک دوسرے پر فخر و مباہات کی طرف پلٹا یا جلیا کہ اس کی گمراہی کی تفصیل اور اس کی برائی عنقریب آتی ہے اور یہ کلام بسا اوقات سنا جاتا ہے اس کے کہنے والے سے تو کہا جاتا ہے کہ لوگ اس چیز کے دشمن ہیں جس کو نہ جانیں اور نہ گمان کر اسکا اس لئے کہ واقفکار پر پہنچا ہے تو اور نصیحت قبول کر اس شخص سے جس نے اپنی عمر کو ایک زمانہ تک اس میں ضائع کیا اور اگلوں پر تصنیف و تحقیق و جدل و بیان

میں زیادتی کی پھر اللہ تعالیٰ نے اسے حق راہ ہدایت کی اور اس کے عیب پر مطلع کیا تو اس کو چھوڑ کر اپنے نفس کی اصلاح میں مشغول ہوا۔ ختم ہوئی عبارت بعض محققین کی

اور یوں ہی وہ امر ہے جس کا بیان اوپر ہوا۔ کلام بعض متعصبین کا جس کا نام غزالی ہے جس سے گمان ہوتا ہے کہ وہ حجۃ الاسلام غزالی ہیں حالانکہ ایسا نہیں بلکہ وہ ایک دوسرا شخص مجہول الحال ہے جس کی مستقل تالیف امام اعظمؒ کی توہین و تفتیش شان میں ہے حالانکہ جو روایات اس میں امام کی طرف منسوب ہیں وہ اس سے بالکل بری و منزہ ہیں علاوہ بریں یہ بھی بعید نہیں کہ بعض زندیق بد نصیب نے اس کو گڑھ کا امام حجۃ الاسلام غزالی کی طرف منسوب کر دیا ہوتا کہ اس امام کبیر و مرد شہیر کی وجہ سے اس کے اختراعات لوگوں میں رواج پا جائیں تو وہ اس سبب سے ان لوگوں میں ہو گیا جنہیں اللہ تعالیٰ نے گمراہ کیا اور اندھا بنایا تو ایسی صورت میں جن لوگوں کو ان کتابوں کے مضامین کھوٹے کر دکھانے اور ان کے مصنفوں کو بیوقوف بنانے پر قدرت ہو۔ ان سب لوگوں پر واجب ہے کہ جو کچھ ان کتابوں میں ہے ان سب کو سست اور بے وقعت بنائے اور ان سب کو ہال کرے اور اس کے بنانے والے اور گڑھنے والے کی تکذیب کرے ساتھ اس چیز کے کہ اتفاق کیا علما معتبرین اور ائمہ مجتہدین نے امام اعظم کی تعظیم و تکریم پر بموجب ان حدیثوں کے جو گندیں اور آئندہ آئینگی۔

امر سوم متعصبین کی غلطی ظاہر کرنے کے اس قلم میں کہ ہم نے امام اعظمؒ

وغیرہ کے مناقب میں صرف اسی وجہ سے کلام کیا کہ اس کا جاننا ہم پر متعین
 ہے اس لئے کہ لوگوں کی حالتیں تمہایں ہیں اور ان کے اوصاف جن پر
 روایت اور تنقید کا مدار ہے۔ مختلف اور ان لوگوں کا کلام اس بارے میں
 مثل اقوال خوارج کے ہے جس سے انہوں نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ
 وجہہ الکریم پر محبت پکڑا تھا کہ وہ بات حق تھی مگر مقصود ان کا باطل تھا کیونکہ
 انہوں نے اس بارے میں صرف ان باتوں پر اعتماد کیا جو امام کے معاصرین نے
 حسداً کہی تھیں کیا لوگ حسد کرتے ہیں اس چیز پر جو ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے
 فضل سے عطا فرمایا ہے اور اسی طرح بعض بعد والے حضرات نے امام
 کی طرف ایسے کلامات منسوب کئے جو کسی صاحب کمال بلکہ کسی دیندار سے
 نہیں صادر ہو سکتے ہیں جس سے مقصود ان کا صرف امام صاحب کی توہین
 اور ان کے ذکر کی پستی تھی اور انکار کرتا ہے اللہ مگر یہ کہ اپنی روشنی پوری
 کرے اگرچہ مشرک سے ناپسند جائیں اور ان کے زجر اور عذاب کیلئے
 وہ حدیث کافی ہے جو حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بسند حیدر و
 جو شخص کسی کے بارے میں ایسی بات شائع کرے جس سے دنیا میں
 اس کی برائی ہو حالانکہ وہ شخص اس کلمہ سے بری ہو تو اللہ تعالیٰ کو ضرور
 ہے کہ اس کو جہنم میں اتنے دنوں تک رو کے جتنے دنوں اس کے قول
 کا نفاذ ہوا اور دوسری روایت صحیح میں ہے جو کسی مومن کے بارے میں
 وہ بات کہے جو اس میں نہیں اللہ تعالیٰ جہنمیوں کے پرزلے میں اس کو
 جگہ دے گا یہاں تک کہ اس سے نکل جائے جو کہا تھا اور وہ کبھی نکلنے

والا نہیں۔

امریہ ہمارم :- ظاہر کرنا اس بات کا کہ اہم اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
مثلی ان تمام ائمہ کرام کے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد والا ان اولیاء اللہ
لا خوف علیہم ولا ہم یخز لون الذین آمنوا وکانوا یتقون لہم البشری فی الحیوة
الدنیاء فی الآخرة صادق آتا ہے اور اس صدق کی وجہ یہ ہے کہ ہر ایک
ان ائمہ مجتہدین اور علما عاقلین سے ایسے کمالات باہرہ اور کرامات ظاہرہ
بروایت صحیح ثابت ہوتے ہیں جس کا انکار نہیں کر سکتا مگر سخت جاہل
معاند تو حقیقت وہی اولیاء اللہ جامع شریعت و حقیقت ہیں جب یہ
بات معلوم ہو چکی تو جو شخص ان میں سے کسی ایک کی تنقیص کرتا ہے وہ
ان لوگوں سے ہے جن پر کلمہ طرد و غضب ثابت ہو چکا ہے اور کیوں نہ ہو
اس نے اپنے آپ کو ایسے امر میں ڈالا ہے جس کی اسے طاقت نہیں یعنی
خدا و رسول جل شانہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ٹرائی کرنا اور جو خدا سے لڑائی
کرے گا وہ ضرور ہمیشہ کے لئے ہلاک ہو گا۔ لغو ذبا اللہ منہ اور اس پر دلیل
وہ حدیث ہے جسے ائمہ محدثین اہم بخاری وغیرہ نے متعدد طریقوں سے
جن کی تعداد پندرہ سے بھی زائد ہے ایک جماعت کثیرہ صحابہ سے
مرفوعاً روایت کی ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ
تعالیٰ نے ارشاد فرمایا جس نے دشمنی رکھی یا ذلیل کیا یا اذیت پہنچائی یا
توہین کی میرے کسی ولی کی اور دوسری روایت میں مسلمانوں کے دل کی ہمنے
اس کو ٹرائی کا اعلان سے دیا اور دوسری روایت میں ہے اس نے مجھ

سے لڑائی حلال کر لی اور ایک روایت میں ہے وہ مجھ سے جنگ کرنے
 کو نکلا اور جب یہ تجھے معلوم ہوا تو تو نے یہ بھی جان لیا کہ اس میں کس قدر
 وحید شدید اور زجر موکد اور سخت منع ہے جو ادنیٰ عقل والے کو بھی اس
 امر سے روکے گا کہ وہ کبھی خوض کرے اُن امور میں جس میں آیتہ اعلیٰ
 مصانجہ انظلام کی توہین شان کی ہو اور بہت ہی دُور ہے اس سے
 کہ کسی طرح سے ان کو ایذا پہنچے کیونکہ جن امور سے زندہ ایندا پاتے ہیں
 اموات بھی گزند رسیدہ ہوتے ہیں اور کس طرح کسی شخص کو اس پر اقدام
 کی جرأت ہوگی حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے اپنے اولیاء کے لئے
 ایسا غضب ہوتا ہے جس طرح تمہیں اپنے بچے کے لئے غصہ ہوتا ہے
 دوسری حدیث میں ہے جسے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے دیلم
 بن مہبہ سے روایت کی رب العزۃ جل و علانے حضرت موسیٰ علیہ السلام
 سے بوقت کلام فرمایا جان تو کہ جس نے میرے کسی دلی کی توہین کی
 اس نے مجھ سے جنگ کا اعلان کر دیا اور میرا مقابلہ کیا اور اپنے نفس
 کو ہلاکت کیلئے پیش کیا اور مجھ کو اس کی طرف بلایا اور میں سب سے
 زیادہ جلدی کرتا ہوں اپنے اولیاء کی مدد میں کیا مجھ سے لڑنے والا
 یہ خیال کرتا ہے کہ مجھ سے بدلہ لے گا یا مجھ سے اعلان جنگ کرنے
 والا یہ گمان کرتا ہے کہ مجھے عاجز کر یگا یا مجھ سے آگے بڑھے گا اور
 مجھ سے نکل بھاگے گا۔ میں دنیا و آخرت میں بدلہ لینے والا ہوں۔
 اس کی مدد کو اپنے غیر کے حوالہ نہ کروں گا تو سوچ سوچ اور مہینہ

کہ اس بات سے کہ عمیق گڑھے ہلاکت میں تو گھسے کیونکہ خدا کو اسکی
 پرواہ نہیں کہ تو کس میدان میں ہلاک ہوگا اسی لئے حافظ ابو القاسم
 بن عساکر نے اپنی کتاب تبیین کذب المفتری فیما نسب الامام ابی الحسن
 الاشعری میں فرمایا کہ علماء کے گوشت زہر آلود ہیں اور جوان کی توہین
 و تنقیص کرے گا۔ اس کی رسوائی معلوم ہے نیز فرمایا کہ علماء کے گوشت
 زہر میں جوان کو سونگھے گا۔ بیمار پڑے گا جو کھائے گا مرے گا۔ نیز
 کہا اور علماء نے ان کے فضائل کو جمع فرمایا اور ان کے طریقے اور ان
 کے اخبار کی نگہداشت کی جو شخص صحابہ کرام اور تابعین فحاش رضی اللہ
 تعالیٰ عنہم اجمیع کے فضائل کے بعد فضائل امام ابو حنیفہ و مالک و شافعی
 کو پڑھے اور اس کا اہتمام رکھے اور ان کے اچھے طریقے سن کر خصلتوں
 پر واقف ہو تو اس کے لئے یہ ستھرا کام ہے اللہ تعالیٰ ہم کو ان
 سب لوگوں کی محبت سے نفع بخشے اور جو شخص ان کے متعلق یاد
 نہ رکھے سوائے ان امور کے جن کو ان کے حامدوں نے حسد اور
 یہودہ بکواس اور غصہ کے طور پر کہا وہ شخص محروم التوفیق ہے اور
 عیب کرنیوالا اور کج راہ ہے اللہ تعالیٰ ہم کو ان لوگوں سے بٹائے
 جو بات سنتے ہیں پھر اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں آمین

امرِ خیر۔ ائمہ حفاظ نے ان کی سوانح تکھی اور ہر زمانہ
 میں ان کے محامدیں طول طویل تقریر کی تو میں نے چاہا کہ میں بھی
 اسی سلسلے میں شلک ہو جاؤں تاکہ اس پاک نفس امام کی بہت بھرپور

بھی ہو جس طرح ان حضرات پر پہلی ابن جوزی نے سفیان بن عیینہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ ان کے تذکرے کے وقت رحمت الہی نازل ہوتی ہے اور میں نے یہ چاہا کہ جو کچھ ان حضرات نے ذکر کیا ہے اسے موخر عبادت میں بحد ف اسانید مختصر کروں اور چونکہ ان لوگوں نے اپنی کتابوں میں بسط و تفصیل سے بیان کیا ہے اسی پر اعتماد کروں اس وجہ سے کہ لوگ مختصر کو پسند کرتے اور مطول سے گھبراتے ہیں چونکہ انکی ہمتیں تاصر ہو گئیں اور اغراض فاسد منافی مشقت تحصیل علم کثرت سے ہو گئے۔

دوسری فصل آپ کے نسب کے بیان میں

لوگوں نے اسمیں اختلاف کیا ہے اکثر نے کہا اور محققین نے اسی کی تصحیح کی ہے کہ آپ عجمی ہیں اس پر دلیل وہ حدیث ہے جسے خطیب نے عمرو بن حماد آپ کے صاحبزادہ سے روایت کی کہ امام صاحب ثابت بن زوطی بن ماہ کے صاحبزادے ہیں جو اہل کابل سے تھے نبی یتیم اللہ بن ثعلبہ کے مملوک تھے پس اسلام قبول کیا تب انہوں نے ان کو آزاد کر دیا تو ثابت دین اسلام پر پیا ہوئے اور بعضوں نے کہا کہ وہ اہل انبار سے ہیں وہاں سے نسا آئے وہیں امام ابو حنیفہ پیا ہوئے جب جوان ہوئے پھر وہیں واپس گئے۔

علہ زوطی بغم زاہد زن موسیٰ دفع زاہد زن سلمیٰ ۱۲ عہ بغم باہد زن کے کنارہ تعلیم میں ایک شریعہ

اور بعضوں نے کہا کہ اہل ترمذ سے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ آپ
 چاروں شہروں میں آئے ہوں تو ہر ایک کو جو یاد رہا اس نے وہی
 بیان کیا۔ دوسری روایت میں اسمعیل بن حماد عمر مذکور کے بھائی
 سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا ثابت بن نعمان بن مرزبان ^{علہ} انبام فارس
 سے ہیں ہمیشہ سے آزاد تھے۔ کبھی کسی کے غلام نہ ہوئے ثابت اپنے بچپن
 کے زمانہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے
 مولائے کائنات نے ان کے اور انکی ذریت کے لئے برکت کی دعا
 کی اور مجھے خد سے امید ہے کہ ہم لوگوں کے بارے میں ان کی
 دعا قبول ہوئی اور نعمان نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو نوروز کے دن
 فالودہ پدید بھیجا تو آپ نے فرمایا کہ ہر روز ہمارے لئے نوروز ہے اور
 بعض نے کہا کہ یہ واقعہ مہرجان کا ہے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 نے فرمایا کہ ہر روز ہمارا مہرجان یہی ہے عمر واسمعیل دونوں بھائیوں
 کا ثابت کے والد میں اختلاف ہے کہ نعمان ہیں یا زوطی اور دادا ان
 کے مرزبان ہیں یا ماہ ہو سکتا ہے کہ دو دو نام تھے یا ایک ایک نام اور
 دوسرا لقب تھا یا زوطی کے معنی نعمان اور مرزبان کے معنی ماہ کے
 تھے اور رقیق و حسر ہونے میں اختلاف کا جواب یہ ہے کہ جس نے
 ثابت کیا اس نے دادا کے متعلق کہا اور جس نے نفی کی اس نے

علامہ ترمذی ثبت تادمیم دبا لکسر ذوال بحیرہ جمون کے کنارے ایک شہر ہے
 علامہ مرزبان بفتح میم و سکون بلا و غمہ زامضر ہر شمس ۱۲۔

ثابت سے نفی کی لیکن اسمیٰ کے لڑکے نے کہا کہ ثابت غلام تھے اور
 کابل سے قید ہو کر آئے تھے تو بنی تیم اللہ کی ایک عورت نے ان کو
 خرید کر آزاد کر دیا اور بعضوں نے کہا کہ ثابت بن طاووس بن ہرمز
 بھی سامان کے بادشاہ تھے اور بعضوں نے کہا کہ وہ عربی تھے زوطی
 یحییٰ بن زید بن اسد کے قبیلہ سے تھے اور ایک نسخہ میں ابن راشد
 الانصاری ہے مگر یہ صحیح نہیں۔ اور ایک جماعت اصحاب مناقب
 نے امی کو ترجیح دی جو آپ کے پوتوں نے بیان کیا اس لئے کہ ان
 کو اپنے دادا کا نسب زیادہ معلوم ہو گا۔

تیسری فصل آپ کی سنہ ولادت میں

اکثروں کا خیال یہ ہے کہ آپ سنہ ۵۷۰ میں کوفہ میں بزمانہ خلافت
 عبدالملک بن مروان پیدا ہوئے اور بعضوں کا یہ خیال کہ آپ سنہ ۵۷۰
 میں پیدا ہوئے بالکل غلط و مردود ہے

چوتھی فصل آپ کے نام نامی کے بیان میں

اس پر سبہوں کا اتفاق ہے کہ آپ کا نام نامی و اسم گرامی نعمان
 ہے اور اس میں ایک نفیس راز ہے اس لئے کہ نعمان اصل میں وہ
 خون ہے جس کی وجہ سے بدن کا توام ہے اور اسی وجہ سے بعضوں
 نے کہا کہ وہ روح ہے توام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کی وجہ سے

فقہ کا تو ام ہے اور آپ ہی بیان دلائل اور مشکلات فقر کا منشاء
 میں یا نعمان ایک سرخ گھاس خوشبودار ہے گل لالہ یا رنگ ارغوان
 ہے تو ام ابو حنیفہ کی خصلیتیں اچھی ہوئیں اور آپ غایت کمال کو پہنچے
 یا نعمان بروزن فعلاں نعمت سے مشق ہے تو ام ابو حنیفہ اللہ کے
 نعمت مخلوق الہی پر ہیں اور نکرہ کرتے یا ندایا۔ مضاف کرتے کے
 وقت ال کو حذف کر دیتے ہیں اور اس کے سوا بھی حذف کرتے
 ہیں مگر وہ ثناء ہے ابن مالک نے کہا کہ اس کا حذف و ابقاء دونوں
 برابر ہیں مگر اور لوگوں نے اس پر اعتراض کیا ہے نیز اس پر بھی لوگوں
 کا اتفاق ہے کہ آپ کی کنیت ابو حنیفہ ہے مؤنث حنیف کا ہے
 جس کے معنی ناسک عابد مسلم ہیں کیونکہ حنیف کے معنی ماثل ہونا
 اور مسلم دین حق کی طرف ماثل ہے اور بعضوں نے کہا کہ آپ کی کنیت
 ابو حنیفہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے پاس دوات رہتی تھی جس
 کو عراق کی زبان میں حنیفہ کہتے ہیں۔ بعضوں نے کہا کہ آپ کی صاحبزادی
 کا نام حنیفہ تھا۔ اور یہ صحیح نہیں ہے اس لئے کہ آپ کی اولاد ذکر یا
 اثبات سوائے حماد کے کوئی ثابت نہیں خطیب وغیرہ نے ام صاب
 سے منقطعاً روایت کی ہے کہ میرے بعد میری کنیت کوئی نہ رکھے گا
 مگر مجنون۔ لوگوں نے کہا ہم نے چند آدمیوں کو دیکھا کہ جنہوں نے
 آپ کی کنیت رکھی ان کی عقلیں کمزور تھیں مگر اس کا رد کیا گیا ہے کہ
 قریب تیس آدمیوں نے اپنی کنیت ابو حنیفہ رکھی اور وہ سب کے سب نام و

علماء تھے جیسے ایقانی دینوری ہاں آپ کے پہلے یہ کنیت کسی
کی نہ تھی سوائے دو مجہول تابعی کے۔

پانچویں فصل آپ کی صوٹ کے بیان میں

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ متوسط قامت بہت
خوبصورت فصیح زبان اکمل الایراد شیریں بیان اپنے مطلب پر ابن الجحۃ
تھے ان کے صاحبزادے حاد نے فرمایا کہ وہ طویل القامت گندمی رنگ
حسین خوبرو باہلیت تھے بے وجہ نہ کلام فرماتے۔ جب کوئی پوچھتا اس
کا جواب دیتے بیکار باتوں میں نہ پڑتے اور متوسط القامت و طویل القامت
کہتے ہیں کوئی تعارض نہیں ہو سکتا ہے کہ معتدل القامت اقرب الطویل
القامت ہوں جیسا کہ شمائل ترمذی میں اس کو کھلا ہے ابن مبارک نے
کہا خوبصورت جامعہ رہے تھے کپڑے نفیس پہنتے تھے۔

چھٹی فصل ان صحابہ کرام کے بیان میں

جن کو امام صاحب نے پایا

علامہ وہابی نے فرمایا اور یہ صحیح ہے کہ آپ نے انس بن مالک
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بچپن میں دیکھا اور ایک روایت میں ہے کہ میں
لے ان کو چند مرتبہ دیکھا سرخ رنگ کا خمباب کرتے تھے اور اکثر حضرات
محدثین کے نزدیک جو شخص صحابی سے ملاقات کرے اگرچہ ساتھ نہ رہا

ہوتا ہے اسی کو علامہ نووی نے صحیح کہا مثل ابن صلاح کے اور
 متعدد طریقوں سے یہ ثابت ہے کہ آپ نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ
 سے تین حدیثیں روایت کیں مگر ائمہ حدیث نے فرمایا کہ ان کا مدار ایسے
 لوگوں پر ہے جو موصوع حدیث بنانے کے ساتھ متہم ہیں شیخ الاسلام
 ابن حجر کے فتاویٰ میں ہے کہ امام ابو حنیفہ نے صحابہ کی ایک جماعت
 رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو پایا جو کوفہ میں آپ کی سند و نادر
 سند کے بعد تھے تو وہ تابعین میں سے ہیں اور یہ فضل کسی دوسرے
 شہر کے امام کیلئے ثابت نہیں جو آپ کے ہم عصر تھے جیسے امام افراعی
 شام میں اور دونوں حماد بصرہ میں امام ثوری کوفہ میں امام مالک مدینہ شریف
 میں لیث بن سعد مصر میں ختم ہوئی عبارت فتاویٰ ابن حجر کی تو یہ بات
 ثابت ہوئی کہ امام صاحب ان معزز تابعین میں سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ
 کا یہ ارشاد

وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُمْ
 وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا
 ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ۔ شامل ہے اور جن لوگوں نے منافقین میں کتابیں
 لکھیں ان میں سے ایک جماعت نے بیان کیا کہ امام صاحب نے سوائے
 حضرت انسؓ صحابہ کرام کی ایک جماعت رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے حدیث
 سنی ازاں محمدؐ عمرو بن حریشؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مگر اس پر یہ اعتراض
 ہوا ہے کہ ان کا انتقال موافق قول صحیح سند میں ہے اور سند

میں انتقال کی روایت صحیح و ثابت نہیں لیکن اس کا جواب یہ ہے
 کہ موافق مذہب صحیح لڑ کا جب سن تیز کو پہنچ جائے۔ اس کا سماع
 صحیح ہے اگرچہ پانچ ہی برس کا ہو اور انکا نجلہ حضرت عبداللہ بن انیس
 جہنی میں رضی اللہ تعالیٰ عنہ مگر اس پر یہ اعتراض ہوا ہے کہ ان کا
 انتقال ۱۲ شہرہ میں ہوا ہے لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ عبداللہ
 بن انیس پانچ صحابی کا نام ہے تو امام صاحب نے جس سے روایت
 کی عبداللہ بن انیس جہنی مشہور کے سوا دوسرے شخص میں رضی اللہ عنہما
 مگر اس کا رو اس طرح پر کیا گیا ہے کہ سوا مشہور عبداللہ بن انیس جہنی
 کے کوئی دوسرے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو فرما ہیں تشریف لے
 گئے اور بعض نے بسند امام صاحب سے روایت کیا ہے کہ آپ
 نے فرمایا کہ میں ۱۲ شہرہ میں پیدا ہوا اور عبداللہ بن انیس صحابی رسول
 اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲ شہرہ میں کوثر آئے
 میں نے ان کی زیارت کی اور ان سے یہ حدیث سنی کہ سرور عالم صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا محبت آدمی کو اندھا اور بہرا کر دیتی ہے۔ مگر
 اس پر ایک یہ اعتراض ہے کہ یہ سند مجہول ہے اور دوسرا یہ ہے کہ
 جو صحابی کوثر گئے تھے وہ عبداللہ بن انیس جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں
 اور یہ بات بیان ہو چکی کہ وہ ولادت امام اعظمؒ کے بہت زمانہ پہلے
 وصال فرمایا اور آنجلہ عبداللہ بن حارث بن جزء الزبیدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

میں مگر اس پر اعتراض یہ ہے کہ انہوں نے ۸۶ھ میں مصر میں موضع
 سقط ابی تراب جو ایک بستی ہے پچیم جانب سمנוوا اور محلہ کے قریب
 انتقال کیا اور وہ وہیں مقیم تھے اور وہ حدیث جو امام صاحب سے مروی
 ہے کہ انہوں نے اپنے والد کے ساتھ ۹۶ھ میں حج کیا اور عبداللہ
 بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسجد حرام میں درس دیتے دیکھا اور ان
 سے حدیث سنی اس کو ایک جماعت نے غلط کر دیا ہے کہ بعض اُن
 سے شیخ قاسم حنفی راوی ہمارے استاذ الاساتذہ میں اس سبب سے
 کہ اس کی سند میں قلب و تحریف واقع ہوئی اور اس کے راوی اتفاقاً
 کذاب ہیں اور ابن حزم نے مصر میں انتقال کیا اس وقت امام صاحب
 کی عمر چھ سال کی تھی اور عبداللہ بن جبر اس مدت کے اندر
 کوفے نہیں گئے اور از انجملہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ ہیں مگر اس پر یہ اعتراض ہے کہ ان کا انتقال ۷۹ھ میں امام صاحب
 کی ولادت سے ایک سال قبل ہوا اسی لئے ایہ نے اس حدیث کی
 نسبت جو امام صاحب نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک
 شخص کے لڑکا نہیں ہوتا تھا سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو
 کثرت سے استغفار اور صدقہ کا حکم فرمایا جس سے اللہ تعالیٰ نے لڑکے
 دیئے فرمایا کہ یہ حدیث موضوع ہے اور از انجملہ حضرت عبداللہ بن ابی
 ادنیٰ میں رضی اللہ تعالیٰ عنہ مگر اس پر یہ اعتراض ہے کہ وہ ۸۵ھ یا
 ۸۶ھ میں انتقال فرمائے لیکن اس بھی وہی جواب دیا گیا جو عمرو بن حریث

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں گذرا اور اس لئے امام صاحب کی وحدت
 متواتر جو آپ نے عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
 کی من نبی بلہ مسجد اولو مکھص قطاہ نبی اہلہ
 بیتا فی الجنة۔ بعضوں نے کہا شام صاحب نے اس حدیث کو
 پانچ یا سات سال کی عمر میں سنا ہوا اور انجملہ واثلہ بن اسقع رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ میں امام صاحب نے ان سے دو حدیثیں روایت کی ہیں۔ لا ظہر
 الشماۃ باخیک فیعانیہ اللہ وینجیک اور دع۔ مایریک الی مایریک
 پہلی حدیث کو ترمذی نے دوسرے طریقہ سے روایت کی اور حسن کہا اور

دوسری حدیث پر روایت جماعت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بیان کیا اور
 اس کو ایضاً نے صحیح کہا مگر اس پر اعتراض یہ ہے کہ ان کا انتقال زمانہ
 امارت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ نے ۳۰ھ میں وصال فرمایا اور انجملہ حضرت ابوالطفیل
 عامر بن وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ان کی وفات ۳۰ھ میں مکہ میں
 ہوئی اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے سب سے پہلے انہوں نے وصال
 کیا اور انجملہ عائشہ بنت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں مگر اس پر اعتراض
 یہ ہے کہ علامہ وہابی شیخ الاسلام ابن حجر کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ صحابہ
 نہیں اور یہ پھول ہیں اور اسی وجہ سے امام صاحب نے جو حدیث صحیح
 ان سے روایت کی مرد و خیال کی گئی۔ اکثر جند اللہ تعالیٰ فی الارض الخراؤ
 ولا اکلہ ولا حرمرہ اور انجملہ حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں

ان کی وفات ششمہ میں ہوئی اور بعضوں نے کہا اس کے بعد اور
 از آنجملہ حضرت سائب بن جلد بن سوبید میں انکی وفات سولہمہ میں ہوئی
 اور انا آنجملہ حضرت سائب بن یزید بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ان کی
 وفات سولہمہ یا سولہمہ میں ہوئی از آنجملہ عبداللہ بن بسرہ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ میں انکی وفات سولہمہ میں ہوئی از آنجملہ محمود بن الزبیر رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ میں ان کی وفات سولہمہ میں ہوئی از آنجملہ حضرت عبداللہ بن
 جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں مگر اس پر اعتراض یہ ہے کہ وہ ششمہ میں حمص
 میں انتقال فرمائے اور از آنجملہ ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں مگر اس پر
 اعتراض یہ ہے کہ وہ حمص میں ششمہ میں انتقال فرمائے۔

تنبیہ

بعض متاخرین محدثین جنہوں نے امام صاحب کے مناقب میں بسوط
 کتاب لکھی یہ بیان کیا ہے کہ ایک مخلوق آئینہ حدیث نے اس پر تعین کر لیا
 ہے کہ امام صاحب نے کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے کوئی حدیث روایت
 کا اور انکی دلیل چند امور ہیں اول آپ کے اکابر اصحاب مثل امام ابو یوسف
 و امام محمد ابن مبارک و عبدالرزاق رحمہم اللہ تعالیٰ و غیر ہم نے کوئی حدیث
 آپ سے روایت نہ کی تو اگر ایسا ہوتا ضرور روایت کرتے کیونکہ یہ ایسا
 وصف ہے جس پر محدثین جتنا فخر کریں ذیبا ہے اور جتنی سندوں میں
 یہ ہے کہ آپ نے کسی صحابی سے سنا ضرور اس میں کوئی کتاب ہے یا

البتہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھنا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت کو باعتبار سن کے پانا یہ دونوں باتیں بے شک صحیح ہیں اور علامہ عینی علیہ الرحمۃ کا یہ کہنا کہ آپ کا سماع صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت ہے اس کو شیخ حافظ قاسم حنفی علیہ الرحمۃ نے رد کر دیا ہے اور جن صحابہؓ کو آپ نے فرمایا ان سے نہ سننے کا سبب ظاہر یہ ہے کہ پہلے آپ کسب میں مشغول تھے وہ علامہ شعبی نے جب ان کی ذکاوت دیکھی تحصیل علم کی طرف متوجہ کیا اور جس شخص کو ادنیٰ التعلق بھی علم سے ہے جو کچھ میں نے ذکر کیا ہے اس کے خلاف نہ کرے گا ختم ہوا کلام اس محدث کا اور محدثین کا یہ قاعدہ ہے کہ اتصال کا راوی مقدم ہے ارسال والقطاع کے راوی پر کیونکہ اس کو زیادہ علم ہے علامہ عینی کے قول کی تائید کرتا ہے اس کو محفوظ رکھ یہ ایک ضروری امر ہے۔

ساتویں فصل آپ کے اساتذہ کے بیان میں

امام صاحب کے اساتذہ بہت ہیں جن کے لئے یہ مختصر کسی طرح گنجائش نہیں رکھتا امام ابو حفص کبر نے چار ہزار اساتذہ ذکر کئے اور دوسروں نے کہا صرف تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں آپ کے استاد چار ہزار ہیں۔ تو غیر تابعین کو کون خیال کر سکتا ہے کہ کتنے ہوں گے از آنحد موافق بیان لیث بن سعد و امام وارقطنی و جماعت دیگر کہ ان میں سے ابو محمد عینی بھی ہیں رحمہم اللہ تعالیٰ مالک بن انس امام دارا بجرہ ہیں۔ بلکہ بعضوں نے کہا کہ

اس نے مسند امام الحنفیہ میں امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث کی روایت دیکھی اور یہ دونوں امام منجملہ ان کے شاگردوں کے ہیں اور بعضوں نے آپ کے اساتذہ کو ذکر کیا ہے جو ایک طویل فہرست ہے اسی لئے میں نے ان کو حذف کر دیا۔

آٹھویں فصل علم حدیث اور فقہ میں آپ کے شاگردوں کے بیان میں

بعضوں نے کہا کہ وہ اس قدر ہیں کہ ان کا استیعاب دشوار ہے ضبط ناممکن ہے اسی وجہ سے بعض ائمہ نے کہا کہ مشہود آئمہ اسلام میں کسی کے شاگرد اس قدر ظاہر نہ ہوئے جس قدر امام ابو حنیفہ کے اور علماء ہم لوگوں کو کسی سے اس قدر فائدہ نہ پہنچا جتنا امام اور ان کے شاگردوں سے احادیث مشتبہ کی تفسیر اور مسائل کی تفسیر اور مسائل مستنبط اور نوازل و قضایا و احکام کے بیان میں فائدہ پہنچا۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بہتر جزا دے بعض متاخرین نے امام صاحب کے تذکرہ میں آٹھ سو شاگردوں کا ذکر کیا ہے اور ان کا نام و نسب بیان کیا ہے۔

نویں فصل آپ کی پیدائش و نشو و نما اور علم کی طرف توجہ کے بیان میں

یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ صحیح قول یہ ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

کو فرمیں پیدا ہوئے اور وہیں نشوونما پایا اور اپنی جوانی کے وقت میں کسی
 ایسے شخص کو نہیں پایا جو موجودہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے علم حاصل
 کرنے کی طرف متوجہ رہے تو آپ بیع و شرا میں مشغول ہوئے یہاں تک
 کہ اللہ تعالیٰ نے امام شعبی کو اس کے لئے آمادہ کیا تو انہوں نے امام
 صاحب کو تحصیل علم اور علماء کی منشی کی طرف جگایا تو آپ کے دل میں
 ان کی بات بیٹھ گئی اسوجہ سے کہ آپ نے اس میں پوشیاری اور شرافت
 سمجھی تو بازار چھوڑ تجارت سے منہ موڑ کر علم کی طرف متوجہ ہوئے پہلے
 علم کلام حاصل فرمایا اور اس میں ایسا کمال حاصل کیا کہ آپ کی طرف لوگ
 انگلیوں سے اشارہ کرتے تھے اور آپ ایک زمانہ تک اس میں مناظرہ
 کرتے اور اس فن پر سے اعتراضات دفع کرتے یہاں تک کہ بصر آئے
 اس لئے کہ اکثر فرقے قریب انتیس فرقے کے وہاں تھے بعض مرتبہ آپ
 وہاں سال سال بھر تک زیادہ اقامت فرماتے تھے اور ان فرقوں سے
 مناظرہ فرمایا کرتے تھے کیونکہ اس زمانہ میں امام صاحب علم کلام کو بہ سبب
 اصل دین ہونے کے جملہ علوم سے ارفع و اعلیٰ خیال فرماتے تھے پھر آپ کو
 الہام ہوا کہ صحابہ کرام و تابعین عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا یہ طریقہ
 نہ تھا باوجودیکہ وہ اس پر زیادہ قادر تھے اور اس کو زیادہ جانتے تھے
 بلکہ انہوں نے اس سے سخت منع کیا اور انہوں نے سولے شریعات
 و مسائل فقہیہ کے تعلیم کے کسی کام پر وقت صرف نہ کیا اس وجہ سے
 امام صاحب نے طریقہ جہل کو ناپسند کیا اور اس واقعہ نے اس کو اور

مَؤَکَر کر دیا کہ آپ حلقۃ تلامذہ امام حماد رحمہم اللہ تعالیٰ کے قریب تشریف
 رکھا کرتے تھے کہ ایک عورت حاضر ہوئی اور ان سے ایک شخص کے متعلق
 یہ مسئلہ پوچھا کہ وہ اپنی بی بی کو طلاق سنی دینا چاہتا ہے کیا کرے آپ
 نے تو اس کا کوئی جواب نہ دیا اور فرمایا کہ حضرت حماد سے پوچھا اور
 جو کچھ وہ فرمائیں پھر مجھ سے کہنا اس نے ایسا ہی کیا اس دن سے
 آپ نے علم کلام کو قطعاً چھوڑ دیا اور امام حماد کے حلقہ دس میں بیٹھے
 تو جو کچھ حماد فرماتے ان سب کو یاد کر لیتے تھے اور آپ کے ساتھی
 اس میں خطا کرتے تھے تو حضرت حماد نے ان کو اپنے مقابل صدر جلسہ
 میں دس برس تک بٹھایا اس کے بعد آپ کے دل میں آیا کہ ان
 سے جدا ہوں اور اپنا ایک حلقہ درس الگ مقرر کریں۔ چنانچہ جس
 شب اس کا ارادہ کیا اس کے صبح ایسا ہوا کہ آپ کے ایک قریبی شاگرد
 کی جس کا کوئی دوسرا وارث نہ تھا موت کی خبر آئی تو آپ کو وہاں اس
 کے مال کے لینے کے لئے جانا ضرور ہوا تو حضرت حماد سے اجازت لیکر
 دو مہینے تک غائب ہوئے اس کے بعد واپس آئے اور آپ سے
 کسی نے ساٹھ مسئلے دریافت کئے جو آپ نے استاد سے نہیں سنے تھے
 آپ نے ان کے جوابات دیئے اس کے بعد ان مسئلوں کو حضرت حماد
 کے سامنے پیش کیا چالیس مسئلوں میں انہوں نے موافقت فرمائی اور
 بیس مسئلوں میں مخالفت کی تو آپ نے تبسم کھا لیا کہ تادم مرگ ان سے
 جدا نہ ہوں گے خطیب وغیرہ نے امام صاحب سے روایت کی کہ آپ نے

جب علم کی طرف توجہ کا ارادہ فرمایا تمام علوم کے غایات پر غور فرمایا کہ علم کلام کی غایت بھڑی ہے اور کلامی جب اپنے فن میں کامل ہوتا ہے اور جب اس کی ضرورت پڑتی ہے تو تمام مسئلوں کو علانیہ نہیں ظاہر کر سکتا ہے اور ہر برائی کے ساتھ مطعون ہوتا ہے اور علم ادب و نحو و قرآت کی غایت لوگوں کے پاس بیٹھنا اور ان کو پڑھانا ہے اور شعر کی غایت مدح یا مذمت اور کذب و دروغ ہے اور علم حدیث کے لئے ایک عمر طویل درکار ہے اور اگر کہیں کوئی محدث کذب یا سو حفظ کے ساتھ متہم ہو گیا تو یہ اس میں قیامت تک کیلئے دھبہ ہو گیا فرمایا پھر میں نے فقہ میں فکر کیا تو جیسے جیسے میں نے اس کو نوٹ پوٹ کیا اس کی حلاوت زیادہ ہوتی گئی اور اس میں میں نے کوئی عیب نہ پایا اور میرے نزدیک دین و دنیا کا کوئی کام بغیر اس کے ٹھیک نہیں ہو سکتا ہے۔ اس لئے میں نے فقہ ہی کی طرف توجہ کی۔

تنبیہ

خبردار کبھی ایسا وہم نہ کرنا کہ امام صاحب کو سوائے فقہ کے دوسرے کسی فن میں مہارت تامہ نہ تھی حاشا و کلا وہ تمام علوم شرعیہ تفسیر حدیث اور علوم آلیہ فنون ادبیہ مقالات حکیمہ میں بحرنا پیدا کنار اور امام عظیم المتل تھے اور آپ کے بعض دشمنوں کا آپ کے بارے میں ایسا کہنا اس کا منشا حسد ہے اور اس کی حجت اپنے اقرآن پر ترفع اور زور و ہتھان کے ساتھ متہم کرنا ہے اور اللہ انکار کرتا ہے سوائے اس کے کہ اپنے نور کو پورا

کرے اور اپنے معاندین کے خرافات کا بطلان اس امر سے بخوبی ظاہر
 ہے کہ بہت سے مسائل فقہیہ ایسے ہیں جن کا مبنی علم عربیت ہے جس
 پر اگر کوئی متامل واقف ہوگا تو ضرور حکم کرے گا کہ آپ کو علم عربیت
 میں ایسا کمال تھا جس سے عقل حیران ہے اور آپ کے اشعار ایسے
 فصیح و بلیغ ہیں جس سے آپ کے ہم عصر شاعر ہیں اور اس بار میں یہ بھی معلوم
 ہوگا علامہ زنجشیری وغیرہ نے مستقل کتابیں لکھی ہیں جن کا عنقریب بیان
 ہوگا کہ بروایت صحیحہ ثابت ہے کہ آپ رمضان شریف ٹاٹھ ختم قرآن
 فرماتے اور پورا قرآن ایک رکعت میں پڑھتے تھے تو آپ کے بعض حاشوں
 کا یہ کہنا کہ آپ کو قرآن یاد نہ تھا بالکل سیفد جھوٹ ہے امام ابی یوسف
 رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حدیث کی شرح کرنے میں کسی شخص کو امام
 ابو حنیفہ سے زیادہ جاننے والا میں نے نہیں دیکھا اور وہ مجھ سے زیادہ
 واقف حدیث صحیحہ کے تھے جامع ترمذی میں ان سے مروی ہے کہ
 میں نے کسی کو جابر جعفی سے زیادہ جھوٹا اور عطاء بن ابی رباح سے
 افضل نہیں دیکھا۔ بیہقی نے امام صاحب سے روایت کی کہ آپ سے
 سفیان ثوری سے علم لینے کے بارے میں سوال ہوا فرمایا ان سے بکھو
 اس لئے کہ وہ ثقہ ہیں سوائے ان احادیث کے جن کو بہ سند ابی اسحق
 عن جابر الجعفی روایت کرتے ہیں خطیب نے سفیان ابی عیینہ سے
 روایت کی کہ انہوں نے کہا سب پہلا وہ شخص جس نے مجھ کو کوفہ میں
 علم حدیث پڑھنے کو بٹھایا امام ابو حنیفہ ہیں۔ لوگوں سے کہا کہ عمرو بن دینار

کی حدیث کے جاننے والے سب سے زیادہ یہ ہیں اور اسی فن حدیث میں
بھی آپ کی جلالت شان معلوم ہوتی ہے کہ یہ وہ شخص ہیں جن سے سفیان
ثوری سے پڑھنے کے متعلق مشورہ لیا جاتا ہے اور ابن عیینہ کو تدریس کے
لئے بھلتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

دسویں فصل فتوے دینے اور پڑھانے کیلئے

پہلے پہل بیٹھنے کے بیان میں

جب آپ کے اُستاد حضرت حماد کا انتقال ہوا اور وہ اس
وقت کوفہ میں رئیس العلماء تھے لوگ ان کی وجہ سے بے پروا تھے
تب لوگوں کو اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ کوئی شخص آپ کی
جگہ بیٹھے تو لوگوں نے حضرت حماد کے صاحبزادہ کو بٹھایا اور ان کے
پاس ان کے والد کے شاگرد مانے جانے لگے۔ مگر ان سے تمام لوگوں کی
تشفی نہ ہو سکی کیونکہ ان کی توجہ فن نحو و کلام کی طرف زیادہ تھی تو موسیٰ بن
کثیر بیٹھے وہ بڑے بڑوں سے ماکتے تھے اس لئے لوگوں نے ان کو
اٹھا دیا تو وہ حج کرنے کو گئے اگرچہ وہ فقر میں فاسد نہ تھے تب اتفاق
رانے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منتخب کیا آپ نے بھی ان
کی بات کو مان لیا اور فرمایا کہ میں انہیں پسند کرتا ہوں کہ علم مرجمائے۔ تو
لوگوں نے آپ کے یہاں آنا مشروع کر دیا اور آپ کے پاس وسیع علم حسن
مواماة اور لوگوں کی باتوں پر صبر الیسا پایا جو کہیں ان کے سوا کسی کے یہاں

نہ پایا تو لوگوں نے سب کو چھوڑ کر ایک درگیر محکم گیر پر عمل کیا۔ پھر وہ لوگ
 درجہ بدرجہ ترقی کرتے رہے یہاں تک کہ وہ علم دین کے امام ہوئے اور
 دوسرے طبقہ سے امام ابو یوسف و زفر وغیرہ ہیں رحمہم اللہ تعالیٰ۔ پھر
 ہمیشہ آپ کا رتبہ زائد اور تلامذہ آپ کے بڑھنے لگے یہاں تک کہ
 آپ کا حلقہ مسجد کے سب حلقوں سے بڑا ہو گیا اور لوگوں کے قلوب آپ کی
 طرف متوجہ ہوئے اور امرِ امان کی توفیر کرتے خلفاء ان کو یاد کرتے الغرض
 آپ مدوح خلّاتی ہوئے اور بہت سے ایسے کام کئے جن سے ان کے
 سوا عاجز رہے اور باوجود اس کے ان کے حساد و معاند معذم و مذہمت
 رہے اور یہی طریقہ الہی اس کی مخلوقات میں ہے اور اللہ کے طریقہ میں
 رد و بدل نہیں سب سے زیادہ وہ امر جس نے افتاد تدلیس سے کئے کے بعد
 ان دونوں کی طرف متوجہ کیا۔ یہ بات ہے کہ آپ نے خواب میں دیکھا کہ
 حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر مبارک کو الٹ کر استخوان ہلے
 مشرین کو جمع کر کے نکالا اور اپنے سینہ پر رکھا اور دوسری روایت میں
 یہ ہے کہ نکلنے کے بعد بعض کو بعض کے ساتھ مرکب کرنے لگے اس
 خواب سے آپ بہت گھبرائے اور آپ کو سخت قلق ہوا یہاں تک کہ آپ کے
 احباب نے آپ کی عیادت کی پس آپ نے کسی کو ابن سیرین کے پاس
 بھیجا انہوں نے اس کی یہ تعبیر دی کہ اس خواب کو دیکھنے والا بنی صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کے طریقہ کو لوگوں کے لئے کھولے گا اور اس کی بے نظیر تائیل
 کے گاتو اس وقت سے آپ مسائیل کی طرف کشادہ دلی سے متوجہ ہوئے

اور اس قسم کی تدقیق فرمائی جس سے عقل حیران ہے
 دوسری روایت میں ہے کہ آپ کے بعض تلامذہ نے آپ کو درد
 دیکھا حالانکہ آپ مرلیض نہ تھے کیفیت پوچھی آپ نے اپنا خواب بیان
 کیا اس شخص نے کہا کہ یہاں ابن سیرین کا ایک شاگرد ہے کہیے تو ان
 کہ بلالیں۔ فرمایا نہیں میں خود ان کے پاس چلوں گا چنانچہ ان کے پاس
 تشریف لے گئے اور قصہ بیان کیا۔ انہوں نے تعبیر کہی کہ اگر آپ کا یہ
 خواب سچا ہے تو ظہار سنت نبوی میں آپ کو وہ علم حاصل ہو گا جس کی طرف
 کوئی سابق نہ ہو اور علم میں آپ کا رتبہ بلند و بالا ہو گا اور یہ روایت اگلی
 روایت کے منافی نہیں ہو سکتی ہے کہ آپ نے ابن سیرین اور ان کے
 شاگردوں سے خواب بیان کیا ہو اور دونوں نے تعبیر میں موافقت
 کی ہو واللہ تعالیٰ اعلم۔

گیا رہیں فصل بنائے مذہب اہم کے بیان میں

علمائے جوامام ابو حنیفہ اور ان کے تلامذہ کے بارے میں اصحاب
 رائے کہا ہے خبر دار اس سے یہ نہ سمجھنا کہ یہ ان کی تنقیص ہے اور نہ اس
 کے یہ معنی ہیں کہ وہ لوگ اپنی رائے کو سنت رسول ﷺ تعالیٰ علیہ وسلم
 یا اقوال صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر مقدم کرتے ہیں حاشا وکلا یہ لوگ اس سے
 پاک ہیں متعدد طریقوں سے اہام صاحب سے مروی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے

کہ وہ سب سے پہلے قرآن شریف کو لیتے ہیں اگر قرآن شریف میں نہ ملے
تو حدیث شریف سے اگر حدیث میں بھی نہ ہو تو اقوال صحابہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہم اجمعین کے اقوال مختلف ہوں تو جس کا قول قرآن شریف یا حدیث
کے قریب تر ہو تا اس قول کو لیتے تھے اور ان کے قول سے باہر نہ ہوتے
اگر کسی کا قول نہ ہوتا تو تابعین میں سے کسی کا قول نہیں لیتے تھے بلکہ جس
طرح انہوں نے اجتہاد کیا خود اجتہاد کرتے تھے۔

فصیل بن عیاضؒ نے کہا اگر مسئلہ میں کوئی حدیث صحیح ہو تو اس کا
اتباع کرتے ورنہ اقوال صحابہ یا تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی طرف
رجوع کرتے اور اگر یہ بھی نہ ہو تا تو قیاس کرتے اور اچھا قیاس کرتے ابن
مبارک نے امام صاحب سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی حدیث ملے تو سر آنکھوں پر پئے اور جب صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم
کے اقوال ملین تو ان کو اختیار کرتے ہیں اور ان سے تجاوز نہیں کرتے البتہ
جب تابعین کی بات آتی ہے تو ان سے ہم مزاحمت کرتے ہیں نیز انہیں
سے مروی ہے کہ مجھے لوگوں سے تعجب ہے کہ کہتے ہیں کہ امام صاحب کے
اپنی رائے سے فتویٰ دیا وہ رائے سے فتویٰ نہیں دیتے البتہ آثار سے حکم
بتلتے ہیں نیز انہیں سے مروی ہے کسی کو حق نہیں ہے کہ قرآن مجید اور
حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و اجماع صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ
عنہم کا اختلاف ہو تو ہم ان کے اقوال میں اقرب بکتاب یا بسنت کو پسند
کرتے ہیں اور جو اس سے تجاوز کرے اس میں ہم اجتہاد کرتے ہیں اور

یہی طریقہ اور لوگوں کا تھا مزنی سے روایت ہے کہ امام شافعی سے سنا کہ قیاس میں لوگ امام ابو حنیفہ کی اولا دیں امام صاحب کے قیاسات دقیق ہونے کی وجہ سے امام مزنی اکثر امام صاحب کے کلام میں نظر فرماتے تھے اور یہی وجہ ہے جس سے ان کے بھانجے علامہ طحاوی مذہب شافعی چھوڑ کر حنفی ہو گئے جیسا کہ خود انہوں نے تصریح کی ہے احسن بن صالح کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ ناسخ و منسوخ کی بہت تفحص فرماتے احادیث اہل کوفہ کے عارف تھے لوگوں کے تعامل کا بہت ہی اتباع کرتے جو کچھ ان کے شہر والوں کو پہنچتا ان سب کے حافظ تھے ایک شخص نے آپ کو ایک مسئلہ کو دوسرے مسئلہ پر قیاس کرتے دیکھا تو وہ چلا یا کہ اس فاسق کو چھوڑو سب سے پہلے قیاس کرنے والا ابلیس ہے امام صاحب اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے شخص تو نے بے محل کلام کیا۔ ابلیس نے اپنے قیاس کے زور سے صریح امر الہی کو رو کیا جس کی خبر قرآن شریف میں موجود ہے اس لئے وہ کافر ہو گیا اور ہمارا قیاس اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ہے کیونکہ ہم قرآن شریف و حدیث شریف و اقوال ائمہ صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی طرف پلٹتے ہیں تو ہم اتباع کا قصد کرتے ہیں پس ہم

لے زمانہ حال کے غیر مقلدین بھی یہی اعتراض کیا کرتے ہیں جس کا جواب باصواب خود امام صاحب نے اضافہ فرمادیا کاش کچھ بھی علم و عقل سے کام لیتے تو مردود بات کو پھریں کرنے کی جرات نہ کرتے آمد سمجھتے کہ اگر مطلقاً قیاس کرنا کارا ابلیس ہے تو امام صاحب پر اعتراض کرنا خود بھی تو قیاس ہے تاہم ۱۲ منہ

اور ابلیس ملعون دونوں کیسے برابر ہو سکتے ہیں تو اس شخص نے کہا کہ میں غلطی پر تھا میں نے توبہ کی اللہ تعالیٰ آپ کے دل کو روشن کرے جس طرح آپ نے میرا دل روشن کیا۔ امام صاحب سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ فرماتے ہیں جو کچھ ہم کہتے ہیں وہ میری رائے ہے ہم اس پر کسی کو مجبور نہیں کرتے اور نہ یہ کہتے ہیں کہ ہر شخص کو اس کا قبول کر لینا ضروری ہے تو جس کے پاس اس سے بہتر سچا وہ اس کو لائے ہم قبول کرنے کو تیار ہیں ابن حرم نے کہا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے تمام شاگردوں کا اس پر اتفاق ہے کہ ان کا مذہب یہ ہے کہ حدیث اگرچہ ضعیف ہو قیاس سے اولیٰ ہے۔

بارہویں فصل ان صفات کے بیان میں ہے

جن کی وجہ سے آپ اپنے بعد اول سے ممتاز ہیں

وہ بہت سی ہیں اول یہ ہے کہ آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی ایک جماعت کو دیکھا اور متعدد طریقوں سے بسند صحیح ثابت ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خوشخبری ہے اس کے لئے جس نے مجھے دیکھا اور بس نے میرے دیکھنے والے کو دیکھا اور جس نے ان کے دیکھنے والے کو دیکھا۔

دوم :- آپ خیر القرون علی الاطلاق قرن نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں پیدا ہوئے جس کے بارے میں متعدد طریقوں سے بسند صحیح ثابت ہے

کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا خیر القرون قرنی ثم الذین
 یلوہم ثم الذین یلوہم اور مسلم شریف کی روایت میں ہے بہترین لوگ وہ ہیں
 جو اس زمانہ میں ہیں جس میں میں ہوں اس کے بعد دوسرے پھر تیسرے
 سوئم، آپ نے تابعین کے زمانے میں اجتہاد و فتویٰ دینا شروع
 کیا بلکہ جب اہم اعمش حج کو جانے لگے باوجود جلالت شان آپ کے
 پاس کہلا بھیجا کہ میرے لئے مناسب حج تحریر فرمادیں اور یہ فرمایا کرتے۔
 مناسب اہم ابو حنیفہ سے حاصل کر دیرے علم میں فرض و نفل کا ان سے
 زیادہ جاننے والا کوئی بھی نہیں ہے غور کرو کہ دیکھئے کہ اہم اعظم رحمہ اللہ
 علیہ کے کمال علمی کی شہادت اعمش علیہ الرحمہ جیسے محدث دے رہے ہیں
 چہاڑھیں: آپ کے اکابر شیوخ مثل عمرو بن دینار وغیرہ نے
 آپ سے روایت کی کہ اہم صاحب خلیفہ منصور کے پاس تشریف
 لے گئے عیسیٰ بن موسیٰ نے خلیفہ سے کہا اے امیر المومنین! بڑے زمین
 کے علماء سے آج یہ اعلم ہیں خلیفہ نے پوچھا آپ نے کن سے علم حاصل
 کیا فرمایا تلامذہ عمرو شاگردان علی و سفیدان ابن مسعود رضی اللہ عنہم
 سے اس نے کہا واہ واہ آپ نے اپنے نفس کے لئے خوب مضبوط
 کام کیا۔

پنجم: جس قدر آپ کے شاگرد ہوئے آپ کے بعد کسی
 کے نہ ہوئے ایک شخص نے وکیع کے پاس جا کر کہا کہ اہم ابو حنیفہ نے
 غلطی کی وکیع نے اس کو بہت زور سے ڈانٹا اور فرمایا بد کوئی ایسی

بات کہتا ہے وہ چوپایہ ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ گرام ہے وہ کیسے
 خطا کر سکتے ہیں جس کے پاس ابو یوسف و محمد ایسے فقیہ اور فلاں فلاں
 ایسے محدث فلاں فلاں ایسے لغوی ادیب فیصل و داؤد طائی ایسے زاہد
 و پرہیزگار ہیں جس کے شاگرد ایسے ایسے لوگ ہوں وہ شخص خطا نہیں
 کر سکتا اس لئے کہ اگر بالفرض ان سے کسی بات میں غلطی ہوتی تو
 یہ لوگ حق کی طرف پلٹا دیتے۔

ششم :- انہوں نے سب سے پہلے علم فقہ مدون کیا اور ابواب
 و کتب پر ترتیب دی جس طرح آج تک ہے امام مالک نے اپنی موطا
 میں اسی کا اتباع کیا ہے ان کے قبل لوگ اپنی یاد پر بھروسہ کرتے
 تھے سب سے پہلے کتاب الفرائض کتاب الشروط انہوں نے وضع کی
 ہفتم :- آپ کا مذہب ان ملکوں تک پہنچا جہاں اس
 مذہب کے سوا کوئی دوسرا مذہب نہیں جیسے ہند۔ سندھ۔ روم۔ مالدیو۔
 ہشتم :- آپ اپنے ہاتھ کی کمائی کا مال اپنی جان کے علاوہ
 علماء و غیرہ پر صرف فرمایا کرتے تھے اور کسی کا صلہ و الحام قبول نہیں
 فرماتے تھے اور آپ کی کثرت عبادت اور زہد اور بہت سے حج
 اور عمرہ و غیرہ کا کرتاجو تو اتر سے ثابت ہیں ان سب فضل و کمال
 کے علاوہ ہے۔

نہم :- آپ نے قید میں مظلومانہ زندگی کے آخری دن
 پورے کئے اور مسموم ہو کر دنیا کو خیر باد کہا۔ کمایا پائی۔

تیرہویں فصل ائمہ نے آپ کی جو تعریفیں

کی ہیں ان کے بیان میں

خطیب نے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کی کہ کسی نے امام مالک علیہ الرحمہ سے پوچھا کہ آپ نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا ہے فرمایا ہاں ان کو میں نے ایسا پایا کہ اگر تم سے اس ستون کو سونے کا فرماتے تو اس کو دلیل سے ثابت فرمادیتے۔

دوسری روایت میں ہے کہ کسی نے امام مالک سے ایک جماعت کے متعلق سوال کیا آپ نے اس کو جواب دیا اور ان لوگوں کے متعلق اپنے خیالات ظاہر فرمائے اس شخص نے کہا کہ امام ابو حنیفہ کو کیا خیال کرتے ہیں فرمایا سبحان اللہ ان جیسا شخص میں نے کوئی نہ پایا بخدا اگر وہ اس ستون کو سونے کا کہتے تو عقلی دلیل سے اپنی بات کو صحیح فرما دیتے ابن مبارک نے کہا امام ابو حنیفہ امام مالک کے پاس تشریف لے گئے تو ان کی بہت قدر کی اور آپ کے تشریف لے آنے کے بعد فرمایا تم لوگ جانتے ہو یہ کون ہیں۔ حاضرین نے کہا نہیں فرمایا یہ ابو حنیفہ نعمان ہیں اگر اس ستون کو سونے کا فرماتے تو ان کے کہنے کے مطابق سونے کا ثابت ہوتا ان کی طبیعت کے موافق فقہ ہے۔ فقہ میں ان پر کوئی مشقت نہیں۔ اس کے بعد ثوری آئے تو امام ابو حنیفہ سے کم رتبہ پر ان کو بٹھایا جب واپس ہوئے تو ان کے فقہ اور ورع کا تذکرہ کیا اور

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو شخص چاہے کہ فقہ میں کمال
 حاصل کرے وہ ابو حنیفہ کا عیال بنے۔ امام ابو حنیفہ ان لوگوں سے ہیں
 کہ فقہ ان کے موافق کروایا گیا ہے یہ روایت حرمہ کی ہے امام شافعی
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ربیع نے امام شافعی سے نقل کیا کہ آپ نے
 فرمایا لوگ فقہ میں اولاد ابو حنیفہ ہیں میں کسی کو ان سے زیادہ فقیہ
 نہیں جانتا ہوں میں کسی شخص سے نہیں ملا جو ان سے زیادہ فقیہ ہوں
 سے یہ بھی روایت ہے کہ جس شخص نے آپ کی کتابوں کا مطالعہ نہیں
 کیا نہ وہ فقیہ ہو نہ اسے علم میں بحر حاصل ہوا ابن عیینہ نے کہا کہ میری
 آنکھوں نے ان جیسا نہیں دیکھا ان سے یہ بھی مروی ہے کہ جو شخص علم
 مغازی چاہے تو مدینہ جائے۔ مناسب کیلئے مکہ جائے فقہ کا قصد ہو تو
 کوفہ جائے اور تلامذہ امام ابو حنیفہ کی صحبت میں رہے۔ ابن مبارک علیہ الرحمۃ
 نے کہا کہ آپ افق الناس تھے میں نے کسی کو امام ابو حنیفہ سے زیادہ
 فقیہ نہ پایا وہ ایک نشانی تھے۔ کسی نے کہا خیر میں یا شریں۔ کہا
 چپ رہ لے شخص شریں غایت اور خیر میں آیت بولا جاتا ہے۔ نیز فرماتے
 ہیں اگر رائے کی ضرورت ہو تو امام مالک سفیان ابو حنیفہ کی رائیں ہیں
 اور یہ سب فقیہ سب میں اچھے تیز طبع باریک بین فقہ ہیں سب زیادہ
 غوطہ زن ہیں۔

انہیں سے روایت ہے کہ ایک دن لوگوں کو حدیث لکھوا رہے
 تھے کہ فرمایا حدیث النعمان بن ثابت۔ کسی نے کہا کون نعمان فرمایا ابو حنیفہ

علم کے مغز ہیں تو بعض لوگ بکھنے سے رک گئے تھوڑی دیر ابن مبارک
خاموش رہے پھر فرمایا اے لوگو! تم ائمہ کے ساتھ کس قدر بے ادب
اور ان سے کس قدر جاہل ہو تم کو علم و علماء سے واقفیت نہیں کوئی شخص
امام ابو حنیفہ سے بڑھ کر قابل اتباع نہیں وہ اہم متقی پرہیزگار عالم فقیہ
تھے علم کو ایسا کھولتے تھے کہ کسی نے اپنے ہنم و ذکار سے ایسا واضح
بیان نہ کیا پھر تم کھائی کہ ایک مہینہ تک ان لوگوں سے حدیث نہ
بیان کریں گے کسی شخص نے سفیان ثوری سے کہا کہ میں امام ابو حنیفہ
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس سے آرہا ہوں فرمایا تم ہے کہ تم روئے
زمین میں سب سے زیادہ فقیہ کے پاس سے آرہے ہو پھر فرمایا کہ جو شخص
امام ابو حنیفہ کا خلاف کرے اس کو چاہیے کہ امام صاحب سے بلند مرتبہ
بالا قدر ہوا اور ایسا ہونا دشوار ہے جب یہ دونوں درجہ کو گئے تو امام ابو حنیفہ
کو آگے رکھتے اور خود برابر پیچھے چلتے تھے۔ اور جب کوئی شخص دونوں
سے کچھ پوچھتا تو یہ جواب نہ دیتے بلکہ امام صاحب ہی جواب دیتے۔
سفیان ثوری کے سر ہانے میں کتاب الرہن امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ
علیہ رکھی ہوئی تھی کسی نے کہا کیا آپ ان کی کتاب دیکھتے ہیں فرمایا یہ
میرے دل میں ہے کہ کاش میرے پاس ان کی سب کتابیں ہوتیں
جنہیں میں دیکھا کرتا تو علم کی شرح میں کوئی بات رہ نہیں جاتی۔ لیکن
تم انصاف نہیں کرتے۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مجھ
سے زیادہ امام صاحب کے متبع سفیان ثوری ہیں۔ سفیان ثوری نے

ایک دن ابن مبارک سے امام صاحب کی تعریف بیان کی۔ فرمایا کہ وہ ایسے علم پر سوار ہوتے ہیں کہ جو برہمچی کی انی سے زیادہ تیز ہے خدا کی قسم وہ فائیت درجہ کے لینے والے عوام سے بہت رکنے والے اپنے شہر والوں کا بہت اتباع کرنے والے ہیں سوائے صحیح حدیث کے دوسری قسم کی حدیث لینا حلال نہیں جانتے۔ حدیث کی تاسخ و منسوخ کو خوب پہچانتے تھے احادیث ثقات کو طلب کرتے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فعل کو لیتے اتباع حق میں جس امر پر علماء کوفہ کو متفق پاتے اس کو قبول فرماتے اور دین بناتے تھے ایک قوم نے آپ کی تشیع کی تو ان سے ہم سکوت کرتے ہیں ساتھ اس چیز کے کہ اللہ تعالیٰ سے اس کی مغفرت چاہتے ہیں۔ امام اوزاعی نے ابن مبارک سے پوچھا یہ کون مبتدع ہے جو کوفہ میں ظاہر ہوا ہے جس کی کیفیت ابو حنیفہ ہے تو ابن مبارک نے امام صاحب کے مشکل مسئلوں سے چند مسئلے دکھائے امام اوزاعی نے ان مسئلوں کو نعمان بن ثابت کی طرف منسوب دیکھا۔ بولے یہ کون شخص ہیں۔ کہا ایک شیخ ہیں جن سے میں عراق میں طاہروں بولے یہ بہت تیز طبع مشائخ ہیں جاؤ اور ان سے بہت سا کھ لو انہوں نے کہا یہی ابو حنیفہ ہیں جن سے آپ نے منع فرمایا تھا۔ پھر جب امام اوزاعی مکہ معظمہ میں امام صاحب سے ملے تو انہیں مسئلوں میں گفتگو کی تو جس قدر ابن مبارک نے امام صاحب سے کھا تھا اس سے بہت زیادہ واضح کر کے بیان فرمایا جب دونوں جدا ہوئے تو امام اوزاعی نے ابن مبارک سے فرمایا۔ کہ میں امام صاحب کے کثرت علم و کمال

عقل پر غبطہ کرتا ہوں اور میں استغفار کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے۔ میں
 کھلی غلطی پر تھا میں ان کو الزام دیتا تھا حالانکہ وہ بالکل اس کے برخلاف
 ہیں۔ ابن جریج سے کسی نے آپ کے علم شدت و ورع دین اور علم کی
 حفاظت کا تذکرہ کیا۔ فرمایا کہ یہ شخص علم میں بڑے رتبہ کا ہوگا۔ ان
 کے سامنے امام صاحب کا ایک دن ذکر ہوا فرمایا چپ رہو وہ ضرور بڑے
 فقیہ ہیں وہ ضرور بڑے فقیہ ہیں وہ ضرور بڑے فقیہ ہیں۔ امام احمد بن
 حنبلہ کہتے ہیں کہ امام صاحب اہل ورع و زہد و اثبات آخرت میں ایسے رتبہ کے
 ہیں جن کو کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ منصور نے قاضی بنانا چاہا جس سے آپ
 نے انکار کیا فرمایا اس پر اس نے کوڑوں سے مارا جب بھی آپ نے
 قبول نہ کیا۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ یزید بن ہارون سے کسی نے آپ کی کتابوں
 کے دیکھنے کے بارے میں سوال کیا۔ فرمایا ان کی کتابوں کا مطالعہ کیا کرو
 میں نے کوئی نقیبہ ایسا نہیں دیکھا جو ان کی کتاب دیکھنا ناپسند خیال کرتا
 ہو۔ سفیان ثوری نے ان کی کتاب الزہد حاصل کرنے میں بہت تدبیر
 کی یہاں تک کہ نقل کر لیا۔ کسی نے ان سے کہا کیا امام مالک کی رائے آپ
 کو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے سے زیادہ پسند ہے فرمایا کہ مولا
 امام مالک کو کچھ لو کہ وہ رجال کی تنقید کرتے ہیں اور فقہ یہ امام ابو حنیفہ
 اور ان کے شاگردوں کا حق ہے گویا وہ لوگ اسی کے لئے پیدا کئے گئے
 ہیں محطیب نے بعض ائمہ زہد سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ تمام
 مسلمانوں پر واجب ہے کہ امام ابو حنیفہ کے لئے نمازوں میں دعا کرو

اس لئے کہ انہوں نے نہ حدیث و فقہ کو محفوظ رکھا۔ لوگ اپنے حصہ جہالت
 سے ان کے حق میں کیا کچھ نہیں بکتے مگر وہ میرے نزدیک بہت اچھے
 ہیں جس شخص کو منظور ہو کہ گمراہی اور جہالت کی ذلت سے نکلے اور
 فقہ کی حلاوت پاوے تو اس کو چاہیے کہ امام ابو حنیفہ کی کتابوں کو دیکھے
 مکی بن ابراہیم کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ اعلم اہل زمانہ تھے یحییٰ بن سعدان
 کہتے ہیں کہ میں نے کسی کی رائے امام ابو حنیفہ کی رائے سے بہتر نہ پائی اس
 لئے فتووں میں انہیں کا قول لیتے تھے نصر بن شعیب کہتے ہیں کہ لوگ فقہ
 سے بے خبر اور سوتے تھے امام ابو حنیفہ نے فقہ کا بیان واضح اور خلاصہ
 کرنے سے ان کو جگایا۔ مسعر بن کدام کہتے ہیں کہ جو شخص امام ابو حنیفہ
 کو اپنے اور خدا کے درمیان میں واسطہ بنائے میں اُمید کرتا ہوں کہ اسے
 کچھ خوف نہیں اور اس نے احتیاط میں کمی نہ کی۔ کسی نے کہا آپ نے
 اور لوگوں کی رائے چھوڑ کر کیوں امام ابو حنیفہ کی رائے اختیار کی فرمایا
 اس کے صحیح ہونے کے سبب سے اس سے صحیح اور بہتر بات لاؤں
 اس سے پھر جاتا ہوں۔ اِس مُبارک کہتے ہیں کہ میں نے مسعر بن کدام
 کو حلقہ مستفیدان امام ابو حنیفہ میں دیکھا کہ آپ سے سوال کرتے اور
 استفادہ فرماتے ہیں۔ اور فرمایا کہ میں نے کسی کو امام ابو حنیفہ سے بڑھ کر
 فقیہ نہ پایا۔ عیسیٰ بن یونس نے کہا جو شخص ابو حنیفہ کی شان میں بے ادبی
 کرتا ہو۔ تم ہرگز اس کی تصدیق نہ کرنا۔ خدا کی قسم میں نے کسی کو ان سے
 افضل و افضل نہ پایا۔ معمر نے کہا میں نے کسی شخص کو ایسا نہ پایا جو فقہ میں

ابھی طرح کلام کرے اور ایک مسئلہ کو دوسرے پر قیاس کر سکے ابھی طرح
امام ابو حنیفہ سے حدیث کی شرح کرے نہ دین میں کوئی بات شک کے ساتھ
داخل کرنے سے ڈرنے والا امام ابو حنیفہ سے زیادہ کسی کو نہ پایا۔

فیصل نے کہا امام ابو حنیفہ فقیہ معروف بالفقہ مشہور بالورع واسع
المال اپنے پاس ہونے والوں پر احسان کرنے میں مشہور تھے دن رات
علم پڑھانے پر بڑے صبر کرنے والے تھے کم سخن تھے حلال اور حرام
کے کسی مسئلہ کو نہیں پھرتے تھے۔ مگر حق پر حکومت کرنے سے
متنفر تھے۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں امام صاحب کے لئے
اپنے والدین سے قبل دعا کرتا ہوں اور میں نے امام صاحب کو فرماتے
سنا کہ میں حضرت حماد کے لئے اپنے والدین کے ساتھ دعا کرتا
ہوں امام ابو حنیفہ کو اللہ تعالیٰ نے فقہ سنا۔ اخلاق قرآن کی وجہ سے
زینت دی۔ امام صاحب اگلے علماء کے قائم مقام تھے اور روئے زمین
پر اپنا نظیر مثل نہ پھوڑا۔

امام اعمش سے ایک سوال ہوا فرمایا اس کا جواب ابھی طرح امام
ابو حنیفہ دے سکتے ہیں مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے علم
میں برکت دی ہے۔

یحییٰ بن آدم نے کہا جو لوگ کہ خلافت خان امام اعظم بولتے ہیں ان
کے حق میں آپ کیا اثبات فرماتے ہیں۔ فرمایا کہ امام صاحب جو مسئلے بیان

فرماتے ہیں ان میں سے بعض وہ سمجھتے ہیں اور بعض ان کی عقل سے
 درار ہیں اس لئے ان سے حسد رکھتے ہیں۔
 وکیع نے کہا میں نے کسی کو امام صاحب سے بڑھکر فقیہ اور اچھی
 طرح نماز پڑھتے ہوئے نہ دیکھا۔
 علامہ حافظ یحییٰ بن معین نے فرمایا کہ چار شخص فقیہ ہیں۔ امام ابو حنیفہ
 سفیان مالک اوزاعی میرے نزدیک قرأت حمزہ کی قرأت ہے اور فقہ
 امام ابو حنیفہ کی فقہ ہے اور لوگوں کا بھی یہی خیال ہے کسی نے آپ سے
 پوچھا کہ سفیان نے ان سے حدیث روایت کی فرمایا ہاں وہ ثقہ تھے
 فقہاء حدیث میں صدوق تھے اللہ تعالیٰ کے دین پر مامون تھے ابن
 مبارک نے کہا کہ میں نے حسن بن عمارہ کو امام صاحب کی رکاب پکڑے
 یہ کہتے دیکھا بخدا میں نے کسی کو فقہ میں کلام کرتے ہوئے آپ سے
 زیادہ صابر و صاحب بلاغت اور حاضر جواب نہ پایا بے شبہ اپنے وقت
 میں فقہ میں کلام کرنے والوں کے آپ سردار ہیں جو لوگ آپ کے خلاف
 نشان بولتے ہیں وہ صرف حسد سے کہتے ہیں شیعہ کہتے ہیں کہ بخدا امام
 ابو حنیفہ حسن الفہم جید الحفظ تھے یہاں تک کہ آپ پر لوگوں نے اس
 بات کی تشیع کی جس کے آپ زیادہ جانتے والے تھے لوگوں سے خدا کی قسم
 جلد پائیں گے اللہ کے نزدیک اور امام شیعہ کثرت سے دلائل عم کیا
 کرتے تھے امام صاحب کے حق میں رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہا کسی نے یحییٰ بن معین
 سے امام صاحب کے متعلق دریافت کیا فرمایا وہ ثقہ ہیں کسی نے ان کو

ضعیف نہ کہا۔ یہ امام شعبہ ہیں۔ وان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ حدیث بیان کریں اور حکم کریں ان کو ابو ایوب سختیانی نے ان کی تعریف کی کہ وہ صالح ہیں فقیہ ہیں۔ کسی نے ابن عون کے نزدیک امام صاحب کی یہ بات بیان کی کہ وہ ایک بات کہتے پھر دوسرے دن اس سے رجوع کر لیتے ہیں فرمایا اگر وہ پرہیز گانہ ہوتے تو اپنی غلطی کی مدد کرتے اور اس کی حمایت فرماتے اور اس پر سے اعتراض دفع فرماتے حامد بن یزید کہتے ہیں کہ ہم لوگ عمرو بن دینار کے پاس جاتے تو جب امام ابو حنیفہ تشریف لاتے تو وہ ان کی طرف متوجہ ہو جلتے اور ہم لوگوں کو چھوڑ دیتے کہ امام ابو حنیفہ سے دریافت کریں تو ہم ان سے پوچھتے۔ امام صاحب ہم سے حدیث بیان فرماتے۔ حافظ عبدالعزیز ابن ابی رواد فرماتے ہیں جو شخص امام ابو حنیفہ کو دوست رکھے وہ سنی ہے اور جو ان سے عداوت رکھے وہ بد مذہب ہے۔

دوسری روایت میں ہے ہمارے اور لوگوں کے درمیان امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرق کرنے والے ہیں جو شخص ان سے محبت اور دوستی رکھے تو ہم اس کو سنی جانتے اور جو ان سے عداوت رکھے وہ بد مذہب ہے ایک اور روایت میں ہے ہمارے اور لوگوں کے درمیان امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرق کرنے والے ہیں جو شخص ان سے محبت اور دوستی رکھے تو ہم اس کو سنی جانتے ہیں اور جو ان سے عداوت رکھے ہم یقین کرتے ہیں کہ وہ بد مذہب ہے۔

خارجہ بن مصعب فرماتے ہیں فقہاء میں امام ابو حنیفہ چکی کے قطب کی مانند ہیں یا مثل اس نقاد کے ہیں جو سونا پر کھتا ہو۔

حافظ محمد بن میمون فرماتے ہیں امام صاحب کے زمانہ میں ان سے بڑھکر نہ کوئی عالم تھا نہ کوئی پیر ہیزگار نہ زاہد نہ عارف نہ فقیہ واللہ مجھے لاکھ اشرفیاں اس قدر نہیں بھاتیں جس قدر میں ان سے حدیث سنکر خوش ہوتا ہوں۔

ابو اسیم بن معاویہ ضریر فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کی محبت تیرہ دین و سنت ہے وہ عدل کی تعریف کرتے تھے اور موافق عدل بات فرماتے تھے انہوں نے لوگوں کے لئے علم کا راستہ کھول دیا اور اس کی مشکلات کو حل کر دیا۔

اسد بن حکیم کہتے ہیں سوائے جاہل کے کوئی شخص امام ابو حنیفہ کی بدگویی نہیں کرتا ابوسلمان نے کہا کہ امام ابو حنیفہ عجب العجاب تھے۔ ان کے کلام سے وہی شخص نفرت کرے گا جو شخص اس کے سمجھنے کی قدرت نہیں رکھتا۔

ابو عاصم فرماتے ہیں بخدا وہ میرے نزدیک ابن جریج سے فقہتر ہیں میری آنکھوں نے فقہ پر امام صاحب سے زیادہ حلاوت رکھنے والا کسی شخص کو نہ دیکھا۔

داؤد طائی کے نزدیک امام صاحب کا تذکرہ ہوا۔ فرمایا آپ ایک ستارہ ہیں جس سے شب کو راہ چلنے والا ہدایت پاتا ہے اور علم میں

جسے مسلمانوں کے دل قبول کرتے ہیں۔

قاضی شریک فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ اکثر خاموش رہتے اکثر سوچا کرتے فقہ میں آپ کی نگاہ بہت باریک تھی مسائل لغتہ استخراج فرماتے علم و بحث میں بھی پاکیزہ تھے اگر طالب علم فقیروں سے ملتا تو اس کو مالدار کر دیتے جو شخص آپ سے سیکھتا فرماتے تو غنا ابر کی طرف پہنچا اس لئے کہ حلال و حرام کو جان لیا۔ خلف ابن ابیوب کہتے ہیں کہ علم اللہ تعالیٰ سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہنچے ان سے صحابہ کو ان سے تابعین کو بعد ازاں امام ابو حنیفہ اور ان کے شاگردوں کو اب جو چلے خوش ہو اور جسے ناپسند ہو وہ ناخوش ہو بعض ائمہ سے سوال ہوا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ آپ خالص امام ابو حنیفہ ہی کی تعریف کرتے ہیں اور کسی کی نہیں۔ فرمایا اس لئے کہ اوروں کا رتبہ ان جیسا نہیں جس قدر ان کے علم سے لوگوں کو نفع پہنچا کسی کے علم سے نہ ہوا اس لئے میں انہیں کا ذکر کرتا ہوں تاکہ لوگ ان سے محبت کریں اور ان کے لئے دعا کریں

یہ چند اقوال علماء کے مذکور ہوئے اس کے علاوہ اور جس قدر تعریفیں اور ائمہ سے منقول ہوئی ہیں وہ بہت ہیں اور اس قدر بھی منصف حق پرست کے لئے کافی ہے اسی لئے حافظ ابو عمر یوسف ابن عبد البر نے مخالفین کا کلام نقل کر کے فرمایا کہ امام صاحب کے طاعینین کی طرف فقہائے کرام اصلاً خیال نہیں فرماتے اور نہ ان کی کسی توہین کی بات میں تصدیق کرتے ہیں۔

چودھویں فصل عبادت میں آپ کی کوشش کے بیان میں۔

علامہ ذہبی نے فرمایا کہ رات کو نماز تہجد کے لئے کھڑا ہونا اور عبادت کرنا آپ سے بتواتر ثابت ہے اسی وجہ سے لوگوں نے آپ کا نام و تدرکھا تھا بلکہ تیس سال تک رات بھر عبادت کرتے اور ایک ایک رکعت میں ایک ختم قرآن شریف کرتے۔ آپ نے چالیس برس تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی تو رات بھر آپ قرآن شریف پڑھا کرتے آپ رات کو خوفِ الہی سے اس قدر روتے کہ آپ کے ہمسائے آپ پر رحم کرتے اور جس جگہ آپ نے وفات فرمائی سات ہزار مرتبہ قرآن شریف ختم فرمایا تھا۔

عبداللہ بن مبارک کے سامنے کسی نے آپ کی غیبت کی فرمایا تجھ پر افسوس ہے تو ایسے شخص کی غیبت کرتا ہے جس نے پینتالیس سال تک ایک وضو سے پانچوں وقت کی نماز پڑھی اور ایک رکعت میں قرآن ختم فرماتے تھے اور جو کچھ مجھے فقہ کا علم ہے وہ سب میں نے ان سے حاصل کیا۔

ابو مطیع نے فرمایا کہ میں شب میں جس جس وقت گیا امام ابو حنیفہ اور سفیان ثوری کو طواف میں پایا۔

حسن ابن عمارہ نے جب آپ کو غسل دیا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ آپ

پر رحم فرمائے اور آپ کو بخش دے۔ تیس سال سے آپ نے افطار نہ کیا اور آپ نے بعد والوں کو تھکایا اور قاریوں کو رسوا کیا آپ کی شب بیداری کا یہ سبب تھا کہ آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ دوسرے سے کہہ رہا ہے یہ امام ابو حنیفہ ہیں جو دات کو نہیں سوتے آپ نے امام ابو یوسف سے فرمایا سبحان اللہ کیا نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے اس ذکر کو پھیلا دیا کیا برا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے ان کا الٹا جانے خدا کی قسم ایسا نہ ہوگا کہ لوگ وہ بات بیان کریں جس کو میں نہیں کرتا ہوں اس دن سے رات بھر نماز پڑھتے گریہ و زاری کرتے دعا کرتے۔

امام ابی یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہر رات دن میں ایک ختم قرآن کرتے اور رمضان شریف سے یوم عید تک بائیس ختم فرماتے آپ بہت بڑے سخی تھے۔ علم سکھانے پر بڑے صابر تھے جو کچھ آپ کو کہا جاتا اس پر آپ تحمل فرماتے غصہ سے دور رہتے۔ میں نے ان کو دیکھا کہ بیس برس تک اول شب میں وضو کیا۔ اسی وضو سے فجر کی نماز پڑھی اور جو شخص ہم سے قبل آپ کی خدمت میں رہا اس نے کہا کہ چالیس سال سے یہی حال ہے مگر نے فرمایا کہ میں نے ان کو دیکھا کہ فجر کی نماز پڑھ کر لوگوں کو علم سکھانے کے لئے بیٹھے حتیٰ کہ ظہر کی نماز پڑھی پھر عصر تک بیٹھے پھر بعد عصر قرب مغرب تک بیٹھے پھر بعد مغرب سے عشاء تک بیٹھے میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ عبادت کس وقت کرتے ہیں میں ضرور اس کو دیکھوں گا پس جب لوگ چلنے پھرنے سے ٹھہرے اور سو گئے تو دہن کی طرح پاک صاف

ہو کر مسجد کی طرف تشریف لے گئے اور عبادت میں فجر تک مشغول رہے
 پھر داخل ہوئے اور اپنا کپڑا پہنا اور فجر کی نماز کو تشریف لے گئے۔ اور
 حسب معمول روز سابق کام میں مشغول ہوئے یہاں تک کہ جب عشا کی
 نماز پڑھی تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ شخص دو راقیوں تو نہایت
 نشاط سے عبادت کرتا رہا آج کی رات پھر دیکھیں گے تو میں نے
 وہی مشغلہ ان کا دیکھا۔ تب میں نے عزم کر لیا کہ مرتے دم تک ان کا ساتھ
 نہ چھوڑوں گا تو میں نے ان کو برابر دن میں صائم اور شب میں قائم دیکھا
 اور وہ قبل ظہر ذرا سا اونگھ جاتے تھے اور ام مسعر نے بحالت سجدام
 ابو حنیفہ کی مسجد میں وفات پائی اور شریک نے کہا کہ میں آپ کے
 ساتھ ایک سال رہا تو میں نے کبھی نہ دیکھا کہ آپ نے اپنا پہلو کھپونے
 پر دکھا ہوا اور خارجہ سے مروی ہے کہ چار شخصوں نے اندرون کعبہ ایک
 رکعت میں قرآن ختم کیا از انجملہ امام ابو حنیفہ ہیں۔

فیصل بن وکین نے کہا میں نے تابعین وغیرہ کی ایک جماعت
 کو دیکھا تو ان میں سے کسی کو امام ابو حنیفہ سے اچھی طرح نماز پڑھتے نہ
 دیکھا۔ قبل نماز شروع کرنے کے روتے اور دُعا کرتے تھے تو کہنے والا
 کہتا بخدا وہ خدا سے ڈر رہے ہیں اور میں ان کو جب دیکھتا تو کثرت
 عبادت سے مثل مشک کہنے کے دیکھتا اور ایک شب نماز میں برابر
 آیہ کریمہ بل الساعۃ موعدهم والساعۃ ادھی دامر کو
 بار بار دہراتے رہے اور ایک رات قرأت شروع کی تو جب آیہ کریمہ

فَمَنْ أَذَانَ عَلَيْنَا وَقَدْ نَأْتِيهِ ابْنُ السَّمُورِ طَرِيقًا سِرًّا
کو فجر کی اذان تک بار بار پڑھتے رہے۔

آپ کی ام ولد نے کہا میں جب سے آپ کو جانتی ہوں۔ کبھی
شب میں بچھونے کا تکیہ نہ بنایا گرمی کے زمانہ میں ظہر و عصر کے درمیان
اور جاڑے میں اول شب ذرا دیر کو سوہتے ابن ابی رواد نے کہا کہ
میں نے طواف اور نماز اور فتوے دینے میں مکہ بھر میں کسی شخص کو امام
صاحب سے زیادہ صابر نہ پایا گو یا وہ چوبیس گھنٹے آخرت کی طلب
اور اس کی نجات کی فکر میں مشغول رہتے تھے اور میں نے ان کو وہ
رات دیکھا تو کبھی رات کو سوتا ہوا نہ پایا اور نہ دن کو کبھی نماز و طواف
و تعلیم سے خالی رہے۔

بعض اہل مناقب نے ذکر کیا کہ حیب آپ نے حجۃ الوداع کیا تو
خدا م کعبہ معظمہ کو اپنا آدھا مال دے دیا کہ اندرون کعبہ نماز پڑھنے کی
اجازت دیں تو آپ نے وہاں نصف قرآن ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر
پڑھا پھر دوسرا نصف دوسرے پاؤں پر اور عرض کی اے میرے رب
میں نے تجھے پہچانا حق پہچاننے کا اور تیری عبادت نہ کی جو حق عبادت
کا تھا تو بوجہ میرے کمال معرفت کے میری عبادت کا نقصان مجھے
بخش دے۔ گوشہ بیت اللہ سے آواز آئی تو نے پہچانا اور اچھی
طرح پہچانا اور خالص خدمت کی میں نے تجھے بخش دیا اور ہر ایک
اس شخص کو جو تیرے مذہب پر قیامت تک ہو گا۔ (تنبیہ) آپ سے

جو منقول ہوا کہ عرفناک حق معرفتک اگر یہ صحیح ہو تو کچھ منافی اس کے نہیں
جو آپ کے سوا اور ادلیا سے مروی ہے۔ سبحانک ما عرفناک حق
معرفتک اس لئے کہ امام صاحب کی مراد وہ معرفت ہے جو ان کی
شان کے لائق ہے اور جہاں تک ان کے علم کی رسائی ہے تو یہ مجازی
ہے اور ان کے غیروں کی مراد یہ ہے کہ حقیقت معرفت جو اللہ تعالیٰ
کی شان کے لائق ہے اور ناممکن ہے کہ کوئی وہاں تک پہنچ سکے اور یہ
حقیقت ہے یہ کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ تمام رسولوں کے سردار اگلوں پھلوں
کے پیشوا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا احمی ثناءً علیک انت
کما اثنت علی نفسک یعنی میں تیری ثناء و صفت نہیں کر سکتا ہوں
جس طرح تو نے آپ اپنی تعریف فرمائی اور شفاعت عظمیٰ والی حدیث
فصل قضا میں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سوال کی وقت ایسی
تعریفیں الہام کئے جائیں گے جو پہلے سے الہام نہ ہوئے تھے تو یہ معارف
متجددہ ہیں وھکذا الی الا نہایت لہ اور نمازیں ایک پاؤں
پر کھڑا ہونا ان کے سوا اور ائمہ کے نزدیک مکروہ ہے اس لئے کہ
اس سے یہی میں صحیح حدیث وارد ہے تو اس کا کرنا مکروہ ہو گا مگر اس
کا جواب یہ ہے کہ آپ نے بطور مجاہدہ نفس الیا کیا اور بعید نہیں کہ
مجاہدہ نفس کی غرض اس قسم کے امور میں جن میں خشوع میں خلل نہ آئے
کراہت کو مانع ہوا اور ایک رکعت میں تمام قرآن شریف ختم کرنا اس
حدیث کے خلاف نہیں جو وارد ہوئی کہ جس شخص نے تین دن سے کم

میں ختم کیا اس نے سمجھا نہیں اس لئے کہ یہ اس شخص کے بارے میں
 ہے جس کے لئے حفظ و آسانی اور وسعت زمانہ میں نہ ہوا اور جب خرق
 عادت ہو تو کوئی عرج نہیں چنا پنچہ بہتر ہے صحابہ و تابعین سے مروی ہے
 کہ وہ لوگ ایک رکعت میں قرآن شریف ختم فرماتے بلکہ بعضوں نے مغرب
 اور عشاء کے درمیان میں چار ختم کئے اور یہ کرامت کی بات ہے اس میں
 کچھ اعتراض نہیں۔

پندرہویں فصل امام صاحب کے خوف

و مراقبۃ الہی کے بیان میں

اسد بن عمرو نے کہا امام صاحب کا رونا شب میں سنا جاتا تھا یہاں
 تک کہ آپ کے پٹوسی آپ پر رحم کرتے دیکھنے والے کہا وہ بڑے مانتدار تھے
 اور اللہ تعالیٰ ان کے دل میں بہت بڑا اور بزرگ تھا اور رضا الہی کو وہ
 تمام چیزوں پر ترجیح دیتے تھے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے بارے میں ان پر تلواریں
 پڑتیں اس کو بھی سہا رہتے اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور ان کے

اے بلکہ اس سے بھی عجیب تر۔ حضرت سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے بارے میں
 مروی ہے کہ آپ اپنا بائیں قدم رکاب میں رکھتے اور قرآن شریف بڑھنا شروع فرماتے
 تو دایہ قدم رکاب تک پہنچنے بھی نہ پاتا کہ آپ پورا قرآن ختم فرماتے۔ ذکرہ القاری فی التوا
 و دوسری روایت میں ہے کہ مترجم سے باب کعبہ تک پہنچنے میں پورا قرآن شریف ختم فرماتے
 ذکرہ المحقق فی اشعة اللغات۔ علامہ قسطلانی نے ارشاد الساری میں ذکر کیا کہ میں نے
 ابوالطاهر کو ۶۵۷ھ میں دیکھا اور ان سے سنا کہ وہ راتوں میں دس ختم صیادہ

راضی ہو جس طرح ابرار سے راضی ہے کہ یہ بھی ابرار ہی سے تھے یحییٰ بن قطان نے کہا جب میں ان کو دیکھتا سمجھتا کہ یہ متقی ہیں اور ایک شب رات بھر اس آیت کو پڑھتے اور دہراتے اور روتے اور گر گڑھتے رہے بل الساعة موعدهم والساعة ادهی واهرا اور ایک رات اللہ کا حکم تک پہنچے اور صبح تک برابر اسی کو دہراتے رہے یزید بن لیث نے کہا جو اخبار میں سے تھے اہم نے عشاء کی نماز میں سورۃ اذا زلزلت الارض پڑھی اور اہم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ مقصدی تھے جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے دیکھا کہ اہم صاحب متفکر بیٹھ کر ٹھنڈی سانس لے رہے ہیں۔ میں وہاں سے اٹھ گیا تاکہ آپ کا دل مشغول نہ ہو اور قنیل کو روشن ہی چھوڑ دیا۔ اور اس میں بھوڑا سا تیل تھا۔ پھر طلوع فجر کے بعد میں نے دیکھا قنیل روشن

بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۸۔ پڑھتے بلکہ شیخ الاسلام برہان بن ابی شریف نے کہا کہ وہ رات دن میں پندرہ ختم پڑھتے بلکہ شیخ موسیٰ سدرانی کے باری میں منقول ہے کہ وہ رات دن میں ستر ہزار ختم کرتے ذکرہ فی نفحات الانس بلکہ حضرت علی مرصفی رحمہ اللہ کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے ایک رات میں تین لاکھ ساٹھ ہزار ختم قرآن کئے ذکرہ فی میزان الشریعۃ الکبریٰ۔ علامہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ نے بھی اس روایت کو حدیث مدیر میں تحریر فرمایا ہے پھر کھاؤ لا یتبدلنا علی اولیاء اللہ تعالیٰ الذین غلبت روحانیہم علی جہا ینتم دارو ح من امر اللہ و امر اللہ کلمہ بالبصر کما اجر تعالیٰ و عرض کلمات القرآن کما مع ما ینہانی لسان الولی کلمہ بالبصر ما ہو بمعید اللہ علی کل شیء قدیر۔ اھ افاد کل ذالک حضرت شیخ مجد الدائمہ الحامرہ فتح اللہ المسلمین بطول بقائہم آمین۔

ہئے اور امام صاحب اپنی ریش مبارک پکڑے کھڑے ہوئے کہہ رہے ہیں
 اے وہ ذات کہ بمقدار ذرۂ خیر کے جزائے خیر دے گا اور بمقدار ذرۂ شر
 کے جزائے شر دیگا۔ نعمان کو تو اپنے پاس آگ سے بچلے کہ آگ کے قریب
 بھی نہ جائے اور اس کو اپنی وسیع رحمت میں داخل کرے جب اندر گیا
 تو امام صاحب نے پوچھا کہ کیا قنديل لینا چاہتے ہو۔ میں نے کہا میں صبح
 کی اذان بھی دے چکا۔ فرمایا جو کچھ تم نے دیکھا اس کو چھپانا کسی پر ظاہر نہ
 کرنا۔ پھر دو رکعت سنت فجر پڑھ کر بیٹھے یہاں تک کہ نماز فجر کی تکبیر ہوئی
 اور آپ نے ہم لوگوں کے ساتھ فجر کی نماز اقل شب کے وضو سے پڑھی
 ابو الاحوص نے کہا کہ اگر کوئی شخص امام صاحب کو یہ کہتا کہ آپ تین دن
 میں انتقال فرمائیں گے تو جو کچھ آپ کا معمول تھا اس میں کچھ زیادہ
 نہ فرماتے کسی نے عیسیٰ بن یونس سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر
 جو کیا تو انہوں نے امام صاحب کیلئے دعائی اور کہا کہ امام صاحب کی غایت
 کوشش یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کریں اور اس کے حرمت کی
 تعظیم کریں اور فرمایا کہ اگر حرج نہ ہوتا تو میں کبھی فتویٰ نہ دیتا سب سے
 زیادہ ڈر کی بات جس سے میں ڈرتا ہوں یہ ہے کہ میرا فتویٰ مجھے آگ میں
 نہ ڈال دے اور کہا کہ جب سے میں فقیہ ہوا کبھی اللہ تعالیٰ پر جرأت نہ کی۔
 اور اپنے غلام کو سنا کہ قیمت مانگتا ہے تو ردئے یہاں تک کہ دونوں کنپٹیاں

لے یعنی امام صاحب ہر روز اس قدر عبادت کرتے تھے جتنی عبادت وہ شخص کرتا ہے
 جسے یہ معلوم ہو کہ میں آج کے تیسرے دن مرجاؤں گا۔ ۱۲ منہ

اور مونڈھے پھڑکنے لگے اور دکان بند کرنے کو فرمایا اور سر ڈھانپتے
 جلدی کرتے ہوئے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ ہم لوگ خدائے تعالیٰ پر جس
 قدر جری ہیں ہم میں سے ایک شخص کہتا ہے کہ ہم خدا سے جنت مانگتے
 ہیں اور یہ اپنے دل سے مانگتا ہے میرے جیسے آدمی کے لئے تو یہ چاہئے
 کہ اللہ تعالیٰ سے عفو اور درگزر چاہئے۔ امام نے ایک دن صبح کی نماز میں
 یہ آیت پڑھی وَلَا تَجْسُبَنَّ اللَّهُ مَنَّا عَمَّا لَيَحْمِلُهُ الظُّلُمُونَ تو امام
 صاحب مضطرب ہوئے یہاں تک کہ اس کو اوروں نے پہچانا امام صاحب
 کی عادت تھی کہ جب کسی مسئلہ میں مشکل پڑتی اپنے اصحاب سے فرماتے
 اس کا کوئی سبب نہیں سوائے کسی گناہ کے جو مجھ سے ہوا ہے۔ پھر
 اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہتے۔ بسا اوقات کھڑے ہوتے وضو کرتے
 دو رکعت نماز پڑھتے استغفار کرتے تو مسئلہ آپ پر واضح ہو جاتا
 فرماتے میں خوش ہوا اس لئے کہ اُمید کرتا ہوں کہ میرا توبہ کرنا قبل
 ہوا کہ مسئلہ مجھے معلوم ہو گیا۔ یہ خبر فضیلؒ کو پہنچی تو بہت روئے اور فرمایا
 کہ اللہ تعالیٰ امام ابو حنیفہ پر رحم فرمائے یہ امام صاحب کی بے گناہی
 کا باعث ہے اوروں کو تو اس کی خبر بھی نہیں ہوتی ہے کیونکہ اس کے
 گناہ اس کو گھیرے ہوئے ہوتے ہیں آپ نے انجانے میں ایک لڑکے
 کے پاؤں پر پاؤں رکھ دیا اس نے کہا اے شیخ قیامت کے دن کے
 قصاص سے نہیں ڈرتا ہے اتنا سنا تھا کہ امام صاحب پر غشی طاری

ہو گئی جب افاقہ ہوا کسی نے کہا کہ اس لڑکے کا کہنا آپ کے قلب پر
 کس قدر اثر کر گیا فرمایا کہ میرا خیال یہ ہے کہ یہ کلمہ اسے تلقین ہوا کسی نے
 امام صاحب اور ابن المعتمر کو دیکھا کہ آپ میں سرگوشی کر رہے ہیں اور مسجد میں
 روتے ہیں جب مسجد سے نکلے آپ سے پوچھا گیا کہ آپ دونوں کی کیا
 حالت ہے جو اس قدر روتے فرمایا کہ ہم نے زمانہ کو دیکھا اور اہل خیر کو
 اہل باطل کے غلبہ کو یاد کیا اسی لئے ہم روتے اور رات میں نماز پڑھتے
 وقت چٹائی پر آپ کے آنسوؤں کا ٹپکنا اس طرح سنائی دیتا ہے جیسے
 بارش ہو اور رونے کا اثر آپ کی دونوں آنکھوں اور دونوں رخساروں
 پر معلوم ہوتا تھا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے اور آپ سے راضی ہو

سولہویں فصل لایعنی باتوں سے زبان

کے محفوظ رکھنے اور حتی الامکان برائی سے بچنے کی باتیں

بعض مناظروں نے آپ سے کہا کہ اے بتدرع اے زندیق آپ
 نے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے بخشے خداوند تعالیٰ میری نسبت تیرے کہنے
 کے خلاف جانتا ہے اور میں نے جب اسے پہچانا اس کے برابر کسی کو
 نہیں جانتا ہوں اور سوائے اس کے معاف کرنے کے کچھ امید نہیں رکھتا
 ہوں اور نہ اس کے عذاب کے سوا کسی بات سے ڈرتا ہوں عذاب
 کا ذکر کیا آپ روتے اور بیہوش ہو گئے جب افاقہ ہوا اس شخص نے

کہا مجھے معاف کیجئے فرمایا جو شخص میرے بارے میں جہالت سے کچھ
کہے وہ سب معاف ہے اور جو باوجود علم کے کچھ کہے اُسے اللہ جہنم
اس لئے کہ علماء کی غیبت ان کے بعد باقی رہتی ہے

فیصل بن وکین نے کہا امام صاحب باہیت تھے جواب دینے
کے لئے اللہ کلام فرماتے لایعنی باتوں میں خوض نہ فرماتے نہ ان کو سنتے
کسی نے آپ سے کہا کہ خدائے تعالیٰ سے دُریئے آپ کا نب اُٹھے
اور اپنے سر کو جھکا لیا پھر فرمایا اے میرے بھائی اللہ تعالیٰ تجھے بہتر جزا
دے کس قدر لوگ ہر وقت اس کی طرف محتاج ہیں جو انہیں اللہ کو یاد
دلانے اس وقت میں کہ وہ تعجب کرتے ہیں اس چیز کے ساتھ جو ظاہر
ہوتا ہے ان کی زبان پر علم سے یہاں تک کہ وہ لوگ ارادہ کریں اللہ تعالیٰ
کو اپنے اعمال سے اور میں جانتا ہوں کہ اللہ عزوجل یقیناً مجھ سے سوال
کے گا جواب سے اور اللہ میں یقیناً طلب سلامتی پر حریص ہوں۔
امام صاحب کی عادت تھی کہ حیب کوئی آنے والا آپ کے پاس
آتا اور ادھر ادھر کی باتیں شروع کرتا کہ ایسا ہوا ویسا ہوا اور اس کو زیادہ
کرتا تو فرماتے اس کو چھوڑو اس بارے میں کیا کہتے ہو اس میں کیا
کہتے ہو تو اس کے کلام کو قطع فرمادیتے اور فرماتے کہ لوگوں کی ایسی بات
نقل کرنے سے بچو میں کو لوگ دوست نہ رکھتے ہوں جو شخص میرے
بارے میں ناپسندیدہ بات کہے اللہ تعالیٰ اسے معاف کرے اور جو

ابھی بات کہے اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے۔ دین میں سمجھ حاصل کرو اور لوگوں کو چھوڑ دو دوسروں کے تذکرہ سے اور اس چیز سے کہ لوگوں نے اپنے نفس کے لئے پسند کیا ہے پس اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو تمہارا محتاج کر دے گا۔

کسی نے آپ سے پوچھا کہ علقمہ اور اسود میں کون بہتر ہے فرمایا کہ بخدا میری یہی حیثیت ہے کہ میں ان دونوں کی تعظیم کے لئے ان کو دُعاؤں سے استغفار سے یاد کروں تو میں ان دونوں میں ایک کو دوسرے پر کیونکر فضیلت دے سکتا ہوں۔ ابن مبارک نے ثوری سے کہا کہ امام ابو حنیفہ غیبت سے کس قدر دور رہتے ہیں میں نے ان کو کبھی نہ سنا کہ دشمن کی بھی غیبت کرتے ہوں ثوری نے کہا وہ عقلمند ہیں نہیں چاہتے کہ اپنی نیکیوں پر ایسی چیز کو مسلط کریں جو ان کو لیجانے شریک نے کہا کہ امام صاحب زیادہ چپ رہتے عقل و فقر میں زیادہ تھے لوگوں سے گفتگو اور مجاہدہ کم کرتے ضمیر نے کہا کسی نے بھی اس میں اختلاف نہ کیا کہ امام ابو حنیفہ مستقیم اللسان تھے کسی کو برائی کے ساتھ یاد نہ کیا بعض لوگوں نے آپ سے کہا کہ لوگ آپ کی برائی کرتے ہیں اور آپ کسی کی برائی نہیں کرتے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے بکیر بن معروف نے کہا میں نے اُمت محمدیہ میں کسی شخص کو امام ابو حنیفہ سے زیادہ خوش میرت نہ پایا۔

سترہویں فصل آپ کے کرم کے بیان میں ہے۔

بہت سے حضرات نے فرمایا کہ امام صاحب سب لوگوں سے زیادہ
مجالست میں کریم تھے اور سب سے زیادہ اپنے اصحاب اور مہنشینوں کی مواسات
اور بزرگی فرماتے اسی لئے آپ محتاجوں کی شادی کر دیتے اور انہیں خرچ
کے لئے عطا فرماتے اور ہر ایک کے پاس اس کے مرتبہ کے لائق تحفہ بھیجا
کرتے۔ آپ نے ایک شاگرد کو پھٹا ہوا کپڑا پہنے ہوئے دیکھا فرمایا یہیں
بیٹھنا یہاں تک کہ سب لوگ رخصت ہو جائیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ جو کچھ
جائے نماز کے تنچے ہئے لے لو اور اپنے کپڑے بنوا لو وہ ہزار درہم تھے۔
امام ابو یوسف نے فرمایا امام صاحب سے جب کوئی شخص کوئی حاجت
حاجت چاہتا آپ اس کو ضرور پورا فرما دیتے جب آپ کے صاحبزادے
حماد نے سورہ فاتحہ ختم کی امام صاحب نے ان کے استاد کو پان سو درہم
دیئے اور ایک روایت میں ہے کہ ہزار درہم عطا فرمائے انہوں نے کہا
کہ میں نے کیا کیا ہے جس کے بدلے آپ نے کثیر رقم بھیجی ہے امام
صاحب نے ان کو بلا بھیجا اور معذرت کی پھر فرمایا کہ میرے لڑکے کو
جو کچھ آپ نے سکھایا ہے اس کو حقیقہ نہ جانئے واللہ اگر میرے پاس
اس سے زیادہ ہوتا تو روجہ عظمت قرآن شریف کے آپ کی نذر کرتا اور

اپنے اموال تجارت جو بغداد کو بھیجتے تھے اس کا نفع سال بھر تک جمع
 فرماتے اس سے اپنے اساتذہ محدثین کیلئے انکی ضروریات کھانا کپڑا
 خرید فرماتے اور باقی ان کی خدمت میں حاضر کرتے اور کہتے کہ اسے اپنی
 ضروریات میں صرف فرمائیے اور اللہ تعالیٰ ہی کی تعریف کیجئے کیونکہ
 میں نے اپنے مال سے کچھ نہیں حاضر کیا ہاں اللہ کے فضل سے جو اس
 نے میرے ہاتھ پر عطا فرمایا اور وکسع نے کہا کہ امام صاحب نے فرمایا
 کہ چالیس سال سے جب میں چار ہزار درہم سے زیادہ کا مالک ہوا تو
 اس کو اپنی ملک سے علیحدہ کر دیا اور صرف چار ہزار روک رکھا کیونکہ
 حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ چار ہزار درہم اور اس
 کم نفقہ ہے ادا اگر مجھے اس کا خوف نہ ہوتا کہ تجارت میں مجھے اس کی
 ضرورت پڑے گی تو ایک درہم بھی نہ روکتا۔ سفیان بن عیینہ نے کہا کہ
 امام ابو حنیفہ بہت صدقہ فرماتے اور جو کچھ حاصل کرتے اس میں سے کچھ ضرور
 راہ خدا میں نکالتے اور میرے پاس اس قدر کثرت سے تحائف بھیجے
 کہ میں ان کی کثرت سے متوحش ہوا تو میں نے ان کے بعض شاگردوں
 سے اس کا تذکرہ کیا انہوں نے کہا کہ جو تحائف کہ امام صاحب نے سعید
 بن عروبہ کے پاس بھیجے تھے کاش کہ آپ ان کو دیکھتے اور کسی محدث
 کو بغیر کثرت احسان کے نہیں چھوڑتے تھے مسعر نے کہا کہ امام صاحب
 جب اپنے اسلہل و عیال کیلئے کوئی کپڑا یا میوہ یا اور کچھ خریدتے تو اس

کے قبل ویسی ہی چیز اپنے اساتذہ کے لئے ضرور خرید فرمالتے۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ امام صاحب اگر کسی کو کچھ عطا فرماتے اور وہ اس پر ان کا شکریہ ادا کرتا تو آپ کو غم ہوتا اور فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرو کہ وہ خدا کی دی ہوئی روزی ہے جو اس نے مجھ تک پہنچائی ہے اور بیس سال تک میری ورمیرے عیال کی کفالت فرماتے رہے اور حیب میں کہتا کہ میں نے آپ سے بڑھکر کوئی سچی نہیں دیکھا تو فرماتے کہ تیرا کیا حال ہوتا اگر تو حضرت حماد کو دیکھتا۔ میں نے کسی کو خصائل حمیدہ کا آپ سے زیادہ جامع نہ دیکھا۔ لوگ کہا کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے امام ابو حنیفہ کو علم عمل سخا بذل اخلاق قرآنہ کے ساتھ مزین کیا ہے شفیق نے کہا کہ میں امام صاحب کے ساتھ راستہ میں جا رہا تھا کہ ایک شخص نے ان کو دیکھا پھر چھپ رہا اور دوسرا راستہ اختیار کیا تو آپ نے پکارا وہ شخص آپ کے پاس آیا۔ فرمایا تم کیوں اپنی راہ سے بے راہ ہو کر چلے اس نے کہا آپ کا مجھ پر دس ہزار درہم قرض ہے جس کو زمانہ دراز ہو گیا اور میں تنگ دست ہوں آپ سے شرماتا ہوں۔ آپ نے فرمایا سبحان اللہ تمہاری یہ حالت ہے میں نے وہ سب تم کو بخش دیا اور میں نے اپنے آپ کو اپنے نفس پر گواہ کیا تو تو مت چھپ اور مجھے معاف کر اس خوف سے جو میری جانب سے تیرے دل میں واقع ہوا۔

شفیق نے کہا تو میں نے جان لیا کہ فی الحقیقت یہ زاہد ہیں فیصل نے

کہا کہ امام صاحب کثرت افضال و ملت کلام و اکرام علم و علماء کے ساتھ
 مشہور تھے۔ شریکت نے کہا کہ امام صاحب سے جو شخص پڑھتا آپ اس
 کو غنی فرمادیتے اور اس پر اداس کے اہل و عیال پر خرچ فرمادیتے پھر جب
 وہ سیکھ لیتا فرماتے کہ تجھے بڑی مالداری حاصل ہوئی کہ تو نے حلال و حرام
 کو پہچان لیا۔ ابراہیم بن عیینہ چار ہزار درہم سے زیادہ قرض کی وجہ سے
 قید ہوئے تو ان کے بھائیوں نے چاہا کہ چندہ کر کے اس قدر جمع کر لیں جب
 امام صاحب کے پاس چندہ کے لئے آئے آپ نے فرمایا کہ لوگوں سے
 جو کچھ لیا ہے وہ سب واپس کر دیا جائے اور ان کا تمام و کمال قرض
 اپنے پاس سے ادا کر دیا۔ آپ کے پاس ایک شخص کچھ ہدیہ لایا آپ نے
 کئی گناہ سے اس کا مکافات فرمایا۔ اس نے کہا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ
 اس قدر مکافات فرمائیں گے تو یہ حاضر نہ کرتا۔ آپ نے فرمایا کہ ایسی
 بات نہ کہو کہ الفضل للمقدم کیا تم نے وہ حدیث نہ سنی جو مجھ سے ہشیم نے
 بروایت ابی صالح مرفوعاً حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت
 فرمایا جو شخص تمہارے ساتھ بھلائی کرے اس کی مکافات کرو اور اگر
 مکافات کیلئے کچھ نہ پاؤ تو اس کی تعریف کرو پھر فرمایا کہ یہ حدیث
 مجھے اپنے تمام اموال ملو کہ سے بہت زیادہ محبوب ہے۔

اٹھارہویں فصل آپ کے زہد اور پیرہن گاری کے بیان میں

ابن مبارک نے کہا کہ میں کوفہ میں پہنچا اور لوچھا کہ یہاں سب سے
بڑا زاہد کون شخص ہے سب لوگوں نے کہا کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
آپ نے ایک مرتبہ ایک لونڈی لینا چاہی تو دس سال تک اور روایت
میں ہے بیس سال تک پسند کرتے اور مشورہ لیتے رہے کہ قیدیوں کے
کسی گروہ میں سے خریدیں جو شبہ سے باطل پاک و صاف ہو میں نے کسی
کو آپ سے زیادہ پرہیز گار نہ دیکھا۔ کیا تم قدرت رکھتے ہو ایسے شخص کی
تعریف کرنے کی جن پر بہت سا مال پیش کیا گیا مگر انہوں نے اس کی
مطلقاً پرواہ نہ کی نفس پروردوں نے آپ کو کوروں سے مارا۔ آپ نے
آسائش و تکلیف دونوں حالت میں خدائے تعالیٰ کی عبادت کی اور اس
چیز کو قبول نہ فرمایا جس کی لوگ خود سے خواہش کرتے ہیں اور اپنے سے
چاہتے ہیں۔ مکی بن ابراہیم نے کہا کہ میں کوفہ والوں کے پاس بیٹھا تو
ان میں سے کسی شخص کو امام صاحب سے زیادہ پرہیز گار نہ دیکھا حسن
بن صالح فرماتے ہیں کہ امام صاحب بہت بڑے پرہیز گار تھے حرام سے
ڈرتے صرف شبہ کی وجہ سے بہت حلال کو بھی چھوڑتے تھے میں نے کسی
فقیہ کو آپ سے زیادہ اپنی جان اور علم کا بچانے والا نہ دیکھا اور امام مرگ

آپ نے اسی پر ہیز گاری اور کوشش کے ساتھ زندگی بسر فرمائی نصر بن
نے کہا کہ میں نے کسی کو امام صاحب سے زیادہ پر ہیز گار نہ دیکھا نیز مدین
مارون فرماتے ہیں کہ میں نے ہزار استادوں سے علم سیکھا اور کھا مگر امام
صاحب کو درع اور حفظ لسان میں سب سے بڑھا چڑھا پایا۔

حسن بن زیادہ کہتے ہیں بخدا امام صاحب نے کبھی کسی خلیفہ کا کوئی
تحفہ کوئی ہدیہ قبول نہ فرمایا۔ آپ نے اپنے شریک کے پاس تجارت کا مال
بھیجا جس میں ایک کٹر اعیب دار تھا اور فرمایا کہ اس کو بیچیں تو عیب
کو بیان کر لیں۔ انہوں نے بیچ دیا مگر عیب کو بیان کرنا غلطی سے بھول
گئے اور یہ بھی یاد نہ رہا کہ کس شخص نے خریدا ہے جب امام صاحب کو
اس کا علم ہوا تو آپ نے پوری قیمت صدقہ فرمادی جو تیس ہزار دینم تھی
اور اپنے شریک سے جدا ہو گئے۔ وکسع نے ذکر کیا کہ امام صاحب نے اپنے
نفس پر لازم کر لیا تھا کہ اگر کلام میں سچی بات پر بھی خدا کی قسم کھائیں
گے تو ایک دینم صدقہ کریں گے۔ ایک مرتبہ قسم کھائی تو ایک دینم صدقہ
کیا۔ پھر اپنے نفس پر لازم کیا کہ اب اگر قسم کھائیں گے تو ایک دینار
صدقہ کریں گے تو جب کبھی قسم کھاتے ایک دینار صدقہ فرماتے حفص نے
کہا کہ میں تیس سال تک امام صاحب کی خدمت میں رہا تو کبھی نہیں دیکھا
کہ جو کچھ دل میں ہو اس کے خلاف ظاہر کیا ہو۔ آپ کی عادت کریمہ تھی
کہ جب کبھی کسی چیز میں ذرا سا بھی شبہ ہوتا تو اس کو علیحدہ فرما دیتے اور
آپ کا تمام مال ہوتا۔ سہل بن مزاحم نے کہا ہم آپ کے یہاں آتے جاتے

تھے تو آپ کے کا شانہ میں سوا چٹائیوں کے اور کچھ نہ دیکھتے۔

کسی نے آپ سے کہا کہ دنیا آپ پر پیش کی جاتی ہے اور آپ عیالدار ہیں (پھر کیوں نہیں قبول فرماتے) فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عیال کیلئے ہے ہمارا خرچ مہینہ بھر میں دو درہم ہے تو کیا فائدہ ہے کہ ہم اولاد کے لئے مال جمع کریں کہ وہ لوگ اطاعت کریں۔ یا معصیت اور باز پرس مجھ سے ہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی روزی دونوں فریق کے لئے صبح آتی شام کو جاتی ہے اس کے بعد یہ آیت پڑھی۔

وَمِنَ السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُعَدُّونَ

آپ کے بعض شاگرد حج کو گئے اور آپ کے پاس اپنی لونڈی چھوڑ گئے وہ چار مہینہ تک سفر میں رہے جب واپس آئے پوچھا آپ نے اس کو کیسا پایا۔ فرمایا جس شخص نے قرآن پڑھا اور لوگوں کے دین کی حفاظت کی اس کو ضرورت ہے کہ اپنے نفس کو فتنہ سے بچائے۔ بخدا جب سے تم گئے اس وقت سے تمہاری واپسی تک میں نے اس کو کبھی نہ دیکھا تو اس شخص نے اس لونڈی سے امم صاحب کے اخلاق کو پوچھا۔ اس نے کہا کہ میں نے ان جیسا نہ سنا نہ دیکھا میں نے ان کو دنات میں کبھی جنابت سے غسل کرتے نہ دیکھا نہ کبھی دن میں افطار کرتے دیکھا۔ آخر شب میں تھوڑا سا کھانا کھاتے اور دیر کو سو رہتے پھر نماز کو تشریف لے جاتے۔

امم صاحب کے پاس ایک عورت ایک ریشمیں کپڑا لائی جس کو

وہ سو میں بچتی تھی فرمایا یہ ستو سے زیادہ کاہنے کیا قیمت لے گی تو اس نے ایک ایک سو بڑھاتا شروع کیا۔ یہاں تک کہ چار سو کیا آپ نے فرمایا وہ اس سے بھی زیادہ کاہنے۔ اس نے کہا کیا آپ مجھ سے مذاق فرماتے ہیں فرمایا کہ کسی مرد کو بلا لاؤ وہ مرد کو بلا لائی اس سے ام صاحب نے اس کیڑے کو پارچے سودرہم کو خریدا۔ ام صاحب فرماتے اگر خدا تعالیٰ کا خوف اور اس بات کا ڈر نہ ہوتا کہ علم ضائع ہو جائے گا تو میں کسی شخص کو فتویٰ نہ دیتا کہ انہیں تو آدم ہو اور مجھ پر گناہ ہو جب بغداد میں اس واقعہ میں مجھ کو سہوئے جس کا بیان آتا ہے تو اپنے صاحبزادہ حماد کے پاس کھلا بھیجا کہ میرا قوت ہر مہینے میں دو درہم ہے ایک بار ستوا ایک بار روٹی کے لئے اور اب میں قید ہوں تو اس کو جلد میرے پاس بھیج دو۔

ایک مرتبہ کوفہ کی بکریوں میں ایک چھینی ہوئی بکری مل گئی لوگوں سے دریافت فرمایا کہ کتنے دنوں بکری زندہ رہتی ہے۔ لوگوں نے کہا سات سال تک۔ ام صاحب نے سات سال تک بکری کا گوشت نہ کھایا۔ اسی زمانہ میں بعض فوجیوں کو دیکھا کہ اس نے گوشت کھا کر اس کا ہتھکڑی نہر میں ڈال دیا آپ نے پھلی کی عمر دریافت فرمائی۔ لوگوں نے کہا اتنے بھال۔ آپ نے اتنے زمانہ تک پھلی کا کھانا چھوڑ دیا۔ پچاسے بعض حضرات آئمہ شافعیہ یعنی استاذ ابوالقاسم قیشری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسالہ کے باب التقویٰ میں فرمایا ہے کہ

لے یہ رسالہ سادات صوفیہ قدسنا اللہ بآسرارہم کے حالات وغیرہ میں اہم تفصیلات ہو

امام صاحب اپنے قرضدار کے درخت کے سایہ میں بیٹھنے سے بھی بچتے تھے اور فرماتے جس قرض سے نفع ہو وہ سود ہے اور اسی کے موافق یزید بن ہارون کا قول ہے کہ میں نے کسی کو امام صاحب سے زیادہ پرہیز گار نہ دیکھا میں نے ایک دن ان کو ایک شخص کے دروازہ کے سامنے دھوپ میں بیٹھے ہوئے دیکھا میں نے کہا اگر حضور اس سایہ میں تشریف لے جاتے تو اچھا ہوتا۔ فرمایا مالک مکان پر میرا قرض ہے اور میں نہیں چاہتا کہ اس سے نفع حاصل کروں اور اس کے مکان کے سایہ میں بیٹھوں۔ یزید نے کہا کہ اس سے بڑھ کر پرہیز گاری اور کیا ہوگی۔

ایک روایت میں ہے کہ جب اس مکان کے سایہ میں بیٹھنے سے رُکے تو کسی نے اس کا سبب پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ مالک مکان پر میرا قرض ہے میں پسند نہیں کرتا کہ اس کی دیوار کے سایہ میں بھی بیٹھوں کہ یہ بھی تحصیل منفعت ہے مگر میں اور لوگوں پر اس بات کو واجب نہیں جانتا ہوں لیکن عالم کو ضرور ہے کہ جس بات کی طرف لوگوں کو بلائے اس سے زیادہ خود کرے ان کے علاوہ امام صاحب کے درع پرہیز گاری کی روایتیں بہت زیادہ ہیں۔

انیسویں فصل آپ کے امانت دار

ہونے کے بیان میں ہے

کسی شخص نے شام میں حکم بن ہشام ثقفی سے کہا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ

کی حالت بیان کیجئے فرمایا وہ سب سے زیادہ امانت دار تھے بادشاہ نے چاہا کہ اپنے تمام خزانوں کی کبھیوں کا متولی کر دے اور اگر اس کو پسند نہ کریں گے تو کوڑا کھائیں گے۔ امام صاحب نے کوڑا کھانے کی حتمی تکلیف کو اللہ تعالیٰ کے احتمالی عذاب پر پسند فرمایا اس شخص نے حکم بن ہشام سے کہا کہ جیسی تعریف آپ کر رہے ہیں اس قسم کی تعریف کسی کو کرتے ہوئے میں نے نہیں دیکھا فرمایا بخدا وہ ایسے ہی ہیں۔ وکیع نے کہا امام ابو حنیفہ بہت بڑے امانت دار تھے ابو نعیم اور فضل بن دین نے کہا کہ امام صاحب دیا نندار اور بڑے امانت شعار تھے۔

یسویں فصل آپ کے وفور عقل

کے بیان میں ہے

خطیب نے ابن مبارک سے روایت کی کہ میں نے کسی شخص کو امام صاحب سے زیادہ عقلمند نہ دیکھا ہارون رشید سے مروی ہے کہ ان کے سامنے امام صاحب کا تذکرہ ہوا۔ ہارون رشید نے امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں دعا رحمت کی اور کہا کہ وہ عقل کی آنکھ سے وہ چیز دیکھتے تھے جو دوسرا سر کی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ علی بن عاصم سے روایت ہے اگر امام ابو حنیفہ کی عقل روئے زمین والوں کی عقلوں سے تلی جائے تو ضرور امام کی عقل رازح ہو۔

محمد بن عبد اللہ انصاری سے ہے کہ امام صاحب کی بات چیت کام کاج

چلنے پھرنے آنے جانے میں انکی عقل کا پتہ چلتا تھا۔ خارجیہ سے روایت
ہے کہ میں ایک ہزار علمائے ملائان میں تین چار آدمیوں کو عقلمند پایا ان
میں سے ایک امام صاحب کو ذکر کیا۔ یزید بن ہارون سے مروی ہے کہ میں
بہت لوگوں سے ملائان میں کسی کو امام صاحب ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے
عقل فضل ورع میں زیادہ نہ پایا امام ایوسف نے فرمایا میں نے کسی کو عقل
میں کمال ہر دت میں پورا امام صاحب کے بڑھکر نہ دیکھا۔ یحییٰ بن معین نے کہا
کہ امام صاحب اس سے زیادہ عقلمند ہیں کہ غلط بات کہیں میں نے کسی
کو وصف کرتے ہوئے اس سے بڑھکر نہ دیکھا جو ابن مبارک نے آپکی
تعریف کرتے اور ان کی بھلائی کا ذکر فرماتے آپکے صاحبزادے عادی نے
روایت کیا کہ امام صاحب اپنے کپڑے کو گوٹ ملے ہوئے مسجد میں بیٹھے
تھے کہ آپ کی گود میں چھت سے ایک بہت بڑا سانپ گرا بخدا نہ انہوں نے
حرکت کی نہ اپنی جگہ سے کچھ کھسکے اور نہ آپ کی حالت بدلی پھر بڑے ہامہ گز
ہیں پہنچ سکتا مگر جو خدا نے ہمارے لئے سکھایا ہے پھر اس کو بائیں ہاتھ
میں لیکر پھینک دیا۔ امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا نہیں جی کوئی عورت کسی
ایسے شخص کو جو امام صاحب سے زیادہ عقلمند ہو۔ بکر بن حبیش نے کہا اگر
امام صاحب کے زمانہ کے تمام لوگوں کی عقلیں اور امام صاحب کی عقل جمع
کی جاتی تو امام صاحب کی عقل ان سب لوگوں کی عقلوں پر راجح ہوتی۔

اکیسویں فصل آپ کی فراست کے

بیان میں ہے۔

ایک دفعہ آپ نے اپنے اصحاب کے لئے چند ہونے والی باتیں بیان فرمائیں تو وہ اسی طرح ہوئیں جس طرح آپ نے فرمایا تھا ازاں جملہ امام زفر اور داؤد طائی ہیں ان سے فرمایا کہ تم مغلی باطل سے ہو کر عبادت کرو گے۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ کیلئے فرمایا تھا کہ تم دنیا کی طرف مائل ہو گے تو دلیسا ہی ہوا اور فرمایا کہ جب کسی کو بنے سردالا دیکھو تو جان لو کہ احمق ہے۔ کسی نے پوچھا آپ نے علمائے مدنیہ کو کیا پایا۔ فرمایا ان میں اگر کوئی شخص غلاب ہے تو گوڑے چٹے رنگ والے یعنی امام مالک ابن انس ہیں اور ٹھیک کہا اور سچ فرمایا اس لئے کہ امام مالک کا علم و فلاح میں وہ رتبہ ہوا کہ مدینہ شریف میں کوئی عالم ان کا ہم پلہ نہ ہوا اور فرمایا کہ جب کسی شخص کو اچھے حافظہ والا دیکھو تو اس کی جمع کردہ حدیث کے ساتھ تمسک کرو اور جب کسی شخص کو لبنی داڑھی والا دیکھو تو یقین کر لو کہ وہ بیوقوف ہے اور جب کسی دراز قامت کو عقلمند پاؤ تو اس کو غنیمت جانو اس لئے کہ طویل القامت بہت کم عقلمند ہوتے ہیں اور جب خلیفہ منصور کے دربار میں سفیان ثوری اور مسعرا و امام ابو حنیفہ اور شریک رحمہم اللہ تعالیٰ بلائے گئے امام صاحب نے فرمایا کہ ہم تم لوگوں کے بلائے میں انداز سے ایک بات کہتے ہیں۔ میں تو کسی حیلہ سے بچ جاؤں گا اور سفیان ناستہ

سے بھاگ جائیں گے اور مسعر مجنوں بن جائیں گے اور شریک قاضی بنائے جائیں
 گے تو جب سب سے پہلے سفیان نے کہا کہ میں قضا و حاجت کو جاتا ہوں ایک
 پولیس ان کے ساتھ چلا ایک دیوار کی آڑ میں بیٹھے کہ ادھر سے کانٹوں
 کی ایک کشتی گندی۔ سفیان نے کشتی والوں سے کہا کہ یہ آدمی جو دیوار
 کے پیچھے کھڑا ہے مجھے ذبح کرنا چاہتا ہے۔ لوگوں نے کہا کشتی میں چلے
 آئیے آپ تشریف لے گئے اور کشتی میں سوار ہوئے۔ لوگوں نے آپ
 کو کانٹوں میں چھپا لیا۔ پولیس کے پاس ہو کر کشتی گندی اس نے
 آپ کو نہ دیکھا جب دیر ہوئی تو اس نے آپ کو پکارا کہ اے عبد اللہ
 کچھ جواب نہ آیا جب اس نے آپ کو دیکھا تو آپ کو نہ پایا اپنے ساتھی
 کے پاس واپس گیا تو اس نے اس شخص کو مارا اور گالی دی جب وہ
 یمنوں خلیفہ کے پاس پہنچے سب سے پہلے مسعر ملے اور مصافحہ کیا اور پوچھا
 امیر المومنین آپ کا کیا حال ہے آپ کا لونڈیاں کیسی ہیں۔ چوپائے آپ کے
 کیسے ہیں اے امیر المومنین آپ مجھے قاضی بنا دیجئے۔ ایک شخص جو ان
 کے پاس کھڑا تھا بولا کہ یہ مجنوں ہیں خلیفہ نے کہا تم یسوع کہتے ہو۔ ان
 کو نکال دو۔ اس کے بعد امام ابو حنیفہ کو بلایا آپ تشریف لے گئے
 اور فرمایا اے امیر المومنین میں نعمان بن ثابت بن مملوک ریشی پارچہ
 فروش کا لڑکا ہوں۔ کوہنہ والے اس کو پسند نہ کریں گے کہ ایک ریشی پارچہ
 فروش کا لڑکا ان پر حاکم ہو۔ اس نے کہا تم یسوع کہتے ہو۔ اس کے
 بعد شریک نے کچھ معذرت کرنی چاہی۔ خلیفہ نے کہا خاموش رہیے اب

آپ کے سوا کون باقی رہا۔ اپنا عہدہ تلجئے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے نسیان
 بہت ہے خلیفہ نے کہا کہ لبان چہایا کیجئے۔ کہاں مجھ میں خفت عقل ہے
 کہا کچہری آنے کے قبل فالودہ بنا کر کھا لیا کیجئے۔ بولے تو میں ہر آنے
 والے جلنے والے پر حکومت کروں گا۔ خلیفہ نے کہا اگرچہ میرا درملا ہوا
 پر بھی تم حاکم ہو۔ تب کہا خیر میں قاضی بنوں گا تو اس واقعہ میں وہی ہوا
 جو امام صاحب نے فرمایا تھا۔ ایک شخص مسجد میں آپ کے پاس سے
 گذرا آپ نے از روئے فراست سمجھا کہ یہ ایک مسافر ہے جس کی آستین
 میں مٹھائی ہے لڑکوں کو پڑھایا کرتا ہے دریافت سے معلوم ہوا کہ یہ تینوں
 باتیں ٹھیک ہیں۔ کسی نے آپ سے وجہ دریافت کی فرمایا کہ میں نے اس
 کو دیکھا کہ اپنے دلہنے بائیں دیکھا کرتا ہے اور یہ مسافر کی شان ہوتی
 ہے اور یہ دیکھا کہ اس کی آستین پر مکھیاں بیٹھی ہیں اور میں نے دیکھا
 کہ لڑکوں کو دیکھا کرتا ہے۔

بانیسویں اور تیسویں فصل آپ کے غایت درجہ کی

ہونے اور مشکل مسائل کے مسکت جوابات میں

(۱) آپ کے مخالفین میں سے ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ آپ
 کیا فرماتے ہیں اس شخص کے بارے میں جو جنت کا امیدوار نہ ہو۔ نہ دوزخ
 سے ڈرتا ہو نہ پروردگار سے اور مردار کھاتا ہے۔ بے رکوع و سجود نماز پڑھتا
 ہے بن دیکھی بات پر گواہی دیتا ہے۔ سچی بات کو ناپسند کرتا ہے فتنہ کو

دوست رکھتا ہے رحمت سے بھاگتا ہے یہود نصاریٰ کی تصدیق کرتا ہے
آپ نے فرمایا کہ کیا تجھے اس شخص کا علم ہے اس نے کہا نہیں مگر میں نے
اس سے زیادہ برا کسی کو نہ دیکھا اس لئے آپ سے سوال کیا۔ ام
صاحب نے اپنے شاگردوں سے پوچھا کہ ایسے شخص کے بارے میں کیا کہتے
ہو ان لوگوں نے کہا کہ ایسا شخص بہت ہی بُرا ہے یہ صفت کافر کی ہے
آپ نے تبسم فرمایا اور ارشاد کیا کہ وہ شخص خدا نے تعالیٰ کا سچا دوست
اس کے بعد اس شخص سے کہا کہ اگر اس کا جواب بتا دوں تو تو میری
بدگوئی سے باز رہے گا اور جو چیز تجھے نقصان پہنچائے گا اس سے بچے
گا اس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا وہ شخص رب جنت کی امید رکھتا ہے
اور رب نار سے ڈرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے اس بات کا خوف نہیں کرتا
کہ اپنی بادشاہت میں کہ اس پر ظلم کرے مردہ پھلی کھاتا ہے خانہ کی نماز
پڑھتا ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہے ان دیکھی بات
پر گواہی دینے کے یہ معنی ہیں کہ وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی
معبود نہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے بندے
اور اس کے رسول ہیں اور وہ ناپسند کرتا ہے موت کو جو حق ہے تاکہ
اللہ تعالیٰ کی فرمان برداری کرے اور مال والا دفتہ ہے جس کو دوست
رکھتا ہے رحمت بارش ہے یہودی کی اس بات میں تصدیق کرتا ہے یہود
لیست النصاریٰ علی شئ اور نصاریٰ کی اس قول میں تصدیق کرتا ہے لیست
علی شئ جب اس شخص نے یہ پر مغز اور مسکت جواب سنا تو کھڑا ہوا اور

امام صاحب کے سر مبارک کا بوسہ دیا اور کہا کہ میں قسم کھا کے گواہی دیتا ہوں کہ آپ حق پر ہیں۔

(۲) جب امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہوئے تو امام صاحب نے فرمایا کہ اگر یہ لڑکا مر جائے تو روٹے زمین پر کوئی شخص اس کا قائم مقام نہ ہوگا جب امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو صحت ہوئی ان میں خود پسندی آگئی اور فقہ پڑھانے کی اپنی مجلس علیحدہ قائم کی لوگ ان کی طرف متوجہ ہوئے امام صاحب علیہ الرحمہ کو اس کی خبر ہوئی تو بعض

حاضرین سے فرمایا ابو یوسف کی مجلس میں جاؤ اور ان سے پوچھو کہ آپ کیا فرماتے ہیں اس صورت میں کہ ایک شخص نے دھوبی کو میلا کپڑا دیا کہ دو درہم ہیں دھوڑے کچھ دنوں کے بعد اس نے کپڑا مانگا دھوبی نے انکار کیا اس کے بعد اس شخص نے پھر مانگا دھوبی نے دھلا ہوا کپڑا اس کو دیا تو اس کپڑے کی دہلائی اس شخص کے ذمہ واجب ہوگی یا نہیں اگر جواب دیں کہ ہاں اس دھوبی کو اجرت ملنی چاہیے۔ تو کہیو کہ آپ غلطی کی ہے اور جو کہیں کہ اس کو اجرت نہ ملنی چاہئے تو کہیو کہ آپ سے غلطی ہوئی ہے پس وہ شخص امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوا وہی مسئلہ دریافت کیا امام ابو یوسف صاحب نے فرمایا ہاں واجب ہے اس نے کہا آپ نے غلط کہا اس کے بعد کچھ دیر سوچ کر فرمایا "ہاں" اس شخص نے کہا آپ نے غلطی کی اسی وقت امام ابو حنیفہ کی خدمت میں حاضر ہوئے امام صاحب نے فرمایا کہ شاید دھوبی والے مسئلہ کی

وجہ سے آئے ہو امام ابو یوسف نے کہا حضور ہاں فرمایا سبحان اللہ جو
 شخص مفتی بن جائے لوگوں کو فتوے دینے بیٹھے دین الہی کا ہادی بنے
 اور رتبہ اس کا اتنا ہو کہ ایک مسئلہ اجارہ کا بھی نہ معلوم ہو۔ امام ابو یوسف
 نے عرض کی مجھے بتائیے فرمایا اگر اس نے غضب کے قبل دھویا تو اجرت
 واجبہ اس لئے کہ اس نے مالک کے لئے دھویا اور اگر بعد غضب و
 انکار دھویا تو اجرت کا مستحق نہیں کیونکہ اس نے اپنے لئے دھویا ہے
 (۳) امام صاحب اور دیگر علماء کے ساتھ ایک دعوت ولیمہ میں
 تشریف لے گئے جس نے اپنی دو بیٹیوں کا عقد دو بھائیوں سے کر دیا
 تھا ولی مکان سے باہر آیا اور کہا کہ ہم لوگ سخت مصیبت میں پڑ گئے رات
 غلطی سے دہنیں بدل گئیں اور ایک شخص دوسری عورت سے ہم بستر
 ہو گئے سفیان نے کہا کوئی مضائقہ نہیں امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 نے اسی قسم کا ایک سوال بھیجا تھا۔ مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے اس
 کا یہ جواب دیا کہ ہر شخص پر محبت کی وجہ سے مہر واجب اور ہر عورت
 اپنے شوہر کے پاس چلی جائے لوگوں نے اس جواب کو پسند کیا امام
 صاحب خاموش تھے مسعر نے امام صاحب سے کہا آپ فرمائیے سفیان
 نے کہا اس کے سوا اور کیا کہیں گے۔ امام صاحب نے فرمایا کہ میرے پاس
 دونوں لڑکوں کو لاؤ دونوں حاضر کئے گئے آپ نے ہر ایک سے پوچھا
 کہ رات جس عورت کے پاس تم رہے ہو وہ تم کو پسند ہے دونوں نے
 کہا کہ ہاں آپ نے فرمایا کہ اس عورت کا نام کیا ہے جو تمہارے بھائی کے

پاس رہی ہے کہا فلانہ ہے فرمایا ہر ایک اپنی اپنی بیوی کو کہ غیر کے پاس
 رہی ہے طلاق دیدے اور جو عورت اس کے پاس سوئی ہے اس سے
 شادی کر لے۔ لوگوں نے آپ کے اس جواب کو بہت وقعت و عزت
 سے دیکھا اور مسر کھڑے ہوئے اور آپ کی پیشانی کا بوسہ دیا اور کہا کہ کیا
 تم لوگ ایسے شخص کی محبت پر مجھے ملامت کرتے ہو سفیان چپ تھے۔ کچھ
 نہ بولے۔

(تسلیم) جو جواب سفیان نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا بیان
 کیا وہ اس جواب کے مخالف نہیں جو امام صاحب نے فرمایا یہ دونوں
 حکم قطعاً حق ہیں۔ سفیان کے جواب کی توجہ یہ ہے کہ یہ دونوں مٹی مٹی
 لشبہ ہے جس میں مہر واجب ہوتا ہے اور اس سے نکاح نہیں ٹوٹتا اور
 امام صاحب نے جو جواب عنایت فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ ابو سفیان کا
 جواب اگرچہ ٹھیک تھا مگر اس میں بہت سی خرابیوں کا احتمال تھا کہ ہر عورت
 اگر اپنے شوہر کے پاس چلی آئے حالانکہ وہ دوسرے سے ہم صحبت
 ہو چکی ہے اور اس کی محاسن باطنہ پر دوسرا مطلع ہو چکا ہے تو خوف
 ہے کہ ہر ایک کا دل اس کے ساتھ معلق ہو چکا ہو اور جب وہ اس سے
 چھن کر دوسرے کو مل جائے تو شاید اس کی محبت اس کے دل سے نہ جائے
 تو مقتضائے حکمت ظاہرہ وہی تھا جو اللہ تعالیٰ نے امام صاحب کو
 ایام فرمایا اور وہ دونوں موافق فتویٰ سفیان اس طرح کہتے تو اس
 میں جو خرابی تھی اس پر مطلع ہو کر حکم دیا کہ ہر شخص اپنی اپنی بیوی کو جس

سے غیر ہم محبت ہو چکا ہے طلاق دے دے اور ہر ایک اپنی موطو سے نکاح کر لے اور اس میں عدت کی ضرورت نہیں کہ وطی لہ شبہ کی وجہ سے عدت واجب نہیں موطو کا بالشبہ سے نکاح کر سکتا ہے اور اس مصلحت ظاہرہ کی سبب کسی نے کچھ کلام نہ کیا اور سفیان بھی خاموش ہو رہے اور لوگوں نے اس جواب کو بہت پسند کیا یہاں تک کہ مسعر بن کدام نے اسی جواب کی وجہ سے امام صاحب کی پیشانی کا بوسہ دیا۔

(۴) امام صاحب ایک ہاشمی سید کے جنازہ میں تشریف لے گئے جس میں اور معززین کو فدو علمائے کرام بھی شریک تھے کہ اس کی ماں تنگے سر مونہہ کھولے ہوئے غایت غم سے باہر نکلی اور اس پر اپنا کپڑا ڈال دیا یہ حال دیکھ کر اس کے شوہر نے قسم کھائی کہ واپس ہو جاؤ ورنہ طلاق ہے اس عورت نے قسم کھائی کہ اگر بغیر نماز ہونے واپس جاؤں تو میری سب ملوک آزاد ہیں تو سب لوگ ہٹھک گئے۔ اور کسی نے کچھ کلام نہ کیا اس کے باپ نے امام صاحب سے مسئلہ پوچھا آپ نے اس سے اور اس کی بیوی سے ان کی قسم دہرانے کو کہا پھر حکم دیا کہ نماز پڑھی جائے اس کے بعد اس عورت کو واپس جانے کے لئے فرمایا ابن شرمہ نے کہا کہ عورتیں عاجز ہیں کہ آپ کے ایسا ذی لڑکا جنین آپ کو علم میں کوئی تکلیف نہیں۔

(۵) کسی شخص نے آپ سے پوچھا کہ میں اپنی دیوار میں کھڑکی کھولنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا اچھا کھولو مگر اپنے پڑوسی کے گھر کی طرف مت جھانکو جب اس نے کھڑکی کھولی اس کے پڑوسی نے ابن ابی لیلیٰ کے پاس شکایت

کی انہوں نے منع کیا پھر وہ شخص امام صاحب کے پاس آیا آپ نے فرمایا تم دوا دہ
 کھو لو ابن ابی لیلیٰ نے پھر بھی منع کیا وہ پھر امام صاحب کے پاس آیا آپ نے
 فرمایا تیری دیوار کتنے کی ہے اس نے کہا تین اشرفی کی ہے۔ آپ نے فرمایا
 کہ تو دیوار ڈھا دے تجھے تین اشرفی میں دوں گا وہ شخص اپنی دیوار گرا دینے
 کے ارادہ سے آیا پڑوسی نے پھر ابن ابی لیلیٰ کے پاس شکایت کی فرمایا
 کہ وہ اپنی دیوار ڈھا رہا ہے اور تو مجھے کہتا ہے کہ اس کو منع کروں اس
 کے بعد ما علیہ سے کہا جا دیوار ڈھا دے جو چاہے کہ اس کے پڑوسی
 نے کہا کہ کھڑکی کھولنا اس سے آسان ہے ابن ابی لیلیٰ نے کہا جب وہ
 ایسے شخص کے پاس جاتا ہے جو میری غلطیوں کو ظاہر کرتا ہے تو جب غلطی
 معلوم ہو جاتے تو کیا کیا جاتے۔

(۶) ابن مبارک نے پوچھا کہ کسی شخص کے دو درم ایک دوسرے شخص
 کے ایک درم میں مل گئے پھر اون میں دو گم ہو گئے یہ نہیں معلوم کہ کون سے
 دو گم ہو گئے آپ نے فرمایا جو درم باقی رہ گیا اس میں پلے اس کا ہے جس کے
 دو درم تھے اور پلے اس کا ہے جس کا ایک درم تھا ابن مبارک نے
 کہا کہ میں نے ابن شرمہ سے یہ مسئلہ پوچھا تو انہوں نے کہا کہ یہ سوال آپ
 نے کسی سے دریافت کیا ہے میں نے کہا امام ابو حنیفہ سے یہ سنکرا انہوں
 نے کہا کہ امام ابو حنیفہ نے یہ فرمایا کہ جو درہم باقی رہا ہے وہ دونوں کا ہے
 تین حصے ہو کر میں نے کہا ہاں بولے کہ بندہ خدا نے خطا کی کیونکہ دو درم
 جو گم گئے ایک کے متعلق تو اس بات کا علم یقینی ہے کہ وہ دو والے کا تھا

اور دوسرا دم دونوں کا تو باقی ہی دونوں کے درمیان نصفانصف ہو کر
 رہے گا۔ میں نے اس جواب کو پسند کیا پھر میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ سے ملا جن کی عقل اگر نصف روئے زمین والوں سے تولی جائے تو
 ضرور امام صاحب کی عقل ان سمجھوں کی عقل سے وزنی ہوگی آپ نے
 فرمایا کہ ابن شبرمہ سے تم ملے تھے انہوں نے آپ کو یہ جواب دیا تھا
 کہ یہ تو یقیناً معدوم ہے کہ دو درہموں میں سے ایک دم کم ہو گیا ہے
 اور جو دم کم نہیں ہوا وہی باقی بچا ہے تو وہ دونوں شخصوں میں برابر تقسیم
 ہو گا میں نے کہا کہ ہاں آپ نے فرمایا کہ جب تینوں دم مل گئے تو ہر ایک
 میں ان دونوں کی شرکت اٹا نا ہو گئی تو ایک دم والے کے لئے ہر دم
 میں ایک حصہ تہائی اور دو دم والے کے لئے ہر دم میں دو تہائی حصہ ہوا
 تو جو دم گئے گا موافق حصہ شرکت ہر ایک کا حصہ گئے گا اس لئے باقی
 میں ایک حصہ اور دو حصہ رہے گا۔

(تعلیل) امام صاحب نے جو فرمایا یہ ظاہر ہے اس شخص کے
 نزدیک جو اس بات کو مانتا ہے کہ دم تیز کے ساتھ اختلاف میں شرکت
 علی الشیوع (مال مشترک) کی تقسیم واجب ہے اور ابن شبرمہ نے
 جو کچھ کہا اس کی وجہ اس شخص کے نزدیک ہے جو شرکت نہیں مانتا
 اس کی وجہ یہ ہے کہ دو درہموں میں سے ایک جو کم ہو گیا یقینی دو دم والے
 کا ہے اب دونوں کا ایک ایک دم رہ گیا اور موجود ایک دم ہے
 جس میں احتمال ہے کہ اس کا ہو یا اس کا اور کسی کے لئے مرجح

نہیں اس لئے وہ باقی دم نصف نصف تقسیم کیا جائے گا۔

(۱۷) امام صاحب کے پڑوس میں ایک جوان رہتا تھا آپ کی مجلس میں حاضر ہوا اور ایسی قوم کے یہاں شادی کے بارے میں مشورہ چاہا جس کی فرمائشیں اس کی طاقت سے باہر تھیں آپ نے استخارہ کے بعد اس کو شادی کے لئے رائے دی اس شخص نے شادی کر لی۔ اس کے بعد لڑکی والوں نے بے اول لئے کل مہر رخصت کرنے سے انکار کیا آپ نے فرمایا ایک ترکیب کر کسی سے قرض لیکر اپنی بی بی کے پاس جائے منجملہ اور قرض دینے والوں کے آپ نے بھی اس کو قرض دیا جب ہم بہتر ہو چکا تو امام صاحب نے اس شخص سے فرمایا کیوں نہیں اپنے سسرال والوں سے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہم اپنی اہلیہ کو لیکر ایک دور دراز جگہ جانا چاہتے ہیں اس نے ایسا ہی کیا یہ عورت والوں کو بہت ناگوار ہوا وہ لوگ امام صاحب کے پاس حاضر ہوئے اور اس شخص کی شکایت کی اور اس بکر میں فتویٰ چاہا آپ نے فتویٰ دیا کہ شوہر کو اختیار ہے کہ جہاں چاہے اپنی بی بی کو لے جائے ان لوگوں نے کہا یہ ہم سے نہیں ہو سکتا۔ کہ اس لڑکی کو چھوڑ دیں کہ اس شخص کے ساتھ باہر جائے آپ نے فرمایا تو جو کچھ تم نے ان سے لیا ہے اس کو واپس کر کے اس شخص کو راضی کر دو وہ لوگ اس پر راضی ہوئے امام صاحب نے اس شخص کو کہا کہ وہ لوگ اس بات پر راضی ہیں کہ جو کچھ مہر لیا ہے وہ واپس کر دیں اور باقی تجھے معاف کر دیں اس نے کہا کہ میں اس سے زیادہ چاہتا ہوں تب آپ

نے اس شخص سے فرمایا تجھے یہ پسند ہے یا یہ کہ کسی شخص کے دین کا اتنا کر
 کرے کہ تا اداکاری سفر نامہ ممکن ہو اس نے عرض کی خدا کے واسطے اس کا
 ذکر بھی نہ کیجئے ورنہ وہ لوگ سُن پائیں گے تو مجھے کچھ بھی نہیں گے
 (۸) آپ کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اور کہا میرا بھائی
 مر گیا اور چھ سو دینار ترکہ چھوڑا ہے مجھے اس میں سے صرف ایک دینار
 ملا ہے آپ نے فرمایا تمہارا محصول کو کس نے تقسیم کیا عرض کی داؤد طائی
 رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ نے فرمایا بے شک تیرا ایک ہی دینار ہے
 تیرے بھائی نے دو لڑکیاں ماں بی بی ۱۲ بھائی ایک بہن کو چھوڑا ہے۔
 اس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا تو اسی طرح مسئلہ ہو گا۔

رٹلیش یعنی ۱۰۰ سو دینار دونوں لڑکیوں کا ہے سو دینار ماں کا تین
 بچہ دینار بی بی کا باقی پچیس میں دو دو بارہ بھائیوں کے اور ایک بہن کا
 (۹) ایک دن آپ قاضی ابن ابی لیلیٰ کی مجلس قضا میں تشریف لے
 گئے قاضی صاحب نے متخاممین کو آنے کے لئے فرمایا کہ اپنا فیصلہ امام
 صاحب کو دکھائیں ایک شخص کھڑا ہوا اور دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اس نے
 مجھے یا ابن الزائینہ کہا ہے قاضی صاحب نے مدعا علیہ سے فرمایا تم کیا جواب
 رکھتے ہو امام صاحب نے فرمایا آپ اس شخص کے مقابلہ میں کیا پوچھتے
 ہیں یہ تصدی ہونے کا حق دار نہیں مدعیہ اس کی ماں کو ہونا چاہئے تو کیا
 اس کی جانب سے اس کی وکالت ثابت ہے قاضی صاحب نے فرمایا
 نہیں امام صاحب نے فرمایا تو اس سے پوچھیے کہ اس کی ماں زندہ ہے

یا مردہ ہے انہوں نے پوچھا اس نے کہا کہ مردہ ہے کہا گواہ لاؤ اس نے اس کی موت پر گواہ قائم کئے قاضی صاحب نے پوچھا امام صاحب نے فرمایا کہ مدعی سے پوچھئے کہ اس کی ماں کا اور کوئی بھی واسطہ ہے یا نہیں قاضی صاحب نے پوچھا اس نے کہا نہیں امام صاحب نے فرمایا اسے گواہی سے ثابت کرو اس نے گواہوں سے ثابت کیا پھر قاضی صاحب نے مدعا علیہ سے دریافت فرمایا امام صاحب نے فرمایا کہ مدعی سے دریافت کیجئے کہ ماں اس کی حرم ہے یا باندی اس نے کہا حرم ہے آپ نے فرمایا ثابت کرو اس نے ثابت کیا۔ پھر قاضی صاحب نے مدعا علیہ سے پوچھا آپ نے فرمایا کہ مدعی سے پوچھئے کہ اس کی ماں مسلمان ہے یا ذمیہ کہا مسلمان ہے فرمایا گواہ لاؤ اس نے گواہوں سے ثابت کیا۔ امام صاحب نے فرمایا اب مدعا علیہ سے دریافت کیجئے۔

(۱۰) جب قادمہ کو فرمیں تشریف لائے فرمایا کہ مجھ سے جو کوئی مسئلہ حرام و حلال کا دریافت کرے گا اس کا جواب دوں گا امام صاحب نے پچھوایا کیا فرماتے ہیں اس شخص کے بارے میں جو اپنی بی بی سے غائب ہو گیا اور کئی سال تک غائب رہا یہاں تک کہ اس کے مرنے کی خبر آئی اس کے مرنے کو منٹوں جان کر دوسری شادی کر لی جس سے اولاد بھی پیدا ہوئی پہلے شوہر نے اس لڑکے سے انکار کیا اور دوسرے نے دعویٰ کیا تو کیا دونوں نے اسے تہمت زنا کی لگائی یا صرف انکار کرنے والے نے امام صاحب نے فرمایا اگر اس کا جواب رائے سے دیں گے

تو خطا کریں گے اور اگر حدیث سے دیں گے تو غلط کہیں گے فتاویٰ نے کہا
 ایسا واقع ہوا لوگوں نے کہا نہیں فرمایا جو بات ابھی ہوئی نہیں اس کے
 متعلق کیوں پوچھتے ہو امام صاحب نے فرمایا علماء کو بلا رکے لئے مستعد
 ہو جانا چاہیئے اور اس کے اترنے کے قبل اس سے بچنا چاہیئے
 تاکہ اس میں پڑنے اور اس سے نکلنے کو جان لیں فتاویٰ نے کہا
 اس کو چھوڑو اور تفسیر کے متعلق دریافت کرو۔ امام صاحب نے فرمایا
 الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ سے کون شخص مراد ہے
 فتاویٰ نے فرمایا آصف بن برخیا کا تب حضرت سلیمان علی بنیاد علیہ الصلوٰۃ
 والسلام اس کو اسم اعظم معلوم تھا امام صاحب نے فرمایا حضرت سلیمان
 علیہ السلام بھی اسم اعظم جانتے تھے یا نہیں انہوں نے کہا نہیں امام صاحب
 نے فرمایا کیا ہو سکتا ہے کہ کسی نبی کے زمانہ میں کوئی شخص ایسا ہو جو اس
 سے اعلم ہو فتاویٰ نے کہا نہیں ہو سکتا پھر فرمایا بخدا میں تم لوگوں سے
 تفسیر بیان نہیں کروں گا۔ مجھ سے مختلف فیہ مسائل دریافت کرو۔ امام صاحب
 نے فرمایا کیا آپ مومن ہیں فتاویٰ نے کہا میں اُمید کرتا ہوں امام صاحب
 رحمۃ اللہ تعالیٰ بخیر فرمایا کیوں کہا بوجہ قول باری تعالیٰ وَالَّذِي أُطْعِمَ
 اَنْ يَغْفِرَ لِيْ خَطِيئَتِيْ يَوْمَ الدِّينِ امام صاحب نے فرمایا تو کیوں نہیں
 کہا جس طرح سیدنا ابراہیم علی نبیاء وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے عرض
 کی جبکہ باری تعالیٰ نے فرمایا اَوْ لَسْمُ تَوٰمِنٍ کیا تو ایمان نہیں لایا عرض
 کی ہاں وَلٰكِنْ لِّيُطَهِّرَنَّ قَلْبِيْ اَمْ لِيْكَ تَاكِمٌ مِّنْ مَّطْمَنٍ ہو

جائے قتادہ غصہ ہو کر کھڑے ہو گئے بعد قسم کھائی کہ ان سے کوئی
حدیث بیان نہ کریں گے۔

(۱۱) کسی شخص نے اپنی مجوزہ عہدت کو کچھ کہا اس نے کہا یا ابن ابی لایتی
قاضی ابن ابی لیلا کے یہاں اس کی شکایت ہوئی انہوں نے اسے مسجد
میں کھڑی کر کے اسے دو حد لگائے۔ امام صاحب کو جب معلوم ہوا
فرمایا کہ قاضی صاحب نے چھ غلطیاں کیں (۱) مجوزہ پر حد قائم کی۔
(۲) مسجد میں حد لگائی (۳) عورت کو کھڑی کر کے حد لگائی حالانکہ
عورتوں پر حد بٹھکر ہے (۴) قذف ایک کلمہ کے ساتھ تھا و حد کی کوئی
وجہ نہ تھی۔ اس لئے کہ ساری قوم کو ایک کلمہ کے ساتھ کوئی قذف کرے
جب بھی ایک ہی حد ہوتی ہے (۵) اس عورت پر حد قائم کی حالانکہ
اس کا حق اس شخص کے ماں باپ کو تھا اور وہ فائز تھے (۶)
دوسری حد اس وقت لگائی کہ پہلی سے وہ صحت یاب بھی نہ ہوئی تھی
جب یہ خبر قاضی ابن ابی لیلا کو پہنچی قاضی صاحب نے امیر المومنین
سے آپ کی شکایت کی امیر المومنین نے آپ کو فتویٰ دینے سے منع
کیا پھر کچھ مسئلے عیسیٰ بن موسیٰ کے آئے امام صاحب سے ان سے
سوال ہوا آپ نے ایسے جوابات دیئے جنہیں عیسیٰ بن موسیٰ نے پسند
کیا پس انہوں نے اجازت دی تو آپ اس کی مجلس میں بیٹھے۔
(۱۲) ضحاک نے کہا کہ آپ حکموں کے تجویز کرنے سے توبہ کیجئے امام
صاحب نے فرمایا آپ مجھ سے مناظرہ کرتے ہیں ضحاک نے کہا ہاں امام

نے فرمایا کہ اگر ہم لوگ کسی بات میں مختلف ہوں تو کون منصف ہوگا۔
 ضحاک نے کہا جسے آپ چاہئے کیجئے آپ نے بعض تلامذہ ضحاک سے
 فرمایا کہ تم ہم دونوں کے درمیان حکم بتا پھر ضحاک سے فرمایا کیا ان کا حکم
 ہوتا آپ پسند کرتے ہیں اس نے کہا ہاں۔ امام صاحب نے فرمایا کہ آپ
 نے بھی تجویز حکم کر لیا ضحاک (یہ مسکت الزام سنکر) خاموش ہو رہا۔

(۱۳) عطار بن ابی رباح نے آپ سے اس آیہ کریمہ کے متعلق دریافت
 فرمایا۔ **وَآتَيْنَا لَهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُ مَعَهُمْ** آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ
 نے ایوب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر ان کے اہل اور اہل عطر
 کے مثل کو رد کیا عطار نے کہا کیا رد کرتا ہے اللہ تعالیٰ بنی پر ایسے لوگوں
 کو جو ان کے صلب سے ہیں۔ امام صاحب نے فرمایا آپ نے اس
 بارے میں کیا سنا اللہ تعالیٰ آپ کو عافیت عطا فرمائے کہا رد کیا
 اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام پر ان کے اہل اور ولد صلیبی کو اور مثل
 اجر ولد کو آپ نے فرمایا یہ تر ہے۔

(تسلیم) اس بات سے کوئی مانع نہیں کہ یہ مراد ہو کہ اللہ تعالیٰ
 نے ان کی اولاد کی تعداد عطا کی ہو اور اسی عدد کے مثل اس بی بی سے
 اولاد دی ہو جس کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **وَأَخْذُ بَدَلٍ**
ضَعُفًا فَضْرِبْ بِهِ وَلَا تَحْنُثْ اور یہ مطلب آیت کا ظاہر ہو
 جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔

(۱۴) ایک شخص نے آپ کو چھاکہ میں نے قسم کھائی ہے کہ میں اپنی

بی بی سے کلام نہ کروں گا یہاں تک کہ وہ مجھ سے کلام کرے اور اس نے
 بھی قسم کھائی ہے کہ وہ مجھ سے بات نہ کرے گی یہاں تک کہ میں اس
 سے بات کروں۔ امام صاحب نے فرمایا کہ تم دونوں سے کوئی عانت
 نہیں۔ سفیان ثوری نے سنا تو غصہ ہونے پہنچے اور کہا آپ فروج
 کو حلال کہتے ہیں یہ مسئلہ کہاں سے بتایا آپ نے فرمایا کہ اس کے
 قسم کھانے کے بعد جب عورت نے کلام کیا تو اس کی قسم تمام ہو گئی تو
 پھر جب اس شخص نے اس عورت سے کلام کیا تو نہ مرد پر حنت ہے
 نہ عورت پر اس لئے کہ اس عورت نے اس سے کلام کیا اور اس
 شخص نے اس عورت سے بعد قسم کے کلام کیا تو حنت دونوں سے
 ساقط ہے۔ سفیان نے کہا آپ کے لئے ایسے علوم کھولے جلتے
 ہیں جن سے ہم سب فاقل ہیں۔

(۱۵) ابن مبارک نے آپ سے اس شخص کے بارے میں سوال
 کیا کہ ہنٹیا پکار رہا تھا کہ ایک پرندہ گر کر مر گیا آپ نے اپنے شاگردوں سے
 پوچھا کہ تم لوگوں کے خیال میں اس کا کیا جواب ہے لوگوں نے کہا
 عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث سے جواب دیا کہ شور با بھا دیں اور
 گوشت کو دھو کر مصروف میں لائیں آپ نے فرمایا یہ تو اس وقت میں
 ہے جبے سکون کے وقت پرندہ گرا ہوا اور اگر جوش کے وقت گرا ہو تو
 گوشت بھی پھینک دیا جائے گا۔ ابن مبارک نے پوچھا کیوں فرمایا اس
 لئے کہ اس وقت اس کے اندر تک نجاست پہنچ جانے کی بجلاف پہلی

صودت کے کہ اس میں صرف ظاہر تک پہنچے گی۔ ابن مبارک کو یہ جواب
 بہت پسند آیا۔
 (۱۶) ایک شخص مال و فن کر کے بھول گیا آپ کی خدمت میں حاضر
 ہوا آپ نے فرمایا کہ بھائی یہ کوئی فقہی مسئلہ تو ہے نہیں کہ میں بیان
 کروں۔ ہاں تم جاؤ اور آج صبح تک نماز پڑھتے رہو۔ تمہیں یاد آجائے
 گا اس شخص نے نماز پڑھنا شروع کیا چوتھائی رات بھی نہ گندی تھی کہ
 یاد آگیا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور واقعہ بیان کیا فرمایا مجھے معلوم
 تھا کہ تیرا شیطان تجھے رات بھر نماز پڑھنے کو نہ دے گا تبہ پہا فسون ہے
 کہ اس کے شکریہ میں رات بھر تو نے نماز کیوں نہ پڑھی۔
 (۱۷) ایک امانت رکھنے والے نے اپنے دیر کی شکایت کی کہ وہ
 امانت سے مکر گیا اور سخت قسم کھائی کہ میں نے امانت نہیں رکھی ہے۔
 آپ نے فرمایا اس کے انکار کی کسی کو خبر مت کر اس کے بعد آپ نے
 اس شخص کو بلوایا بجا وہ آیا جب تنہائی ہوئی آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں
 نے بھیجے مشورہ چاہتے ہیں ایسے شخص کے بارے میں جو قاضی بنانے
 کے قابل ہو تو کیا تم اسے پسند کرتے ہو وہ شخص کچھ رکا آپ نے اس کو
 رغبت دلائی اس کے بعد امانت رکھنے والے سے کہا کہ اب جاؤ
 اور اس سے کہو کہ میرا گمان یہ ہے کہ شاید تم بھول گئے میں نے تمہیں
 فلاں چیز اس نشانی کی امانت رکھنے کو دی تھی اس نے ایسا ہی جا کر
 کہا اس شخص نے اس کی امانت واپس کر دی اور اہم صاحب کے

پاس حاضر ہوا اور خواہش کی کہ مجھے قاضی بنوادیجئے آپ نے فرمایا کہ میں
تیرے رتبہ کو زیادہ بڑھاؤں گا اور ابھی نامزد نہ کروں گا یہاں تک کہ جو
اس سے بزرگ بنے وہ آئے۔

(۱۸) ایک شخص کے یہاں چور گھس آئے اور سب کپڑے اس کے
لے لئے اور اس سے طلاق غلیظ کی قسم لے لی کہ کسی کو اس کی خبر نہ
دے گا اس شخص نے قسم کھالی جب صبح ہوئی تو دیکھا کہ اس کا کپڑا بازار
میں بک رہا ہے مگر وہ بول نہیں سکتا اس نے امام صاحب سے مسئلہ
پوچھا۔ فرمایا اپنے قبیلہ کے اکابر کو میرے پاس بلاؤ آپ نے ان لوگوں
سے فرمایا کہ وہ سب کے سب ایک جگہ جمع ہوں اور ایک ایک کر کے
نکلیں اور اس سے پوچھا جائے کہ یہ تیرا چور ہے اگر نہ ہو تو کہہ دے
نہیں اور اگر ہو تو چپ رہے لوگوں نے ایسا ہی کیا اس سے چور معلوم ہو گیا
اس نے تمام اموال مسروقہ واپس کر دیا اور اس کا قسم بھی نہ ٹوٹا۔ اسی لئے
کہ اس نے کسی کو خبر نہ دی۔

(۱۹) کسی نے پوچھا کہ اقامت کے وقت مؤذن لوگ تنہا کتے ہیں
کیا شریعت میں اس کی کوئی اصل ہے فرمایا وہ اس بات کی خبر دیتے ہیں
کہ وہ بکبیر کہنا چاہتے ہیں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں میں شب کو بھی حاضر
ہوتا تو جب کبھی نماز پڑھنے کی حالت میں میں حاضر ہوتا تو آپ تنہا کتے
مجھے خبر دیتے۔

(۲۰) ایک شخص نے ایک عورت سے پوچھا کہ طود پرنکاح کیا جب اس کا لڑکا پیدا ہوا تب وہ شخص مکر گیا۔ اس عورت نے قاضی ابن ابی لیلیٰ کے پاس دعویٰ دائر کیا قاضی صاحب نے فرمایا کہ نکاح کا گواہ عورت نے کہا کہ اس شخص نے مجھ سے اس طرح نکاح کیا کہ اللہ تعالیٰ دلی ہے اور دونوں فرشتے گواہ ہیں قاضی صاحب نے دعویٰ خارج کر دیا وہ عورت امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئی اور واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ قاضی صاحب کے یہاں جا اور کہہ کہ مدعا علیہ کو بولیتے ہو میں گواہ لاتی ہوں جب وہ اس کو بلا میں تو کہہ کہ ولی اور شاہدین کے ساتھ کفر کیا اس شخص سے یہ نہ ہو سکا اور نکاح کا اقرار کیا۔ مہر اس کے ذمہ لازم کیا لڑکا اس شخص کو دلایا۔

(تعلیم) اس مسئلہ سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ ولی اور گواہ دونوں میں سے کوئی نہ تھے اس لئے کہ اس صورت میں تو نکاح بالاجماع باطل ہوگا بلکہ ظاہر یہ ہے کہ یہ نکاح پوشیدہ طور پر و مجہول گواہوں کے سامنے ہوا تو جب وہ عورت اس کو ثابت نہ کر سکی تب اس نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کی ولایت اور فرشتوں کی گواہی کے ساتھ ہوا۔ اس لئے امام صاحب نے اسے وہ بات سکھائی جس کی وجہ سے اگر عورت سچی ہے تو اس شخص کو مجبوراً نکاح کا اقرار کرنا پڑے اور امام صاحب اللہ تعالیٰ سے ڈرانے والے تھے اور واقعہ وہی تھا جو آپ کو الہام ہوا۔

(۲۱) امام صاحب نے ابن بثرہ سے چاہا کہ انکی وصیت ثابت رکھیں

ابن شبرمہ نے بتایا کہ ان کا قبول کیا پھر فرمایا کہ اس بات پر قسم کھا کر آپ کے گواہوں نے سچی گواہی دی۔ آپ نے فرمایا مجھ پر نہیں میں موجود نہ تھا ابن شبرمہ نے کہا آپ کی رائے خطا اور غلط ہو میں امام صاحب نے فرمایا کہ آپ اس نابینا کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جس کے سر کو کسی شخص نے زخمی کر دیا اور دو گواہوں نے اس کے متعلق گواہی دی کہ فلاں شخص نے زخمی کیا ہے کیا اس شخص کو اس بات پر قسم کھانی چاہیے کہ گواہوں نے سچی گواہی دی حالانکہ اس شخص نے دیکھا نہیں تھا قاضی صاحب بند ہو گئے اور ان کے لئے وصیت کے ساتھ حکم دیا۔

(۲۲) یحییٰ بن سعید قاضی کو فہ نے امام صاحب کی رائے پر اجتماع اہل کوفہ کا انکار کیا آپ نے اپنے شاگردوں کو کہ ادن میں امام زفراد امام ابو یوسف بھی تھے ان سے مناظرہ کے لئے بھیجا انہوں نے پوچھا آپ اس غلام کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جس کے دو مالک تھے ایک نے آزاد کر دیا قاضی صاحب نے فرمایا کہ یہ جائز نہیں کیونکہ اس میں شریک کا نقصان ہے اور یہ ممنوع ہے کہا تو اگر دوسرے شریک نے بھی آزاد کر دیا کہا جائز ہو گیا۔ بولے کہ آپ نے متناقض باتیں فرمائیں اس لئے کہ اگر پہلے کا آزاد کرنا لغو تھا تو دوسرے شریک نے ایسے وقت آزاد کیا کہ وہ غلام ہے تو یہ بھی نافذ نہ ہوا۔ قاضی صاحب خاموش ہو رہے اور بند ہو گئے۔

(۲۳) لیث بن سعد نے کہا کہ میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکرنا

کرنا تھا اور مشتاق ملاقات تھا ایک سال میں ہمارے معطلہ میں تھا دیکھا کہ ایک شخص کے گرد لوگ جمع ہیں میں نے ایک شخص کو سنا کہ اس نے پکارا اے ام ابو حنیفہ تب میں نے جانا کہ یہ وہی شخص ہیں ایک شخص نے آپ سے مسئلہ پوچھا کہ میں بہت بڑا مالدار ہوں میرا ایک رطل کا ہے میں بہت کچھ روپیہ مروت کر کے اس کی شادی کر دیتا ہوں مگر وہ طلاق دے دیتا ہے میرا مال مفت میں ضائع ہو جاتا ہے تو کیا اس کی کوئی ترکیب آپ نے فرمایا کہ اس کو لونڈیوں کے بازار میں لے جاؤ اور جسے وہ پسند کرے اسے خرید لو پھر اس کی شادی اس لونڈی سے کر دو۔ تو اگر طلاق بھی دے گا وہ تمہاری لونڈی ہو کر رہے گی وہ اگر آزاد کرے گا اس کا حق نافذ نہ ہو گا اس لئے کہ وہ تمہاری مملوک ہے لیت بن سعد نے کہا کہ بخدا مجھے ان کا جواب اس قدر تعجب خیز نہ ہوا جس قدر ایسے مشکل مسئلے کا فوراً جواب دینا پسند آیا۔

(۲۴) ایک شخص نے اپنی بی بی کے طلاق میں شک کیا اس نے شریک سے مسئلہ پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ طلاق دیدے پھر رجعت کرے ثوری سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ کہہ اگر میں نے تجھے طلاق دی ہے تو میں نے رجعت کی ادھام زفر نے فرمایا کہ جب تک تجھے طلاق کا یقین نہ ہو وہ تیری بی بی ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا آپ نے فرمایا سفیان ثوری نے مطابق ورع جواب دیا اور زفر نے مطابق فقہ خالص اور شریک کی مثال ایسی ہے جیسے کسی سے

تسکے مجھے معلوم نہیں کہ میرے کپڑے پر پیشاب پڑا ہے یا نہیں وہ
کہے کہ اپنے کپڑے پر پیشاب کر لے پھر دھو ڈال۔

(تعلیم) ان اماموں کو اصل مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں اس
لئے کہ اس بات پر اجماع ہے کہ جو شخص اپنی بی بی کی طلاق میں شک
کرے اس پر کچھ لازم نہیں ان ائمہ کا اختلاف اس بات میں ہے کہ
اپنی امد بہتر کیا ہے تو شریک نے کہا کہ طلاق واقع کر دے اس لئے
کہ شک کے ساتھ رجعت ضروری نہیں اور رجعت معلق کے بارے
میں اختلاف ہے اور ثوری کے نزدیک رجعت معلق جائز ہے اور
اس میں جو اختلاف ہے اس کا خیال نہ فرمایا اور امام زفر نے اس
سے اعراض کیا اور اصل حکم یعنی عدم وقوع طلاق کو بیان کیا۔

(۲۵) ربیع دربان منصور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مخالف تھے
ایک دن چاہا کہ بادشاہ کے سامنے آپ پر طعن کرے منصور سے کہا
کہ یہ آپ کے دادا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اس
مسئلہ میں مخالفت کرتے ہیں کہ استنفا کے لئے اتصال ضروری نہیں
آپ نے فرمایا امیر المومنین! ربیع کا یہ خیال ہے کہ آپ کی بیعت
مشکریوں پر درست نہیں اس لئے کہ وہ یہاں قسم کھا کر جب گھوڑیں
کے استنفا کریں گے بیعت باطل ہو جائے گی منصور پہنچے اور بولے
کہ اے ربیع امام ابو حنیفہ سے تعرض نہ کر جب آپ دربار سے باہر گئے
ربیع نے کہا کہ آپ نے میرے قتل کا ارادہ کیا تھا فرمایا نہیں لیکن تم

نے مجھے قتل کرانا چاہا تھا مگر میں نے تجھے بھی خلاصی دی اور اپنے آپ کو بھی خلاص کیا۔

(۲۶) آپ کے بعض دشمنوں نے کہا کہ آج منصور کے پاس آپ کو قتل کریں گے پھر منصور کے سامنے امام صاحب سے پوچھا کہ اے ابو حنیفہ ایک شخص ہم میں سے ان کو امیر المومنین کہتا ہے یہ اس کی گردن مار کے کا حکم دیتے ہیں میں نہیں جانتا ہوں اس کا کیا سبب ہے کیا ان کو یہ جائز ہے آپ نے فرمایا کہ امیر المومنین حق حکم دیتے ہیں یا باطل اس نے کہا حق آپ نے فرمایا کہ حق کو نافذ کرو جہاں ہو اور اس کی وجہ کی دریافت فضول ہے پھر امام صاحب نے فرمایا کہ اس شخص نے چاہا تھا کہ مجھے باندھ لے مگر میں نے اس کو جکڑ ڈالا۔

(۲۷) آپ کے پڑوسی کا مورچوری ہو گیا اس نے آپ کے پاس شکایت کی آپ نے فرمایا چپ رہ۔ پھر مسجد میں تشریف لائے جب سب لوگ جمع ہو گئے آپ نے فرمایا کیا نہیں شرعاً وہ شخص کہ اپنے پڑوسی کا مورچہ مارتا ہے پھر آکر نماز پڑھتا ہے حالانکہ اس کے پر کا اثر اس کے سر پہ پوتا ہے پس ایک شخص نے اپنا سر پونچھا آپ نے فرمایا اے شخص تو مورچہ پس کر دے اس نے مورچہ پس کر دیا۔

(۲۸) حضرت عائشہ محدث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا سے ان کی تیز مزاجی کی وجہ سے لوگ پریشان تھے۔ ایک مرتبہ یہ واقعہ ان کو پیش آیا کہ انہوں نے اپنی بی بی کی طلاق کی قسم کھائی کہ اگر آپ کی بی بی آپ کو

ہٹنے کے ختم ہو جانے کی خبر ملے یا رکھنے کے برابر یا پیغام بھیجے یا دیگر
 شخص سے اس عرض سے ذکر کرے کہ وہ شخص آپ سے اس کا تذکرہ
 کرے یا اس کے ہاتھ میں بخارہ کرے تو اس کو طلاق ہے اس
 معاملہ میں ناپ کی بی بی میجر بیوٹش نے کسی نے ان سے کہا کہ ام ابیہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت مبارک میں حاضر ہو کر عرض کیجئے تب وہ
 بی بی علیہا الرحمۃ حضرت ام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حضور میں
 حاضر ہوئیں اور اس واقعہ کو عرض کیا ام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 نے فرمایا کہ جب آٹے کا چرمی تھیلا خالی ہو جائے تو اس چرمی تھیلے
 کو انکی نیند کی حالت میں ان کے کپڑوں سے باندھ دیکھئے گا جب
 بیدار ہوں گے اس کو دیکھیں گے اور آٹے کا ختم ہونا ان کو معلوم
 ہو جائے گا انہوں نے ایسا ہی کیا تو حضرت امش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 آٹے کے ختم ہونے کو سمجھ گئے اور کہنے لگے کہ خدا کی قسم یہ ام ابیہ
 رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حیلوں میں سے ہے آپ زندہ ہیں تو ہم کیسے
 فلاح پائیں گے۔ آپ تو ہم کو ہماری عورتوں کے سامنے رسوا کرتے ہیں
 کہ ان کو ہمارا عاجز ہونا اور ہماری سمجھ کا ضعف دکھاتے ہیں۔
 (۲۹) ایک شخص نے قسم کھائی کہ اپنی بی بی سے رمضان شریف
 کے دن میں ہم بستر ہوگا۔ لوگوں کو اس کے خلاصی میں سخت تردد ہوا
 ام صاحب نے فرمایا یہ تو آسان ہے رمضان شریف میں اپنی بی بی
 کو لیکر سفر کرے پھر اس سے ہم صحبت ہو۔

(۳۰) ایک شخص نے امام صاحب کے زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا مجھے مہلت دو کہ میں نشانی لاؤں آپ نے فرمایا جو شخص اس سے نشانی طلب کرے گا کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ نشانی مانگنا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کا اپنی بے حدی کی تکذیب ہے۔

(۳۱) آپ نے اپنی بی بی حضرت حماد کی والدہ پر دوسری شادی کی انہوں نے کہا کہ آپ اپنی نئی بی بی کو تین طلاق دیجئے ورنہ میں آپ کے پاس نہیں رہوں گی۔ آپ نے حیلہ کیا اور جدیدہ سے کہا کہ ام حاد کے سامنے میرے یہاں آؤ اور مجھ سے پوچھو کہ کیا کسی عورت کو جائز ہے کہ اپنے شوہر سے مہاجرت کرے وہ گیس اور انہوں نے یہ مسئلہ دیکھا کیا ام حاد نے کہا کہ آپ کو اپنی نئی بی بی کو طلاق دینا ضرور ہے آپ نے فرمایا کہ جو میری بی بی اس گھر سے باہر ہو اس کو تین طلاق ام حاد راضی ہو گئیں اور جدیدہ کو طلاق بھی نہ پڑی۔

(۳۲) آپ سے کسی رافضی نے پوچھا کہ سب لوگوں سے زیادہ قوی کون ہے فرمایا ہمارے نزدیک تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ انہوں نے جان لیا کہ خلافت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حق ہے تو اس کو ان کے سپرد کر دیا اور تم لوگوں کے نزدیک سب سے زیادہ قوی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جنہوں نے بقول تمہارے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خلافت کو جبراً چھین لیا اور حضرت علی کریم اللہ تعالیٰ وجہہ ان سے لے نہ سکے۔ وہ رافضی

منتحر ہو گیا۔

(۳۳) کسی شخص نے آپ سے پوچھا کہ ایک شخص نے کہا اگر جنابت سے غسل کروں تو تین طلاق بھر کہا اگر آج کے دن کوئی نماز چھوڑ دے تو تین طلاق بھر کہا اگر آج بی بی سے ہم صحبت نہ ہوں تو تین طلاق۔ وہ شخص کیا کرے اور اس کی خلاصی کی کیا صورت ہے آپ نے فرمایا وہ شخص عصر کی نماز پڑھ کر اپنی بی بی سے ہم بستر ہو آفتاب ڈوبے پر غسل کرے اور مغرب و عشاء کی نماز ادا کرے اس لئے کہ آج کے دن کی سے پانچ وقت کی نماز مراد ہے۔

(۳۴) کسی شخص نے آپ سے پوچھا کہ

۱۱ ایک شخص کی بی بی سیڑھی پر بستی اس نے کہا کہ اگر تو چڑھے تو تجھے طلاق ہے اور اگر تو اتارے تو تجھے طلاق ہے اب وہ شخص کیا کرے۔ آپ نے فرمایا وہ سیڑھی پر چڑھی ہوئی ہو اور سیڑھی اتار لی جائے یا بغیر اس کے ارادہ کے کوئی شخص اسے اٹھا کر زمین پر رکھ دے۔

(۳۵) ایک شخص کی بی بی کے ہاتھ میں پانی کا پیالہ تھا اس نے کہا کہ تو اگر اسے پیئے یا بہائے یا رکھے یا کسی شخص کو دے تو تجھے طلاق ہے اس صورت میں عورت کیا کرے تاکہ طلاق نہ پڑے اہم صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اس میں کوئی کپڑا ڈال کر پانی کو سکھا دے۔

(۳۵) ایک شخص نے قسم کھائی کہ اندھانہ کھائیں گے پھر قسم کھائی

کہ فلاں شخص کے آستیں میں جو چیز ہنہ وہ ضرور کھائیں گے دیکھا گیا
 تو وہ انڈا ہی تھا فرمایا کسی مرغی کے تپچے رکھ دے جب بچہ ہو جائے
 تو بھون کر کھالے یا پکا کر مع شوربا کے سب کو کھالے۔
 (منشیہ) ہمارے نزدیک جیلہ بیہنے کہ اس کو علوے میں ڈال
 دے پس قسم پوری ہو جائے گی۔ اس لئے کہ اس نے آستیں
 کی چیز کو کھالیا۔ اور یہ نہیں صادق آتا ہے کہ اس نے بیضہ کھایا اس
 لئے کہ وہ مستہلک ہو گیا۔

(۳۶) ایک عورت توام دولڑکا جنی جس کی پیٹھ ایک ہی تھی ایک
 ان میں سے مر گیا علمائے کوفہ نے فتویٰ دیا کہ دونوں دفن کئے جائیں
 گے امام صاحب نے فرمایا کہ صرف مردہ لڑکا دفن کیا جائے اور مٹی کے
 ذریعے جوڑ توڑا جائے لوگوں نے ایسا ہی کیا جس سے زندہ جدا ہو گیا
 اور زندہ رہا اور وہ لڑکا مولیٰ ابو حنیفہ کے نام سے مشہور ہوا۔

(۳۷) امام صاحب مدینہ طیبہ میں حضرت محمد بن حسن بن علی رضی اللہ
 تعالیٰ عنہم کے پاس تشریف لے گئے انہوں نے فرمایا آپ میرے
 جدِ امجد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احادیث کی قیاس سے مخالفت
 کرتے ہیں آپ نے فرمایا معاذ اللہ حضور تشریف رکھیں اس لئے کہ
 آپ کے لئے عظمت ہے جس طرح آپ کے جدِ کریم علیہ افضل الصلوٰۃ
 والتسلیم کے لئے عظمت ہے حضرت محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف
 فرما ہوئے امام صاحب ان کے سامنے گھٹنوں کے بل کھڑے ہوئے

اور پوچھا مرد ضعیف ہے یا عورت انہوں نے فرمایا عورت۔ آپ نے پوچھا عورت کا حصہ کس قدر ہے فرمایا مرد کے حصہ کا آدھا۔ امام صاحب نے فرمایا اگر میں قیاس سے کہتا تو اس کے برعکس حکم دیتا پھر پوچھا نماز افضل ہے یا روزہ انہوں نے فرمایا نماز آپ نے کہا اگر میں قیاس سے حکم کرتا تو حائض کو نماز کے قضا کا حکم دیتا نہ روزے کے قضا کا۔ پھر پوچھا پیشاب خمس ہے یا منی انہوں نے فرمایا پیشاب۔ آپ نے فرمایا اگر میں قیاس کو مقدم رکھتا تو پیشاب سے وجوب غسل کا حکم دیتا نہ منی سے۔

(۳۸) ایک مسافر اپنی نہایت ہی خوبصورت بی بی کو لے کر کوہ پہنچا اس عورت پر ایک کوئی عاشق ہو گیا اور دعویٰ کیا کہ یہ میری بی بی ہے اور بی بی بھی اپنے شوہر سے رکی اس کا شوہر اس بات سے عاجز ہوا کہ اپنا نکاح اس عورت کے ساتھ ثابت کرے یہ مسئلہ امام صاحب کے پاس پیش ہوا۔ امام صاحب اور قاضی ابن ابی لیلا اور ایک جماعت شوہر کے مکان پر گئے اور چند عورتوں کو وہاں جلنے کے لئے فرمایا ان سب کو دیکھ کر اس کا کتا بھونکنے لگا اس کے بعد اس عورت سے جلنے کو کہا اس کے جلنے کے وقت کتہا بٹانا ہوا اگر وہ اس کے ہو گیا۔ امام صاحب نے فرمایا کہ حق واضح ہو گیا بس اس عورت نے نکاح کا اقرار کیا اور اسی کی نظردہ مسئلہ ہے حنفی علماء سے منقول ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بی بی سے خلوت کرے

اور ساتھ ساتھ مرد کا کتا ہے تو خلوت صحیح ہے اور پورا مہر واجب ہے
 اور اگر عورت کا کتا ہے تو خلوت صحیح نہ ہوگی نہ پورا مہر واجب ہوگا۔
 (۳۹) ابن ہیرہ نے ایک انگوٹھی کا نگینہ جس پر عطاء بن عبد اللہ
 کتدہ تھا اہم صاحب کو دکھایا اور کہا کہ میں اس نگ کے ساتھ مہر کرنے
 کو پسند نہیں کرتا ہوں۔ کیونکہ میرے غیر کا نام اس پر کتدہ کیا ہوا ہے
 اور اس کا حک کرنا ناممکن ہے۔ اہم صاحب نے فرمایا کہ ب کا سر
 گول بنا دو تو عطاء من عند اللہ ہو جائے گا۔ ابن ہیرہ اس
 فوری جواب سے بہت متحجب ہوئے اور کہا کہ آپ اکثر میرے پاس
 تشریف لایا کرتے تھے۔ اہم صاحب نے فرمایا کہ میں تمہارے پاس آ کر
 کیا کروں گا اگر تم مجھے اپنا مقرب بناؤ گے تو فتنہ میں ڈالو گے اور اگر
 دور کرو گے تو مجھے رسوا کر دو گے۔ اور میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں
 جس پر میں تم سے خوف کروں اہم صاحب نے اس وقت بھی ایسا
 ہی فرمایا تھا جب آپ سے منصور اور امیر کوفہ عیسیٰ بن موسیٰ نے کہا
 تھا کہ اگر آپ میرے پاس اکثر آیا کرتے تو اچھا ہوتا۔

(۴۰) ضحاک مروزی نے کوفہ پہنچ کر تمام مردوں کے قتل کا حکم عام دے
 دیا اہم صاحب صرف ایک کرتہ اور تہ بند پہنے ہوئے اس کے پاس تشریف
 لے گئے اور دریافت فرمایا کہ تم نے مردوں کے قتل کا حکم عام کیوں دے
 دیا ہے اس نے کہا اس لئے کہ یہ سب لوگ مرتد ہیں۔ فرمایا کیا ان کا
 دین اس سے پہلے کچھ اور تھا جس سے پھر کر یہ دین اختیار کر لیا ہے

یا ان کا دین پہلے سے یہی ہے اس نے کہا کہ جو کچھ فرمایا ہے۔ پھر ارشاد ہوا آپ نے پھر فرمایا ضحاک نے کہا ہم غلطی پر تھے اور قتل ہو تو کو دیا لوگوں کو اہم صاحب کی برکت سے نجات ملی۔ دوسری روایت میں ہے کہ خوارج جب کوفہ پہنچے اور ان کا مذہب اپنے تمام مخالفوں کو کانٹا جانتا ہے لوگوں نے اہم صاحب کی نسبت کہا کہ وہ شیخ الکمل ہیں خوارج نے آپ کو بلوا بھیجا اور کہا آپ کفر سے توبہ کیجئے فرمایا میں سب کفر سے تائب ہوں لوگوں نے خار جیوں سے کہا کہ اہم صاحب نے یہ فرمایا کہ میں تمہارے کفر سے تائب ہوں۔ خوارج نے اہم صاحب کو پکڑ لیا آپ نے فرمایا یہ بات تم نے علم سے کہی یا ظن سے ان لوگوں نے کہا ظن سے آپ نے فرمایا ان بعض الظن اثم اور اثم تمہارے نزدیک کفر ہے تو تم لوگ اپنے کفر سے توبہ کرو۔ انہوں نے کہا آپ بھی کفر سے توبہ کیجئے۔

ترجمہ بعض حاسدین اہم اعظم علیہ الرحمۃ جو آپ کی تنقیص شان کرتے اور انہوں نے آپ پر جوڑتے تھے انہوں نے آپ کے متعلق یہ گھڑا ہے کہ معاذ اللہ آپ دو مرتبہ کافر ہو گئے اور آپ سے دو مرتبہ توبہ کرائی گئی حالانکہ واقعہ یہ ہے جو خار جیوں کے ساتھ واقع ہوا لوگوں نے آپ کی شان گھٹانے کو ایسا مشہور کر دیا حالانکہ یہ آپ کی برائی نہیں بلکہ یہ آپ کے علو مرتبت و کمال رفعت شان کی دلیل ہے اس لئے کہ آپ کے سوا اور کوئی دوسرا شخص نہ تھا جو خوارج کا مقابلہ کرتا

اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں آپ پر نازل ہوں۔

(۴۱) ایک شخص نے ایک آدمی کو وصیت کی اور ایک تھیلی سپرد کی جس میں ہزار دینار تھے اور کہا کہ جب میرا لڑکا بڑا ہو تو جو تو پسند کرے اس کو دے دینا جب وہ لڑکا جوان ہوا اس شخص نے اس کو خالی تھیلی دے دی اور سب اشرافیاں رکھ لیں۔ لڑکا اہم صاحب کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض حال کیا۔ آپ نے اس شخص کو بلایا اور فرمایا کہ ہزار دینار اس کے حوالہ کر اسلئے کہ وہی تجھے محبوب ہیں کہ تو نے اسی کو روکا ہے جو تجھے پسند ہیں کیونکہ ہر شخص غالباً اسی کو رکھتا ہے جو اس کو پسند ہوتا ہے اور پسندیدہ دے دیتا ہے۔

(۴۲) بعض محدثین کہ آپ کی بدگوئی کرتے ایک دن ایسے گڑھے میں گرے جس سے غلصی کی صورت اہم صاحب کے سوا کسی کے پاس نہ دیکھی وہ یہ کہ انہوں نے اپنی بی بی سے کہا اگر تو آج کی شب مجھ سے طلاق طلب کرے اور میں تجھے طلاق نہ دوں تو تجھے طلاق پئے اور عورت نے کہا کہ آج کی رات اگر تجھ سے طلاق نہ چاہوں تو میرا غلام آزاد پئے آپ نے عورت سے فرمایا تو اس سے طلاق چاہ اور مرد سے فرمایا کہ تو کہہ کہ اگر تو چاہے تو تجھے طلاق پئے پھر فرمایا کہ تم دونوں جاؤ تم دونوں میں سے کسی پر حنث نہیں اور اس شخص سے کہا کہ جس شخص نے تجھے ایسا مسدہ بتایا اس کے حق میں بدگوئی سے توبہ کروہ شخص تائب ہوا اس کے بعد وہ دونوں ہرنماز کے بعد اہم صاحب کیسے دعا کرتے تھے۔

(۴۳) ایک شخص نے اپنی بی بی کی طلاق کی قسم کھائی کہ اگر میرے واسطے ایسی ہانڈی نہ پکائے جس میں مکوک (ایک پیمانہ کا نام ہے) نمک ہو اور کھانے میں اس کا اثر نہ ہو تو تجھے طلاق ہے کسی نے امام صاحب سے یہ مسئلہ دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ ہانڈی میں بیضہ پکاؤ اور اس میں اس قدر نمک ڈال دے جتنے کے متعلق اس نے قسم کھائی ہے بلکہ اس سے زیادہ۔

(۴۴) دہریہ کی ایک جماعت نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا آپ نے فرمایا پہلے ہم سے مسئلہ میں بحث کر لو۔ اس کے بعد تمہیں اختیار ہے انہوں نے اسے منظور کیا آپ نے فرمایا کیا کہتے ہو اس کشتی کے بارے میں جو بوجھوں سے لدی ہوئی بلا مللاح کے ایسے دریا میں جا رہی ہے جس میں امواج متلاطم ہیں کیا ایسا ہو سکتا ہے لوگوں نے کہا یہ محال ہے آپ نے فرمایا کیا عقلاً جائز ہے کہ اس دنیا کا مثل موجود ہو۔ باوجود تباہی ہونے اطراف کے اور اختلاف احوال و امور کے اور بدلنے اعمال و احوال کے اور بسبب بغیر صالح حکیم مدبر علیم کے ہو اس کو شکروہ سب لوگ تائب ہوئے اور اپنی اپنی تلواریں نیام میں کر لیں۔

(۴۵) ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا جس کے کسی شخص پر ہزار روپے تھے اور وہ منکر تھا۔ اور قسم کھانے کے ارادہ میں تھا اور مدعی کے لئے صرف ایک ہی گواہ تھا جس کا صدق امام صاحب

کو معلوم تھا۔ آپ نے اس شخص کو حکم فرمایا کہ وہ ہزار روپے اپنے گواہ کے سامنے کسی شخص کو ہیہ کر دے اور موہوب لہ کو دعویٰ کا حکم دیا اور شاہد اور واہب کو گواہی کے لئے فرمایا انہوں نے ایسا ہی کیا تاہی صاحب نے مدعی کو ڈگری دے دی اور اس قسم کے مسئلوں کا دروازہ وسیع ہے اور جس قدر میں نے ذکر کئے اس میں کفایت ہے علاوہ
 بیس بعض وہ مسائل جن کو میں نے نہیں ذکر کیا ان میں غلط اور ان کے ثبوت میں نزاع ہے اس لئے ان کا حذف ہی کر دینا واجب ہے

پہلوئیں فصل آپ کے علم وغیرہ کے بیان میں

یزید بن ہارون نے کہا کہ میں نے کسی کو آپ سے زیادہ حلیم نہ دیکھا دین کی فضیلت پر پیرگاری حفظ لسان مفید باتوں کی طرف توجہ کرنا خاص آپ کا کام تھا۔ دوسرے نے کہا کہ ایک شخص نے آپ کو بہت کچھ برا بھلا کہا حتیٰ کہ زندیق وغیرہ جیسے ناملائم الفاظ سے یاد کیا آپ نے اس سے فرمایا عَفَرَ اللّٰهُكَ اللّٰهُ تَبَرَّیْ مَغْفِرَتِ لَہِ وہ جانتا ہے کہ میرا حال اس کے خلاف ہے عبدالرزاق نے کہا کہ میں نے کسی کو آپ سے زیادہ بردبار نہ دیکھا ہم ان کے ساتھ مسجد خیف میں تھے اور لوگ آپ کے گرد تھے کہ آپ سے کسی بھری نے ایک مسئلہ پوچھا آپ نے اس کا جواب دیا اس نے اس پر یہ

اعتراف کیا کہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے مخالف ہیں
 آپ نے فرمایا انہوں نے خطا کی ایک شخص بول اٹھایا ابن الزاینہ
 تو یہ کہتا ہے کہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطا کی یہ سنکر لوگ
 چٹا اٹھے اور اس شخص کا قصد کیا ام صاحب نے سب کو روکا اور
 انہیں خاموش کیا اور تھوڑی دیر تک سر جھکائے بیٹھے رہے پھر سر
 اٹھایا اور فرمایا کہ میں حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطا کی اور ابن
 مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حدیث میں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم سے روایت کی راستی پر ہیں۔

ام صاحب فرمایا کرتے کہ میں نے کبھی کسی سے اس کی برائی کا
 بدلہ نہ لیا اور نہ کسی پر لعنت کی اور نہ کسی مسلمان یا ذمی پر ظلم کیا اور
 نہ کسی کو دھوکا دیا نہ کسی کو فریب دیا۔

کسی نے آپ سے کہا کہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ آپ سے
 پاتے ہیں اور آپ کی بدگوئی کرتے ہیں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ
 ان کی مغفرت فرمائے اور ان کی تعریفیں شروع کیں۔

آپ کے پڑوس میں ایک موچی رہتا تھا جب نشہ میں ہوتا یہ شعر
 گا تا سمع اصناعونی دای فنی اصناعوا + لیوم کونجھہ و
 سداؤ تغیر۔ ایک رات اسکی آواز نہ معلوم ہوئی دریافت کرنے پر
 معلوم ہوا کہ اس کو چوکیدار پکڑ کر لے گئے ہیں۔ آپ امیر کے پاس تشریف
 لے گئے اور اس کی سفارش کی امیر نے ام صاحب کی تعظیم کی اور اس

موی کو چھوڑنے کا حکم دیا اور اس کے ساتھ وہ تمام لوگ جو اس شب
 میں پکے گئے تھے سب چھوڑ دیئے گئے۔ آپ اپنی تشریف لائے اور موی آپ کے پیچھے
 پیچھے آ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا اے شخص کیا میں نے تجھے ضائع کیا اس
 نے کہا نہیں بلکہ حضور نے میری حفاظت کی اور نگاہ رکھی؛ اللہ تعالیٰ حضور
 کو بہترین جزا عطا فرمائے پھر توبہ کی اور پکے دل سے توبہ کی اور ہمیشہ
 آپ کی خدمت میں رہنے لگا یہاں تک کہ فقیہ ہو گیا۔

ولید بن قاسم نے کہا کہ امام صاحب کریم الطبع تھے اپنے اصحاب
 کا خیال رکھتے اور مواسات فرماتے عصام نے کہا کہ کسی شخص کو اپنے
 شاگردوں کا ایسا خیال نہ تھا جس طرح امام صاحب کو تھا حتیٰ کہ اگر کسی
 کے بدن پر مکھی بھی بیٹھتی تو اس کی ناگواری امام صاحب پر محسوس
 ہوتی تھی کسی نے آپ کے ایک شاگرد کے متعلق بیان کیا کہ وہ اپنی چھت
 پر سے گر گیا۔ امام صاحب نے زور سے چیخ ماری جس کو تمام مسجد
 والوں نے سنا اور گھبرائے ہوئے ننگے پاؤں کھڑے ہوئے پھر
 روئے اور فرمایا کہ اگر اس مصیبت کا اٹھانا میرے امکان میں ہوتا
 تو میں اس کو ضرور اٹھاتا اور تا صحت روزانہ صبح و شام اس کی
 عیادت کو تشریف لے جایا کرتے تھے۔

ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں آپ کا
 جعلی خط نکالنا شخص کے پاس لے گیا اس نے مجھے چار ہزار روپے دیئے
 امام صاحب نے فرمایا اگر تم اس ذریعہ سے نفع اٹھاتے ہو تو کمرہ۔

ابو معاذ کہتے ہیں کہ امام صاحب باوجودیکہ جلتے تھے کہ مجھے
 سفیان ثوری سے قرابت ہے اور ان دونوں میں ان بن تھی جیسی
 ہم عمروں میں ہوا کرتی ہے پھر بھی آپ مجھ کو اپنا مقرب بناتے تھے اور
 میری حاجت روائی فرماتے تھے اور امام صاحب پر میرا گار صاحب علم و
 وقار تھے اللہ تعالیٰ نے ان میں تشریف خصلتوں کو جمع فرمایا تھا۔ امام صاحب
 پڑھا ہے تھے کہ ایک شخص نے آپ کو گالی دی اور بہت کچھ سخت و
 سست کہا آپ نے اس کی طرف التفات نہ کی اور نہ اپنے کلام کو
 قطع فرمایا بلکہ اپنے شاگردوں کو اس کی طرف مخاطب ہونے سے منع
 فرمایا جب آپ فارغ ہو کر کھڑے ہوئے وہ آپ کے ساتھ آپ کے
 گھر کے دروازہ تک گیا آپ وہاں کھڑے ہو گئے اور فرمایا یہ میرا گھر
 ہے اگر تیری گالیاں کچھ باقی رہ گئی ہوں تو ان کو تمام کرے یہاں تک
 کہ تیرے دل میں کچھ باقی نہ رہے وہ شخص شرمندہ ہوا۔

دوسرے قصہ میں ہے کہ وہ شخص آپ کے ساتھ ہو لیا جب آپ
 اندر تشریف لے گئے گالی گفتہ بننے لگا کسی نے اس کو کچھ جواب
 نہ دیا اس نے کہا کیا مجھے کتاب سمجھتے ہو۔ اندر سے آواز آئی کہ ہاں۔
 امام ابو یوسف نے فرمایا کہ آپ اپنی والدہ کو گنہے پر سوار کر کے
 عمر بن ذر کی مجلس میں لے جاتے اور ان کا حکم ٹالنا پسند فرماتے
 امام صاحب فرماتے کبھی میں اپنی والدہ کو ان کے یہاں لے جاتا اور وہ
 خود سوال کرتیں اور کبھی والدہ صاحبہ مجھے حکم فرماتی تو میں وہاں جا کر

ان سے مسئلہ پوچھ کر والدہ سے عرض کرتا اور میں وہاں یہ کہتا کہ میری والدہ نے حکم کیا ہے کہ میں آپ سے یہ مسئلہ دریافت کروں وہ فرماتے اور آپ پوچھتے ہیں پھر میں کہتا کہ انہوں نے مجھے حکم کیا۔ عمر بن ذر فرماتے جواب مسئلہ بیان کیجئے۔ میں صورت واقعہ اور جواب دونوں بیان کرتا پھر وہ مجھ سے وہی جواب کہہ دیا کرتے میں والدہ ماجد کی خدمت میں حاضر ہوتا اور جو کچھ وہ کہتے اس کی خبر دے دیتا اور اس کی نظر وہ واقعہ ہے کہ والدہ صاحبہ نے ایک مسئلہ پوچھا امام صاحب نے اس کا جواب دیا انہوں نے اسے قبول نہ کیا اور فرمایا کہ میں سوائے ذراعہ واعظ کے اور کسی کی بات نہیں مانوں گی۔ امام صاحب ان کو زلعہ کے یہاں لائے اور کہا کہ میری والدہ آپ سے فلاں مسئلہ دریافت کرتی ہیں ذراعہ نے کہا آپ خود بڑے عالم اور بڑے فقیہ ہیں خود جواب دیجئے۔ امام صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا میں نے یہ فتویٰ دیا زلعہ نے فرمایا۔ اس مسئلہ کا وہی جواب ہے جو امام ابوحنیفہ نے فرمایا تب انہیں اطمینان ہوا اور واپس ہو گئے۔

جہانی نے کہا کہ میرے سامنے امام صاحب سے ایک جوان نے سوال کیا آپ نے اس کا جواب دیا اس نے کہا آپ نے غلطی کی میں نے حاضرین بارگاہ سے کہا سبحان اللہ آپ لوگ ایسے مقتدائے وقت کی عزت نہیں کرتے آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا انہیں چھوڑ دیجئے میں نے خود انہیں اس کا عادی کیا ہے

امام صاحب فرماتے ہیں کہ میرے استاد حضرت حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا ہے میں ہر نماز کے بعد اپنے والد ماجد کے ساتھ ان کے لئے دُعا و مغفرت کرتا ہوں اور کبھی میں نے اپنا پیران کے گھر کی طرف نہیں پھیلا یا حالانکہ میرے اور ان کے مکان میں سات گیلیوں کا فاصلہ ہے اور میں ہر اس شخص کے لئے جس سے میں نے سیکھا یا میں نے اس کو سکھایا ہو دُعا و مغفرت کرتا ہوں۔

ابن مبارک نے کہا آپ کی مجلس سے زیادہ باوقار مجلس کسی کی نہیں دیکھی آپ خوشنویس و جامہ زیب و عروہ تھے امام زفر فرماتے ہیں آپ مشفقین کو برداشت کرنے والے صابروں کا کرتے تھے۔ سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے سامنے سے گئے دیکھا کہ آپ کی اور آپ کے شاگردوں کی آواز مسجد میں بلند ہے فرمایا اے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسجد ہے جہاں آواز نہیں بلند کی جاتی فرمایا ان کو چھوڑ بیٹے وہ بغیر اس کے نہیں سمجھتے۔ ہارون رشید نے امام ابو یوسف سے کہا آپ امام صاحب علیہ الرحمۃ کے اوصاف بیان فرمائیے فرمایا اے امیر المؤمنین اللہ عزوجل فرماتا ہے مَا يَلْفُظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَنِيدٌ یعنی کوئی بات منہ سے نہیں نکالنے پانا مگر ایک نگہبان اس کے پاس تیار ہے میرا علم ان کے متعلق یہ ہے امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ محامد الہی سے سخت پرہیز فرماتے غایت درجہ پرہیزگار تھے بے جانے دین کی باتوں میں کچھ نہ فرماتے اس بات کو درست رکھتے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت

کی جائے اس کی نافرمانی نہ ہو اپنے زمانے کے دنیا داروں سے الگ
 تھلگ رہتے ان کی دنیاوی عزت میں ہمسری کا خیال نہ لاتے زیادہ تر
 خاموش رہتے۔ علمی باتوں میں ہمیشہ فکر فرماتے یہودہ بک جھک کرنے
 والے نہ تھے جب کوئی مسئلہ آپ سے پوچھا جاتا اگر معلوم ہوتا جواب
 دیتے اور ٹھیک جواب دیتے اور اگر نہ معلوم ہوتا تو قیاس فرماتے اور
 اس کا اتباع فرماتے اور اپنے نفس اور دین کو بچاتے علم اور مال کو
 بہت خرچ فرماتے اپنی ذات کے سوا تمام لوگوں سے مستغنی تھے
 کبھی طمع کی طرف مائل نہیں ہوئے غیبت سے بہت دور رہتے کسی کو
 بھلائی کے سوا یاد نہ فرماتے ہارون رشید نے کہا اچھٹوں کے یہی
 اخلاق ہیں۔

معافی موصلی نے کہا امام صاحب میں دس باتیں ایسی تھیں
 کہ اگر ایک بھی کسی شخص میں ہو تو وہ اپنے وقت کا رئیس اور اپنے
 قبیلہ کا سردار ہو وہ دس باتیں یہ ہیں۔

۱۔ پرہیزگاری۔

۲۔ سچ بولنا

۳۔ عفت

۴۔ لوگوں کی خاطر مدارت کرنا۔

۵۔ سچی محبت رکھنی

۶۔ اپنے نفع کی باتوں پر متوجہ نہ ہونا۔

۷۔ زیادہ تر خاموش رہتا۔

۸۔ ٹھیک بات کہتا۔

۹۔ عاجزوں کی مدد کرتا۔

۱۰۔ اگرچہ وہ عاجز دشمن ہوں۔

ابن نمیر نے کہا امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لاتے اور ان کے ساتھ ان کے اصحاب امام زفر داؤد طالی قاسم بن معن وغیرہم ہوتے یہ لوگ آپس میں کسی مسئلہ کے متعلق گفتگو کرتے یہاں تک کہ ان کی آوازیں بلند ہوتی تھیں۔ پھر امام صاحب کلام فرماتے تو سب لوگ خاموش ہو جاتے تھے یہاں تک کہ امام صاحب اپنا کلام ختم فرماتے تو سب لوگ امام صاحب کے ارشاد کو یاد رکھتے جب سب لوگ اچھی طرح یاد کر لیتے تو دوسرا مسئلہ چھیڑتے آپ فرمایا کرتے تھے اگر عوام میرے غلام ہوتے تو میں سب کو آزاد کر دیتا اور ان کی ملازمت بھی باز آتا۔

پچیسویں فصل آپ کے اپنے کسب کھانے

اور عطیات سلطانی کے رو کرنے کے بیان میں ہے
آپ سے تو اترا اثبات ہے کہ آپ ریشمی کپڑوں کی تجارت فرماتے تھے اور اچھی حالت میں آپ کی دکان کوفہ میں تھی۔ آپ کے شریک لوگ خریداری کے لئے سفر کرتے تھے اور آپ اس کو استغناء نفس

کے ساتھ بیچتے اور طمع کی طرف مائل نہ ہوتے اسی وجہ سے حسن بن
 زیاد نے کہا بخدا انہوں نے کبھی کسی خلیفہ یا امیر کا عطیہ قبول نہ کیا۔
 منصور نے کئی دفعہ آپ کو تیس ہزار درہم دیئے آپ نے فرمایا اے
 امیر المومنین میں بغداد میں اجنبی شخص ہوں میرے پاس اور لوگوں
 کی امانتیں ہیں اور میرے یہاں کوئی محفوظ جگہ نہیں ہے اس کو بیت المال
 میں رکھوا دیجئے خلیفہ منصور نے اس کو منظور کر لیا جب امام صاحب
 کا وصال ہوا بیت المال سے لوگوں کی امانتیں نکالی گئیں تو لوگوں نے
 اس کو دیکھا تب منصور نے کہا کہ امام ابو حنیفہ نے مجھ کو دھوکا دیا۔
 (یعنی اس ترکیب میرا عطیہ واپس کر دیا) مصعب نے کہا کہ خلیفہ منصو
 نے دس ہزار درہم عطا کئے امام صاحب نے فرمایا اگر اس کو واپس
 کرتا ہوں تو ناخوش ہوگا اور اگر قبول کرتا ہوں تو یہ مجھے ناپسند ہے
 آخر مجھ سے مشورہ کیا میں نے کہا کہ یہ مال خلیفہ کی نگاہ میں بہت زیادہ
 ہے جب اس کے لینے کو آپ کو بلائے تو فرمائیے کہ مجھے امیر المومنین
 سے ایسی امید نہ تھی چنانچہ جب خلیفہ نے امام صاحب کو اس کے
 لینے کے لئے بلایا امام صاحب نے وہی فرمایا منصور کو یہ خبر پہنچی تو
 اس نے بخشش کو روک لیا پھر امام صاحب ہر معاہدہ میں مجھے مشورہ
 کیا کرتے تھے منصور کی بی بی نے اس سے بے رغبتی کرنے کی وجہ سے
 جھگڑا کیا اور عدل چاہا اور خواہش کی کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 اس ہارے میں حکم دیں۔ امام صاحب بلائے گئے عورت پس پردہ بیٹھی

منصور نے پوچھا ایک شخص کو کتنی بیویاں حلال ہیں۔ آپ نے فرمایا چار پھر پوچھا کتنی لونڈیاں فرمایا جس قدر چاہئے۔ خلیفہ نے کہا کہ اس کے سوا اور کوئی کہہ سکتا ہے امام صاحب نے فرمایا نہیں منصور نے بی بی کو مخاطب کر کے کہا لو سن لو امام صاحب نے فرمایا اے امیر المؤمنین مگر یہ خیال ہے کہ یہ چار بیویوں کا حلال ہونا اس کے لئے ہے جو عدل کرتا ہو ورنہ ایک ہی بس ہے۔ قال تعالیٰ فان خفتما ان لاتعدوا فواحدة تو ہم کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے ادب کے ساتھ ادب حاصل کریں اور اس کی نصیحتوں کے ساتھ نصیحت پکڑیں منصور خاموش ہو رہے جب امام صاحب دربار سے باہر تشریف لئے تو بہت گراں قدر عطیہ بادشاہ بگم نے آپ کی خدمت میں حاضر کیا آپ نے اس کو واپس فرما دیا کہ یہ میں نے دین کے لئے کیا نہ کسی تقرب و دنیا طلبی کو۔

چھ بیویں فضل آپ کے لباس کے بیان میں ہے۔

آپ کے صاحبزادے حضرت حماد نے فرمایا کہ آپ جامہ زیب تھے خوشبو بہت لگاتے تھے۔ قبل اس کے کہ لوگ آپ کو دیکھیں ہوا کی خوشبو سے آپ پہچان لئے جاتے تھے۔
ابھی اس راہ سے کوئی گئی ہے یہاں کہتی ہے خوشبو اس ہوا کی

امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ آپ اپنے جوتے کے تسمے کا بھی خیال رکھتے تھے کبھی نہ دیکھا گیا کہ تسمہ ٹوٹا ہوا ہو۔ اوروں سے روایت ہے کہ آپ لمبی ٹوپی سیاہ رنگ کی پہنتے تھے لہٰذا نے کہا کہ امام صاحب نے سوار ہو کر کہیں تشریف لے جانے کا ارادہ کیا تو مجھ سے فرمایا اپنی چادر مجھے دو اور میری چادر تم لو میں نے ایسا ہی کیا جب واپس تشریف لئے فرمایا تم نے اپنی موٹی چادر کی وجہ سے مجھے شرمندہ کیا حالانکہ وہ چادر پانچ دم کی تھی بعد کو میں نے دیکھا کہ آپ لوئی اوٹھے ہوئے تھے جس کی قیمت میں نے تیس دینار لگائی اور آپ کی چادر اور پیرن کی قیمت چار سو درہم لگائی گئی اور آپ کا لباس جبہ فنک جبہ سنباب ثعلب تھا جس کو پہن کر آپ نماز پڑھا کرتے تھے اور ایک خط دار چادر تھی اور سات ٹوپیاں جن میں ایک سیاہ رنگ کی تھی۔

ستائیسویں فصل آپ کے آداب و حکمت کے بیان میں ہے۔

آپ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے ہ

کفی خزاناً ان لا حیاہ ہینۃ ولا عمل یرضی بہ اللہ صالح

آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص علم کی کوئی بات بولے اور اس کو پرکھے اور وہ شخص یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے یہ نپوچھے گا کہ تو نے دین الہی میں کیونکر فتویٰ دیا تو اس کو اپنا نفس اور دین آسان

معلوم ہوا جو شخص ریاست قبل از وقت چاہے ذلت کی زندگی بسر کرے گا
 جو شخص ثقیل الحاسہ ہو وہ نہ فقہ کی قدر جانتا ہے نہ اہل فقہ کا رتبہ پہچانتا
 ہے یہی نے گناہوں کو ذلت دیکھا اس لئے اس کو مرآت سے چھوڑ دیا
 وہ دیانت ہو گیا جس شخص کو علم خدا کے محرمات سے منع نہ کرے۔ وہ
 نقصان یاب ہے جمع خاطر تعلقات کے کم کر دینے کے ساتھ ہے۔ یعنی
 علاقہ کو قدر حاجت سے زیادہ نہ بڑھائے صرف اسی قدر رکھے جس سے
 فقہ کی حفاظت پر مدد کرے۔ اگر خدا کے ولی علماء نہیں تو دنیا و آخرت
 میں کوئی خدا کا ولی نہیں۔ امام صاحب سے صبح کی نماز کے بعد کئی مسئلے
 دریافت ہوئے امام صاحب نے اسی وقت ان کے جوابات دینے
 کسی نے کہا کہ کیا علماء اس وقت خیر کے سوا اور کسی کلام کو ناپسند نہیں
 فرماتے آپ نے فرمایا اس سے بڑھ کر خیر کیا ہو گا کہ کہا جائے فلاں چیز
 حرام ہے فلاں چیز حلال ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیس ہے اور مخلوق
 الہی کو اس کی نافرمانیوں سے بچانا ہے تو شہ دان جب زاور اس سے
 خالی ہو اس کا مالک ضائع ہو گا۔ امام صاحب کے پاس ایک شخص سفارشی
 خط لایا کہ اس سے حدیث بیان فرمائیے آپ نے فرمایا یہ علم کا طلب
 کرنا نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے علماء سے عہد لیا ہے کہ ضرور ضرور علم بیان
 کرنا اور اسے چھپانا نہیں علماء کو نہیں چاہیے کہ اس کے خواص ہوں (جن کو
 سفارش سے علم سکھائے) ان کو چاہئے کہ (بغیر سفارش) لوگوں کو علم
 سکھائیں اور اس سے مقصود ذات الہی ہو۔ بعض لوگوں سے فرمایا کہ

میں جب چاہتا ہوں یا لوگوں سے باتیں کر رہا ہوں یا سویا ہوں یا ٹیک لگائے ہوں تو مجھ سے دینی بات نہ پوچھنا اس لئے کہ ان وقتوں میں آدمی کی عقل ٹھکانے نہیں رہتی ہے کسی نے حضرت علی و امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کی صفیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما جمعین کے بارے میں سوال کیا آپ نے فرمایا مجھے خوف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس ایسا جواب لیکر جاؤں جس کے بارے میں مجھ سے سوال ہو اور اگر میں خاموش رہتا ہوں تو اس سے سوال نہ ہوگا تو جس کے ساتھ میں مکلف ہوں اس میں مشغول رہنا بہتر ہے۔ آپ نے اپنے شاگردوں سے فرمایا اگر تم لوگ اس علم سے بھلائی نہ چاہتے ہو گے تو غم کو اس کے حصول کی توفیق نہ دی جائے گی اور فرماتے تھے میں اس قوم سے تعجب کرتا ہوں جو ظنی بات کہتے ہیں اور پھر اس پر عمل کرتے ہیں۔ حالانکہ اللہ نے فرمایا وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ۔

(تسلیم) امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس کلام کی تاویل ضروری ہے یعنی آپ کا تعجب کرنا اس شخص پر ہے جو باب عقائد میں ظنی بات کہتا اور اس پر عمل کرتا ہو حالانکہ اس میں مطلوب یقین ہے یا اس شخص پر تعجب ہے جو فرعی مسئلہ میں ظنی بات کہتا ہے حالانکہ وہ مجتہد نہیں۔ اور نہ کسی مجتہد کا مقلد ہے ہاں مجتہد اور اس کے مقلد کے لئے یہ جائز ہے اس لئے کہ فقہ ظنی علم ہے اگرچہ کہا جاتا ہے کہ حکم معلوم ہے اذ ظن صرف طریق ثبوت حکم میں ہے اسی لئے علماء کرام نے فقہ کی تعریف

میں بکھلے ہو اَلْعِلْمُ بِالْاَحْكَامِ الشَّرْعِيَّةِ الْعَمَلِيَّةِ عَنِ الْاِتِّحَا
 التَّفْصِيْلِيَّةِ اہم صاحب نے فرمایا ہے کہ جو شخص علم کو دنیا کے لئے طلب
 کرے اس میں برکت نہ ہوگی اور اس کے قلب میں استحکم نہ ہوگا اور اس
 سے پڑھنے والے اس سے نفع اٹھائیں گے اور جو شخص اسے دین کیلئے
 حاصل کرے اس میں اس کیلئے برکت ہوگی اس کے دل میں جم جائے گا
 اور اس کے تلامذہ اس سے نفع اٹھائیں گے ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ
 سے فرمایا اے ابراہیم تمہیں عبادت سے بہت کچھ نصیب ہوا تو چاہئے
 کہ علم تمہارے قلب سے ہو کہ یہ اس العبادت ہے اور اس کے ساتھ
 تمام امور کا قیام ہے جو شخص حدیث سیکھے اور فقیہ نہ ہو وہ مثل عطار
 کے ہے کہ دو ایسے جمع کرتا ہے مگر منافع کو نہیں جانتا یہاں تک کہ طبیب
 کے پاس جائے اسی طرح محدث حدیث کے حکم کو نہیں جانتا یہاں
 تک کہ فقیہ کے پاس جائے جب کوئی دینی ضرورت پیش آئے تو اس
 کے حاصل ہونے تک کھانا مت کھا اس لئے کہ کھانا عقل کو بدل دیتا ہے
 اور ظاہر یہ ہے کہ اہم صاحب کی مراد اس سے زیادہ کھانا ہے۔

منصور نے اہم صاحب سے کہا کہ آپ میرے پاس اکثر کیوں نہیں
 تشریف لایا کرتے فرمایا میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس پر آپ
 سے خوف کروں اگر آپ اپنا مقرب بنائیں گے تو فتنہ میں ڈالیں گے
 اور اگر دور کریں گے رسوا کریں گے۔ امیر کو فہ سے فرمایا سلامتی کے ساتھ
 روٹی کا ایک ٹکڑہ ایک پیالہ پانی ایک کپڑا پوستین کا بہتر ہے ایسی

نعمتوں میں عیش کرنے سے جس کے بعد مدامت ہو جب کوئی آپ
کے پاس لوگوں کی بات بیان کرتا فرماتے دیکھو بچو ایسی باتوں سے جس
کو لوگ ناپسند کرتے ہوں جو شخص میری برائی بیان کرے اللہ تعالیٰ اسے
معاف کرے اور جو شخص میرے حق میں کلمہ خیر کہے اللہ تعالیٰ اسے نیک
اجر عطا فرمائے۔ دین میں تفقہ حاصل کرو اور لوگوں کو اس حال پر چھوڑو
جو انہوں نے اپنے لئے پسند کیا ہے اللہ تعالیٰ انہیں تمہارا محتاج بنائے
گا جس کے نزدیک اس کا نفس معتظم ہوگا دنیا اور اس کی تمام سختیاں اس
کے نزدیک ذیل ہوں گی جو شخص تیری بات کاٹے اسے کسی قابل مت کن
اس لئے کہ وہ علم و ادب کا دوستدار نہیں۔ اپنے دوست (یعنی نفس)
کے لئے گناہ اور اپنے غیر (یعنی وارث) کے لئے مال مت جمع کر حضرت
علی کرم اللہ وجہہ لکرم سے جس نے لڑائی کی حضرت علی حق کے ساتھ
اس پر بالا رہے اور اگر یہ باتیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شائع
نہ ہوتیں تو کسی کو یہ معلوم نہ ہوتا کہ باغی مسلمانوں کے قتال کا کیا طریقہ
ہے اور اسی کے مثل حضرت ام شافعہ علیہا الرحمہ کا ارشاد ہے کہ میں نے
باغیوں کے احکام اور ان کے قتل کا مسئلہ حضرت علی اور امیر معاویہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قتال سے سیکھا۔ کسی شخص نے امام صاحب سے
ایک مسئلہ پوچھا آپ نے اس کا جواب دیا اس پر کسی نے کہا کہ یہ شہر
کو ہمیشہ امن کے ساتھ رہے گا جب تک آپ تشریف فرما ہیں آپ
نے اس پر یہ شعر پڑھا ہے

خَلَّتِ الدِّيَارُ قَسْرَةً غَيْرَ مُسَوَّدٍ وَمِنَ الْعِلَلِ تَصَرُّدِي بِالسُّودِ
 آپ کے صاحبزادے حضرت حماد رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے کو آگے
 بڑھے آپ نے ان کا پکڑا پکڑ کر ان کو پٹایا اور غیر کو آگے بڑھایا انہوں
 نے عرض کی حضرت آپ مجھے رسوا فرماتے ہیں امام صاحب نے فرمایا نہیں
 بلکہ خود تم نے اپنے آپ کو رسوا کرنا چاہا تھا تو میں نے منع کیا کیونکہ تم نماز
 پڑھاتے اگر کوئی شخص کہتا ان کے پیچھے جو نماز پڑھی ہے وہی تو یہ
 واقعہ کتابوں میں لکھ جاتا اور قیامت تک عار و ننگ کا باعث ہوتا۔

اٹھائیسویں فصل وظائفِ جلیدہ مثل عہدِ قضا
 و انتظام بیت المال کے متولی ہونے سے کہنے

اور انکار پر آپ کی تکلیف کے بیان میں ہے۔

ربیع نے کہا کہ بنی امیہ کے آخری بادشاہ مروان بن محمد کے
 والی عراق یزید بن عمرو بن ہیرہ نے مجھ کو امام صاحب کے بلانے کو
 بھیجا کہ ان کو بیت المال کا ناظم و ناظر مقرر کرے آپ نے اس سے
 انکار فرمایا اس نے اس پر آپ کے کوڑے مارے۔

مقتل واقعہ یہ ہے کہ بنی امیہ کے جانب سے عراق کا والی ابن
 ہیرہ تھا جب عراق میں فتنہ و فساد کا ظہور ہوا اس نے فقہاء عراق

کو جمع کر کے اپنے کام کا ایک ایک حصہ ایک ایک کے سپرد کیا اہم صاحب
 کو بلا بھیجا کہ ان کے پاس اس کی مہر رہے اور کوئی فرمان بغیر ان کے
 مہر کئے نافذ نہ ہو نہ بغیر ان کے دستخط کے بیت المال سے کوئی
 رقم برآمد ہو آپ نے اس سے انکار فرمایا۔ اس نے قسم کھائی کہ آپ
 ایسا نہ کریں گے تو بخدا ہم ماریں گے فقہاء عراق نے کہا ہم آپ کو
 قسم دیتے ہیں کہ اپنے نفس کو ہلاکت میں نہ ڈالیں گے اس لئے کہ ہم
 لوگ بھائی بھائی ہیں اور ہم سب لوگ اس کو ناپسند کرتے ہیں (تو جس
 طرح ہم لوگوں نے مجبوراً قبول کیا ہے) آپ بھی قبول کر لیجئے اہم صاحب
 نے پھر بھی انکار کیا اور فرمایا کہ اگر مجھ سے بذور حکومت یہ چاہئے اس
 کے لئے مسجد کے دروازوں کو شمار کروں تو میں یہ بھی نہ کروں گا پھر
 اتنا بڑا کام مجھ سے کیونکر ہو سکتا ہے کہ مثلاً وہ سکھے گا کہ فلاں مسلمان کی
 گردن ماری جائے اور میں اس پر مہر کروں بخدا میں کبھی اس شخص میں
 نہ پڑوں گا اس قتل کی تخصیص اس وجہ سے کی گئی ہے کہ مسلمان کی ناحق
 قتل کرنا شرک کے بعد سب گناہوں سے بڑا گناہ ہے۔ کو تو ال نے اس
 پر آپ کو دو ہفتہ قید میں رکھا اور مارا نہیں پھر آپ کو چودہ کوڑے
 مارے اور دوسری روایت میں ہے کہ اس نے کئی دن تک متواتر
 مارا۔ پھر ایک شخص ابن ہیرہ کا اس کے پاس آیا اور بیان کیا کہ وہ شخص
 مرجئے گا۔ ابن ہیرہ نے کہا کہ ان سے کہہ کہ ہم کو ہماری قسم سے
 چھڑائے اس شخص نے عرض کی آپ نے فرمایا کہ اگر مجھ سے یہ چاہئے

کہ میں اس کے لئے مسجد کے دروں کو شمار کر دوں تو یہ بھی نہ کروں
 گا مجھ کو چھوڑو کہ اس بارے میں اپنے بھائیوں سے مشورہ کروں
 ابن ہیرہ نے اس کو غنیمت سمجھا اور آپ کی رہائی کا حکم دیا آپ اپنے
 گھوڑے پر سوار ہو کر ۳۰ سالہ عمر میں مکہ تشریف لے گئے اور وہیں
 اقامت فرمائی یہاں تک کہ جب خلفائے عباسیہ کا دور حکومت شروع
 ہوا تو آپ کو فہ تشریف لائے وہ زمانہ منصور کی خلافت کا تھا منصور
 نے آپ کی بہت عزت و عظمت کی دس ہزار درم اور ایک لونڈی کا
 حکم دیا آپ نے اس کے قبول کرنے سے انکار فرمایا خطیب نے
 ابن ہیرہ کے ساتھ آپ کا دوسرا واقعہ یہ بیان کیا ہے کہ اس نے
 چاہا کہ آپ والی کو فہوں آپ نے انکار کیا اس پر اس نے ہر
 روز دس کوڑے کے حساب سے ایک سو دس کوڑے لگوانے اور
 آپ برابر انکار کرتے رہے جب اس نے اس قدر انکار دیکھا تو
 رہائی دی۔ دوسری روایت میں ہے کہ اس نے آپ کو عہدہ قضا
 قبول کرنے کو کہا آپ نے انکار فرمایا اس پر اس نے قید کیا کسی نے
 آپ سے کہا کہ خیفہ نے قسم کھائی ہے کہ تا وقتیکہ آپ عہدہ قضا
 قبول نہ فرمائیں گے ہم آپ کو چھوڑ نہیں سکتے اور وہ ایک مکان بنانا
 پاتا ہے جس کی انٹ گئیں کام آپ کے سپرد ہوا ہے آپ نے
 فرمایا بخدا وہ اگر چہ لے دروں کو گتے کے لئے مجھ سے کہے تو یہ بھی
 نہ کروں گا جب آپ قید خانہ سے رہا ہوئے فرمایا مجھے ضرب کا ایسا

صدمہ نہ تھا جس قدر صدمہ مجھے اس کا تھا کہ اس خبر کو سن کر میری
والدہ صاحبہ کو کتنی پریشانی ہوئی ہوگی اس پریشانی کا صدمہ ضرب
کے صدمہ سے بڑھا ہوا تھا۔

دوسری روایت میں ہے کہ اس نے حکم دیا کہ آپ کے سر پر
کوڑے ماریں جس سے آپ کا سر مبارک دم کر گیا پھر اس نے ہائی
دی۔ روایت ہے کہ وہ خلیفہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت
باکرامت سے خواب میں مشرف ہوا دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم فرماتے ہیں کیا خدا کا خوف تیرے دل میں نہیں کہ میری امت کے
ایک معزز شخص کو بے تصور مارتا ہے اور بہت تہدید فرمائی خلیفہ نے
آپ کے پاس آدمی بھیجا اور رہائی کا حکم دیا اور اپنے تصور کی معافی
چاہی۔

امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب قید خانہ میں رکھائی
تو امام صاحب کی حالت یاد فرماتے اور ان پر دُعا رحمت کرتے اور
ایسا ہی واقعہ امام صاحب کو خلیفہ منصور کے ساتھ بھی پیش آیا تھا۔
جس کی تفصیل یہ ہے کہ ابن ابی لیلیٰ قاضی کوفہ نے جب انتقال
کیا تو خلیفہ منصور نے کہا کہ اب کوفہ عادل حاکم سے خالی ہو گیا اس کے
بعد اس نے امام صاحب اور مسعر اور ثوری اور شریک کو بلوایا یہ لوگ
اس کے پاس روانہ ہوئے تو امام صاحب نے ان لوگوں سے فرمایا کہ میں
تم لوگوں کے بارے میں اپنی عقل سے بات کہتا ہوں زمین تو جلد کر کے

خلاصی پاؤں گا۔ مسعر مجنوں ہو جائیں گے۔ سفیان بھاگ جائیں گے
 البتہ شریک قاضی مقرر ہوں گے جب وہ لوگ بغداد کے قریب پہنچے۔
 سفیان نے ظاہر کیا کہ وہ قضاے حاجت چاہتے ہیں۔ ایک سپاہی
 ان کے ساتھ گیا۔ سفیان نے ایک کشتی دیکھی اس کے ملاح سے کہا
 کہ یہ شخص جو بیٹھا ہوا ہے مجھے ذبح کرنا چاہتا ہے (اس لئے کہ حدیث
 شریف میں ہے جو شخص قاضی بنایا گیا گویا وہ بغیر پھیری کے ذبح کیا گیا)
 اور جب وہ ملاح کو دینے جب اس سپاہی نے ان کو نہ پایا تو خود بھی
 ڈر سے بھاگ گیا۔ جب یہ تینوں منصور کے پاس پہنچے مسعر آگے بڑھے
 اور بولے کہ ہاتھ لاؤ تم اپنی طرح ہو تمہارے چوپائے اچھی طرح
 ہیں تمہارے رٹ کے اچھی طرح ہیں خلیفہ نے کہا اسے باہر نکالو یہ لیا
 ہے اس کے بعد امام صاحب پر یہ عہدہ پیش کیا آپ نے انکار کیا
 اس نے قسم کھائی کہ ضرور آپ کو قبول کرنا ہوگا۔ امام صاحب نے قسم کھائی
 کہ نہیں قبول کریں گے جب منصور قسم دہرا تا امام صاحب بھی قسم دہراتے
 ریج دربان شاہی نے کہا کہ کیا حضور نہیں دیکھتے
 کہ امیر المومنین قسم کھا رہے ہیں۔ یعنی پھر انکار کرتے ہیں) فرمایا ان کو قسم
 کا کفارہ دینا آسانی ہے اور وہ میرے اعتبار سے اس پر زیادہ تہمت
 رکھتے ہیں خلیفہ نے آپ کی قید کا حکم دیا اس کے بعد بلوایا اور پوچھا
 آپ اس حکم سے نفرت کرتے ہیں جس کو ہم کرتے ہیں فرمایا اللہ
 تبارک امیر المومنین کی اصلاح حال کرے امیر المومنین خدا سے ڈرتے

اور اس کی امانت میں ایسے شخص کو شریک نہ کیجئے جو خدا سے نہ ڈرتا ہو
 بخدا میں خوشی کی حالت میں بھی مامون نہیں ہوں تو کیونکر غضب کی حالت
 میں مامون رہوں گا میں اس کام کے لائق نہیں۔ خلیفہ نے کہا آپ
 غلط کہتے ہیں آپ ضرور اس کے لائق ہیں امام صاحب نے فرمایا آپ
 نے تو خود فیصلہ فرمایا اگر میں سچا ہوں تو اپنی حالت کی خود خبر لے
 رہا ہوں کہ میں اس کے قابل نہیں اور اگر میں دروغ گو ہوں تو
 یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ ایک دروغ گو کو قاضی بنائیں علاوہ اس
 کے میں آزاد کیا ہوا شخص ہوں اور عرب کو کبھی پسند نہ کریں گے کہ
 آزاد کیا ہوا شخص ان پر حکومت کرے خلیفہ نے آپ کے قید کا حکم
 دیا اب شریک کی باری آئی انہوں نے قبول کر لیا اس وجہ سے سفیان
 ثوری نے ان سے کلام ترک کر دیا اور فرمایا کہ اور کچھ نہیں تو اتنا تو ہو
 سکتا تھا کہ تم بھاگ جاتے مگر نہ بھاگے اور یہ جو شہر ہو رہے کہ خلیفہ
 نے اپنی قسم پوری کرنے کو چند دنوں تک اینٹ گنے کو مقرر کر دیا
 تھا ائمہ کرام نے رد کر دیا ہے اور صحیح یہی ہے کہ انہوں نے نیخانہ
 ہی میں مار کے صدمہ یا زہر کی مصیبت سے وصال فرمایا۔

ابن سیرین فصل آپ کے مسند قرأت کے

بیان میں ہے۔

متعدد طرق بقول سے منقول ہے کہ آپ نے قرأت امام مالک سے حال

کی جو قرار سب سے ایک معزز قاری ہیں ایک جماعت مفسرین وغیرہ
 نے آپ کی طرف قرأت شاذہ کو منسوب کیا ہے کہ آپ نے اس
 قرأت کو اختیار فرمایا ہے اور ائمہ حفاظ متاخرین نے ان لوگوں پر
 اس بارے میں سخت تہنیت کی ہے کہ ان لوگوں کو اس بارے میں
 دھوکا ہوا کہ اس کو کتاب قرأت ابی حنیفہ مصنف محمد بن جعفر خراسانی
 سے نقل کیا حالانکہ ایک جماعت وارف قطعی وغیرہ نے تصریح کی کہ یہ
 کتاب موضوع ہے اس کی کچھ اصل نہیں اور امام صاحب اس سے پاک
 ہیں وہ بڑے عقلمند بڑے دیندار شخص ہیں ان کی شان سے بہت
 ہی بعید ہے کہ قرأت متواترہ سے عدول کریں اور قرأت شاذہ اختیار
 کریں جن میں بہت سی قرار توں کے لئے کوئی محل صحیح نہیں۔

تیسویں فصل آپ کی سند حدیث کے بیان میں ہے۔

پہلے بیان ہو چکا کہ امام صاحب نے چار ہزار اساتذہ تابعین
 وغیرہم سے علوم حاصل کئے اس لئے علامہ ذہبی وغیرہ نے حفاظ محدثین
 میں ان کو شمار کیا ہے اور جس شخص نے حدیث کے ساتھ کم تو جہی آپ
 کی بیان کی اس کا منشا تساہل یا حسد ہے کیونکہ جو شخص حدیث نہ جانتا
 ہو اس قسم کے بے شمار مسائل کیونکر مستنبط کر سکتا ہے طرفہ یہ کہ آپ
 اس طریقہ استنباط کے موجد اور اولین شخص ہیں جنہوں نے یہ طریقہ نکالا

اور اسی مشغولی کی وجہ سے آپ کی حدیث آپ کے استنباط سے علیحدہ نہیں
 مشہور ہوئی جس طرح عمر خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ عام مسلمانوں کی مصلحتوں
 میں مشغول ہوئے تو ان سے روایات حدیث اس کثرت سے نہیں آئی
 جس طرح اور صحابہ چھوٹے چھوٹے رتبہ والوں سے ہوئی اللہ تعالیٰ ان
 سب کے راضی ہوئیوں ہی اہم مالک و شافعی سے بھی روایت حدیث اس
 قدر نہیں جتنی ان لوگوں سے ہے جو صرف اسی کے لئے فارغ ہیں
 جیسے ابو زرہ ابن معین وغیرہ کیونکہ وہ لوگ اسی استنباط کے ساتھ
 مشغول رہے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

علاوہ بیس بے سمجھے بوجھے کثرت روایت میں تو کوئی خوبی نہیں ہے
 بلکہ علامہ ابن عبدالبر نے تو اس کی برائی میں ایک مستقل باب مقرر کیا ہے
 پھر لکھا ہے کہ فقہائے مسلمین و علمائے دین کا اتفاق ہے کہ بدوں لفقہ
 اور بغیر تدبر کے کثرت روایت مذموم ہے ابن شہر مرنے کہا کہ کم روایتی
 تفقہ ہے ابن مبارک نے کہا اثر پر بھی اعتماد کرنا چاہیے۔ اور معتبر وہ
 رائے ہے جس سے حدیث کی تفسیر ہو سکے۔ اہم صاحب کی قلت روایت
 کا سبب یہ بھی ہے کہ ان کے نزدیک اسی شخص کو روایت کرنا جائز ہے
 جسے سننے کے دن سے روایت کے وقت تک حدیث یاد ہو تو وہ
 صرف حافظ کے لئے روایت کرنا درست بتلاتے تھے خطیب نے اس رائے
 بن یونس سے روایت کی اس نے کہا اہم ابو حنیفہ بہت اچھے آدمی
 ہیں کس قدر حدیثیں ان کو فقہ کی باتیں پھر بھی حدیثوں کو بہت تلاش کیا

کرتے اور تحقیق کرتے تھے حدیثوں میں جتنے فقہی مسائل ہوتے۔ ان سب
 کو بہت زیادہ جانتے تھے۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی
 ہے کہ میرے نزدیک حدیث کی تفسیر اور حدیث میں فقہی نکتوں کے متعلق
 کا جاننے والا امام ابو حنیفہ سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے انہیں سے منقول
 ہے کہ میں نے جن جن مسئلوں میں امام صاحب کا خلاف کیا ان سب
 میں امام صاحب کی رائے کو آخرت میں زیادہ نجات دینے والا پایا اور
 بسا اوقات میں حدیث کی طرف نگاہ کرتا تو ان کو اپنے سے زیادہ
 واقف کار صحیح حدیث کے بارے میں پاتا۔ جب امام صاحب کسی قول
 پر رائے مصمم فرمالتے تھے میں شارح کوفہ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور اس رائے
 کی تقویت میں کوئی حدیث تلاش کرتا تو کبھی دو بلکہ تین حدیثیں پاتا اور
 ان کو آپ کے پاس لاتا تو بعض حدیثوں میں یہ فرماتے کہ یہ حدیث صحیح
 نہیں یا یہ حدیث غیر معروف ہے میں عرض کرتا اس کا حضور کو کیونکر
 علم ہوا حالانکہ یہ تو آپ کے قول کے مطابق ہے۔ آپ فرماتے ہیں کوفہ
 والوں کے علم سے واقف ہوں۔ آپ امام اعظم کے پاس تھے کہ کسی
 نے چند مسئلے ان سے دریافت کئے انہوں نے امام صاحب سے کہا
 آپ ان مسئلوں میں کیا فرماتے ہیں آپ نے سب کا جواب دیا انہیں
 نے کہا یہ جوابات آپ کو کہاں سے معلوم ہوئے فرمایا ان احادیث
 سے جن کو میں نے آپ سے روایت کی اور چند حدیثیں بسند آپ کے پڑھیں
 امام اعظم نے فرمایا آپ کو کافی ہے وہ حدیثیں جو میں نے سودن میں

روایت کی تم نے مجھ سے ایک ساعت میں روایت کر دیا۔ میں نہیں جانتا تھا کہ تم ان احادیث پر عمل کرو گے۔ اے گروہ فقہا تم لوگ اطلباء ہو۔ اور ہم لوگ عطار ہیں۔ اور اے ابو حنیفہ تم دونوں طرف کو لئے ہوئے ہو۔ یعنی طیب و عطار فقہ و محدث دونوں ہو حفاظ حدیث نے آپ کی احادیث سے کئی مسندیں بیان کیں جن میں اکثر ہم تک متصل ہیں۔ جیسا کہ ہمارے مشائخ کے مسانید میں مذکور ہے۔ اور میں نے ان کو اس لئے حذف کر دیا۔ کہ کلام اور ہمیں طویل ہے۔ اور چنداں فائدہ نہیں۔

اکتیسویں فصل آپ کی وفات کے سبب بیان میں ہے

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ خلیفہ منصور نے آپ کو عہدہ قضا کے لئے طلب کیا۔ اور اس کی خواہش تھی۔ کہ جملہ قضاۃ اسلام آپ کے ماتحت ہوں۔ مگر آپ نے اس سے انکار فرمایا۔ اس پر اس نے قسم کھائی اور سخت قسم کھائی۔ کہ اگر آپ اسے قبول نہ فرمائیں گے تو میں قید کروں گا۔ اور نہایت سخت برتاؤ کروں گا۔ جب آپ نے انکار فرمایا تو اس نے آپ کو قید کر دیا۔ اور کہلا بھیجا تھا۔ کہ اگر قید سے رہائی چاہتے ہیں۔ تو عہد قضا قبول کیجئے۔ آپ انکار فرماتے رہے جب آپ نے انکار شدید کیا۔ خلیفہ نے حکم دیا کہ آپ قید سے باہر لائے جائیں۔ اور ہر روز دس کوٹے مارے جائیں۔ اور بازاروں میں اون کی تشہیر ہو۔ چنانچہ ایک دن آپ نکالے گئے اور بہت ہی دردناک مار آپ پر پڑی یہاں تک کہ آپ

کے دونوں ایڑیوں تک خون بہہ آیا اور اسی طرح سر بازار آپ کی نشہیر کی
 گئی۔ پھر قید خانے والے پس پیچھے گئے اور کھانے پینے میں نہایت ہی تنگی
 کی گئی اسی طرح دوسرے تیسرے دن ہوا۔ یوں برابر دس دن تک
 تب آپ روئے اور بارگاہِ الہی میں دعا کی اس کے پانچویں دن آپ نے
 داعیِ اجل کو لبیک کہا۔ اور ایک جماعت نے یوں روایت کیا ہے کہ آپ
 کو زہر کا پیالہ پینے کو دیا گیا آپ نے انکار کیا اور فرمایا میں جانتا ہوں جو
 اس میں ہے۔ میں اپنے قتل میں قاتل کا مددگار ہونا پسند نہیں کرتا ہوں
 آپ کو پشیمانی کے مومخ میں زبردستی وہ زہر دیدیا گیا جس سے
 آپ نے وفات پائی۔ اور بعضوں نے کہا کہ یہ منصور کے سامنے کا واقعہ
 ہے۔ اور یہ بات صحیح ہے کہ جب آپ نے اپنی وفات کا احساس فرمایا
 سجدہ کیا روح مبارک نے اس حالت میں مفارقت کی کہ آپ سجدہ میں
 تھے۔ بعضوں نے کہا کہ امام صاحب کا رکنا اور عہدہ فضا قبول نہ کرنا
 اس کا باعث نہیں کہ خلیفہ وقت اس بڑی طرح سے آپ کو قتل کرے بلکہ
 اس کا سبب یہ ہے کہ امام صاحب کے بعض دشمنوں نے منصور
 تک یہ خبر پہنچائی کہ امام ابو حنیفہ ہی نے ابراہیم بن عبداللہ ابن حسن بن
 حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو برا بیختہ کیا ہے جو انہوں نے بھروسہ
 میں مخالفت ظاہر کی جس سے منصور بہت ڈرا اور اس کو کسی صورت
 اطمینان نہ ہوا اور یہ بھی دشمنوں نے اس تک پہنچائی۔ کہ آپ نے بہت
 سے مال کے ساتھ اون کی قوت بڑھائی ہے۔ منصور اس سے ڈرا کہ مبادا

امام صاحب ابراہیم بن عبد اللہ کی طرف مائل ہو جائیں۔ تو بہت بڑی وقت ہو گی۔ اس لئے کہ امام صاحب صاحب و جاہت اور بہت بڑے مالدار تھے اس لئے آپ کو بغداد بلا بھیجا اور بے وجہ قتل کی جرأت نہ کی اس لئے عہدہ فضا کا بہانہ نکالا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ وہ اس عہدہ کو سرگز قبول نہ فرمائیں گے۔ تاکہ اس کے ذریعہ سے امام صاحب کے قتل کا موقع ملے۔

تیسویں فصل تاریخ وفات کے بیان میں ہے

ارباب تواریخ کا اتفاق ہے کہ امام صاحب ۵۱۰ھ میں شہر برس کی عمر میں رگی لگنے عالم آخرت ہوئے ۵۱۰ھ میں آپ کا وصال ماننا بالکل غلط ہے اصل ہے اکثر وں کا خیال یہ ہے کہ آپ نے رجب میں انتقال فرمایا اور بعضوں نے کہا کہ شعبان میں اور بعضوں نے نصف شوال بیان کیا ہے آپ نے سوائے حضرت حماد کے اور کوئی ادلاء نہیں چھوڑی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

تیسویں فصل آپ کے تجریر و تکفین کے بیان میں ہے

جب آپ کا وصال ہوا تو قید خانہ سے آپ کو پانچ آدمی لائے اور اس جگہ تک پہنچایا جہاں آپ کو غسل دیا گیا۔ آپ کو مسن بن عمارہ قاضی بغداد نے غسل دیا۔ ابو رجاء عبد اللہ ابن واقد ہرومی پانی دیتے تھے۔ جب قاضی صاحب آپ کے غسل سے فارغ ہوئے بولے اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔

آپ نے تیس سال سے افطار نہ کیا اور چالیس سال سے رات کو نہ سوئے
 آپ ہم سب لوگوں سے زیادہ فقیہ اور عابد و زاہد اور اوصاف خیر کے
 زیادہ جامع تھے۔ اور جب آپ نے انتقال فرمایا۔ جب ہی بھلائی اور سنت
 کی طرف گئے اور اپنے پھیلوں کو تعب اور مصیبت میں ڈال رکھا لوگ آپ
 کے غسل سے فارغ بھی نہ ہوئے تھے۔ کہ بغداد کی بے شمار خلقت ٹوٹ پڑی
 گویا کہ کسی نے آپ کے وصال کی ہر جگہ خبر دی۔ آپ پر جتنے آدمیوں نے
 نماز پڑھی وہ شمار میں بقول بعض کے پچاس ہزار اور بقول بعض اس سے زیادہ
 ہی تھے آپ کے جنازہ کی نماز چھ مرتبہ پڑھی گئی سب سے آخر آپ کے
 صاحبزادے حضرت حامد نے پڑھی کثرت از دحام سے عصر کے بعد تک ہی
 آپ کے دفن سے فراغت نہ ہو سکی۔ بیس دن تک لوگ برابر آپ کی قبر
 پر نماز پڑھتے رہے۔ آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ متبر و خیران میں پورب
 جانب دفن کئے جائیں۔ اس لئے کہ وہاں کی زمین پاک صاف ہے منسوب
 نہیں۔ جب خلیفہ منصور کو یہ خبر پہونچی کہا آپ کی زندگی کی حالت میں اور
 بعد وفات بھی معذور ہیں۔ جب فقہ مکہ ابن جریر استاذ حضرت
 امام شافعی رضی اللہ عنہما کو آپ کے وفات کی خبر پہونچی۔ انا للہ وانا الیہ
 راجعون پڑھا اور فرمایا کتنا بڑا علم جاتا رہا۔ جب شعبہ نے آپ کے وصال
 کی خبر سنی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہا کہ علم کا نور کوہ سے
 بجھ گیا۔ اب ایسا شخص کبھی پیدا نہ ہوگا۔ ایک زمانہ کے بعد سلطان ابوسعید
 مستوفی خوارزمی نے آپ کی قبر مبارک پر ایک بڑا شاندار قبہ بنوایا۔ اور اس

۱ کے ایک جانب مدرسہ جاری کیا۔

چونتیسویں فصل میں وہ غیبی ندائیں ہیں جو آپ کے انتقال کے بعد سنی گئیں :

صدقہ مغاہری سے منقول ہے۔ (یہ شخص محبوب الدعوات تھے) کہ جب
لوگ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کو دفن کر چکے تین رات تک ندائے غیبی سنی
گئی۔ کہ کوئی شخص کہتا ہے :

ذهب الفقه فلا فقه لکم فانقوا اللہ وکونوا خلفا

ملت فہمان فمن ہذا الذی یحیی الیل اذا ما یجفنا

فقہ جاتا رہا اب تمہارے لئے فقہ نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اون کے خلف
بنو۔ امام ابو حنیفہ نے انتقال کیا تو کون ہے۔ اس رتبہ کا۔ جو شب کو عبادت
کرتا ہو۔ جب تاریک ہو جائے۔ بعضوں نے کہا جس شب میں آپ نے
انتقال فرمایا۔ جن روتے تھے۔ اون کے رونے میں یہ دو شعر سنے گئے اول
کوئی کہنے والا نظر نہ آیا۔

پینتیسویں فصل وفات کے بعد بھی ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ
آپ کا ویسا ہی ادب کرتے تھے جس طرح حین حیات
میں اور اس باب کے بیان میں کہ آپ کی قبر کی زیارت

قضاء حاجت کی باعث ہے

ہمیشہ سے علما و اہل حاجت کا داب رہا کہ وہ آپ کی قبر مبارک کی زیارت کرتے اور اوس کے وسیلے سے قضاء حاجت چاہتے اور اس ذریعہ سے کامیابی کا اعتقاد رکھتے اور مومنہ مانگی مراد پاتے تھے۔ از آنجملہ رکن اسلام امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ ہیں کہ جب بغداد میں فروکش تھے۔ فرمایا کہ میں امام ابوحنیفہ سے برکت لیتا ہوں اور ان کی قبر مبارک کی زیارت کرتا ہوں۔ جب مجھے کوئی حاجت پیش آتی ہے۔ دو رکعت نماز پڑھ کر اور ان کی قبر کے پاس جاتا ہوں خداوند عالم سے وہاں دعا کرتا ہوں تو فوراً حاجت روائی ہوتی ہے۔ منہاج نودی کے حاشیہ پر بعض محکمیں نے بیان کیا ہے کہ امام شافعی نے صبح کی نماز امام صاحب رحمہما اللہ تعالیٰ کی قبر کے پاس پڑھی۔ جس میں دعا قنوت کو ترک کیا کسی نے سبب پوچھا فرمایا۔ کہ اس قبر والے کے ادب سے اس کو اور لوگوں نے بھی ذکر کیا ہے۔ اور اس قدر اور بڑھا یا ہے کہ آپ نے بسم اللہ بھی زندہ سے نہ پڑھی۔ اور اس میں کوئی اعتراض نہیں جیسا کہ بعضوں نے خیال کیا ہے۔ کیونکہ کبھی سنت کے معارض ایسی بات عارض ہوتی ہے۔ جس سے اس کا ترک راجع ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ وہ اس وقت اہم تر ہے۔ اور بے شبہ علما کے مقام کی برتری بتانا امر موکد و مطلوب ہے۔ اور جبکہ اس کی ضرورت ہو کسی حاسد کے ذلیل کرنے یا جاہل کے تعلیم دینے کو تو مجرد قنوت پڑھنے اور زندہ سے بسم اللہ کہنے سے بڑھا ہوا

ہے۔ اس لئے کہ ان دونوں میں خلافت ہے۔ اور وہ خلافت سے پاک و
 صاف ہے۔ اور اس لئے بھی کہ اس کا نفع متعدی ہے۔ اور اس کا نفع
 غیر متعدی ہے۔ اور اس میں بھی شک نہیں۔ کہ حاسدین انام آپ کے
 حیات میں اور بعد وفات بھی بہت زیادہ تھے۔ یہاں تک کہ بڑی بڑی
 جھوٹی تہمتیں آپ پر رکھیں۔ اور آپ کے ایسی بری طرح کے قتل میں
 گوشش کی جسکا بیان گذر چکا ہے۔ اور اس میں بھی شک نہیں کہ کسی
 بات کا بیان فعل کے ساتھ زیادہ واضح ہوتا ہے۔ قول کیسا تھ بیان کرنے
 سے کیونکہ دلالت فعل عقلی ہے اور دلالت قول وضعی اور اس میں مدلول سے
 تخلف ممکن ہے۔ اور وہاں ناممکن اس لئے کہ زید کے کریم ہونے پر فعل
 کرم کی دلالت اتنی ہے۔ اس کہنے سے کہ میں کریم ہوں۔ جب یہ سب
 باتیں معلوم ہو چکیں تو واضح ہو گیا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فعل دعا
 قنوت پڑھنے بسم اللہ زور سے کہنے سے افضل تھا۔ کیونکہ اس میں اس
 بات کو ظاہر کرنا ہے۔ کہ امام صاحب کے ساتھ بہت ادب چاہیئے
 وہ بڑے رتبہ کے عالی شخص تھے۔ اور ان ائمہ مسلمین میں سے تھے جن
 کی پیروی کرنی چاہیئے۔ اور سب لوگوں پر ان کی تعظیم و توقیر واجب
 ہے۔ اور آپ ان بزرگان دین رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے ہیں جن سے
 شرم اوسان کا ادب و لحاظ ضروری ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ان کے سامنے
 اگرچہ بعد وفات ہی کیوں نہ ہو۔ کوئی ایسی بات کی جائے۔ جو ان کے ارشاد
 کے خلاف ہو اور یہ کہ آپ کے حساد و غائب و خاص ہیں اور اللہ تعالیٰ

نے باوجود علم دینے کے گمراہ کر دیا ہے۔ جب عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ
 تعالیٰ آپ کی قبر مبارک پر حاضر ہوئے بولے اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے،
 ابراہیم نخعی اور حماد رحمہما اللہ تعالیٰ نے جب انتقال فرمایا تو انہوں نے آپ
 کو اپنا قائم مقام چھوڑا تھا۔ اور آپ امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ اس طرح
 تشریف لے گئے کہ روئے زمین پر کوئی شخص آپ کا جانشین نہیں ہو سکتا
 ہے۔ یہ کہہ کر بیت روئے۔ حسن بن عمارہ رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کی قبر کے
 پاس کھڑے ہوئے اور کہا کہ آپ خلیفۃ السلف تھے۔ اور افسوس کہ
 آپ نے اپنا خلیفہ نہیں چھوڑا۔ مانا کہ کچھ لوگ آپ کے علم میں جو آپ کی
 تعلیم سے ہے۔ خلیفہ ہو سکیں تو وہ لوگ ورع اور تقویٰ میں تو
 آپ کے خلیفہ نہیں ہو سکتے۔ ہاں اگر خداوند عالم انہیں توفیق عطا
 فرمائے۔

چھتیسویں فصل بعض اچھے خوالوں کے بیان میں جو آپ نے
 دیکھے اور آپ کے متعلق لوگوں نے دیکھے،

روایت ہے کہ آپ نے رب العزت جل جلالہ کو ۹۹ بار خواب میں دیکھا۔ تو
 اپنے دل میں کہا کہ اب اگر اس کرامت سے مشرف ہونگا۔ تو میں یہ پوچھوں گا
 کہ بندے تیرے عذاب سے کیونکر نجات پا سکتے ہیں۔ تو جب پھر خداوند
 عالم کو دیکھا۔ حسب ارادہ سوال کیا۔ مولے تعالیٰ نے اس کا جواب

عنایت فرمایا۔ اور یہ گزر چکا ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے خواب دیکھا
 کہ گویا وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر اقدس کو اُگٹ رہے
 ہیں۔ ابن سیریں اور ان کے شاگرد رحمۃ اللہ علیہا نے یہ تعبیر دی کہ
 وہ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قبروں کو نطاہر کریں گے اور ایسے علوم
 پھیلائیں گے جو آپ کے قبل کسی نے نہیں ظاہر کئے۔ ہشام رحمۃ اللہ
 تعالیٰ نے کہا کہ اسی وقت سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نظر اور
 قیاس کرنے لگے اور دینی مسئلوں میں کلام شروع کیا اور یہ خواب آپ کے
 متعلق آپ کے بعض شاگردوں نے بھی دیکھا تھا۔ اور یہ کہ لوگ آپ کو دیکھ رہے
 ہیں۔ مگر کوئی شخص آپ پر انکار نہیں کرتا۔ پھر اس مٹی مبارک سے بہت
 سالیبا اور چارون طرف ہوا میں پھونک دیا۔ اس خواب نے آپ کو
 ڈرا دیا۔ تب آپ نے ابن سیریں سے یہ خواب بیان کیا انہوں نے
 کہا سبحان اللہ جس نے یہ خواب دیکھا ہے۔ وہ بڑے رتبہ کا شخص ہے وہ
 فقیہ ہے یا عالم میں نے کہا وہ فقیہ ہیں۔ بولے بخدا یہ ضرور رسول اللہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وہ علم ظاہر کریں گے۔ جس کو کسی نے ظاہر نہ
 کیا۔ اور ضرور ان کا نام پوربہ پچم اور تمامی اطراف عالم میں جہاں جہاں
 وہ مٹی پہنچی ہے مشہور ہوگا۔ ازہر بن کسبان نے کہا کہ میں حضور
 اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت باکرامت سے مشرف ہوا
 اور آپ کے پیچھے ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ میں
 نے ان دونوں سے عرض کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے

کچھ پوچھوں نہ رہا یا پوچھ مگر زور سے نہ بولتا میں نے امام ابو حنیفہ رحمۃ
 اللہ تعالیٰ کے علم سے سوال کیا کیونکہ میں اُن کے خوشنسخ اعتقاد نہ
 تھا۔ ارشاد ہوا ان کے علم کا سرچشمہ علم خضریٰ سے ہے۔ اور میں
 نے دیکھا کہ پے درپے تین ستارے آسمان سے ٹوٹے ہیں۔ وہ
 امام ابو حنیفہ مسٹر ثور سی رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔ محمد بن مقاتل سے
 اس کا تذکرہ ہوا وہ رو دیئے اور بولے کہ علما زمین کے ستارے
 ہیں۔ اور امام صاحب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت
 سے مشرت ہوئے دیکھا کہ آپ محشر میں حوض کوثر پر تشریف فرما ہیں۔ اور
 آپ کے دہنے جانب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ و
 السلام ہیں۔ پھر ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی طرح یہاں تک
 کہ سترہ بزرگوں کو شمار کیا اور حوض کے آگے اپنے بعض پڑوسیوں کو
 دیکھا کہ اُن کے سامنے برتن ہے اُن سے پوچھا کہ میں پیوں کہا کہ میں
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھ لوں۔ دریافت کرنے پر حضور
 اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اجازت دی تو انہوں نے ایک
 پیالہ دیا آپ نے پیا اور اپنے تمام اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین
 کو پلایا۔ مگر وہ پیالہ انگلی کے پورے کے برابر کم نہوا اور وہ پانی دودھ سے
 زیادہ سفید اور ہر طرف سے زیادہ ٹھنڈا اور شہید سے زیادہ میٹھا تھا۔
 بعض ابدال رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے امام محمد بن حسن رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا

بولے کہ یہ فرمایا کہ میں نے تیرے پرٹھ کو اس لئے علم کا برتن نہیں بنایا
 کہ تجھے عذاب دوں میں نے پوچھا امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیساتھ کیا کیا
 لئے انکار تہ مجھ سے بڑھ کر ہے۔ میں نے پوچھا امام ابو حنیفہ کیساتھ کیا کیا لئے انکار
 اعلیٰ علیین میں، اور دوسری روایت میں، کہ وہ امام ابو یوسف کے کئی درجہ بلند ہیں۔ بعض صالحین
 رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو کسی نے خواب میں دیکھا پوچھا اللہ تعالیٰ
 نے آپ کے ساتھ کیا کیا فرمایا۔ مجھے بخش دیا اور میرے اور
 امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ملائے کہ پر فخر کیا ہم اور وہ اعلیٰ
 علیین میں ہیں۔ مقاتل بن سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حلقہ میں
 سے ایک شخص بکھڑا ہوا اور کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ ایک شخص
 آسمان سے اتر رہا ہے اور اس پر سفید کپڑے ہیں وہ شخص بغداد کے
 سب سے اونچے منارے پر بکھڑا ہوا اور آواز دی کیا چیز لوگ گما بیٹھے متقل
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اگر یہ خواب تمہارا سچا ہے۔ تو ضرور دنیا کا
 سب سے بڑا عالم انتقال کر گیا۔ چنانچہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 نے وصال فرمایا۔ مقاتل نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ اور
 فرمایا افسوس کہ دنیا سے وہ شخص حل بسا جو امت محمدی سے مشکلات
 کو دور کیا کرتا تھا ابو معانی فضل بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
 روایت ہے کہ میں آنحضرت سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کی زیارت سے مشرف ہوا۔ عرض کی کہ حضور امام ابو حنیفہ کے علم کے
 بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ ارشاد ہوا اوس کا علم وہ علم ہے۔ جس کی

لوگوں کو ضرورت ہے۔ مسند دین عبد الرحمن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 سے مروی ہے کہ وہ صبح کے وقت مکہ معظمہ میں رکن اور مقام کے درمیان
 سوئے ہوئے تھے کہ زیارت جمال بے مثال نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم سے مشرف ہوئے۔ عرض کی یا رسول اللہ حضور اُس شخص
 کے پاس میں کیا فرماتے ہیں جو کوفہ میں ہے۔ اُن کا نام نعمان بن
 ثابت ہے۔ کیا میں اُن سے علم حاصل کروں۔ ارشاد ہوا اُن سے
 علم سیکھو۔ اور اُن کے عمل ایسا عمل کرو۔ وہ بہت اچھا شخص ہے،
 بولے میں کھڑا ہوا کہ اور لوگوں کو امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی
 طرف زبردستی متوجہ کرتا ہوں۔ اور جو خیال میرا پہلے تھا اُس سے استعفاء
 کرتا ہوں۔ بعض ائمہ جنابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے کہا کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مذاہب حقہ سے حضور مجھے خبر دیں ارشاد
 ہوا مذاہب حقہ تین ہیں۔ میرے دل میں یہ خیال ہوا کہ یہ مذاہب امام
 ابو حنیفہ کو مذاہب حقہ سے باہر کر دیں گے۔ اس لئے کہ وہ رائے سے
 کہا کرتے ہیں۔ آپ نے اُن کا بیان اس طرح شروع فرمایا۔ ابو حنیفہ شافعی
 احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم پھر فرمایا مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ چار ہیں۔ میں
 نے عرض کی کہ ان سب میں بہتر کون مذہب ہے تو میرا گمان غالب یہ
 ہے کہ فرمایا احمد بن حنبل کا مذہب (تنبیہ) آپ کے بعض حاسدوں کا
 خیال یہ ہے کہ آپ کے متعلق اس کے خلاف خوابیں دیکھی گئیں۔ ازاں

یہ ہے کہ زبیر بن احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 آپ کے بائیں جانب ہیں۔ آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے
 فرمایا فان یکف بھا ہو کا فقد وکلنا بھا تو ما یسوا بھا بکافرین اور
 امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے دہنی طرف ہیں آپ ان کی طرف متوجہ
 ہوئے۔ اور فرمایا اولئک الذین ہدی اللہ فبہد ہم اقتدہ اور یہ خواب
 سچا نہیں ہے اس لئے کہ امام حافظ ویلی صاحب مسند القرویین شافعی
 ہیں۔ اور باوجود اس کے انہوں نے مظفر سے روایت کیا کہ انہوں نے
 اپنے استاد حافظ ابو مظفر قاسمی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے روایت
 کی کہ انہوں نے ایک بیت لبا خواب دیکھا جو ان چند چیزوں پر مشتمل
 ہے۔ جن کو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا
 تھا انہوں نے اختلاف ائمہ کا ہے ارشاد ہوا کہ ہر مجتہد اپنے اجتہاد میں
 مصیب ہے۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امام ابو
 حنیفہ فرماتے ہیں۔ کہ دونوں مجتہد برسر صواب ہیں۔ اور حق ایک کی
 جانب ہے۔ اور امام شافعی فرماتے ہیں۔ کہ دو مجتہدوں میں سے
 ایک مخطی ہے۔ اور ایک مصیب اور مخطی معفو عنہ ہے۔ حضور اقدس
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ دونوں معنی قریب قریب
 ہیں۔ اگرچہ دونوں میں قطعاً فرق ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو دونوں میں کس کو لینا النصب ہے ارشاد ہوا

دو نوں حق ہیں۔ عرض کی تو احمد بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اس قول کے (جو اوپر گزرا) کیا معنی ہیں ارشاد ہوا مجھے یاد نہیں کہ ایسا کہا ہے۔ اور اگر کہا ہوگا تو دونوں کے لئے یہ کہا ہوگا اولئک علی ہدی من ربکم میں نے کہا خدا کا شکر ہے کہ جس نے امور دینیہ میں وسعت کر دی اور میں امید کرتا ہوں کہ اُن کا اختلاط رحمت ہو اور اُس خواب کے علاوہ اور دوسرے خواب بھی ہیں۔ جن کو میں نے اُسکی شاعت و قباحت کی وجہ سے چھوڑ دیا۔ اور اس کے رد کے لئے وہ سب خواب کافی ہیں۔ جو پہلے گزرے ہیں۔ علاوہ بریں اچھے خواب بہت زیادہ ہیں۔ جن سے میں نے چند نفیس خوابوں پر اختصاراً بس کیا ہے۔

سینٹیویں فصل اس شخص پر رو میں ہے جس نے امام صاحب پر قدح کیا کہ آپ قیاس کو سنت پر مقدم کرتے ہیں

حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے قول کا خلاصہ یہ ہے کہ اہلحدیث امام صاحب کی مذمت میں حد سے گزر گئے اور افراط سے کام لیا کہ وہ قیاس کو احادیث پر مقدم جانتے ہیں۔ اور اکثر اہل علم کا متقولہ یہ ہے۔ کہ جب صحیح حدیث موجود ہو تو رائے اور قیاس

باطل ہے مگر اس قسم کی کوئی حدیث وارد نہیں ہوئے بعض اخبار
 کے جس میں بھی تاویل کا احتمال ہے اور اکثر قیاسوں میں آپ
 کے غیر آپ پر سابق ہیں۔ اور ان کے مثل اُس بات میں اُن کے
 تابع ہیں اور امام صاحب کے اکثر قیاسات ایسے ہیں کہ اُس
 میں آپ اپنے شہر کے اہل علم مثل ابراہیم نخعی اصحاب ابن مسعود
 کے تابع ہیں۔ ہاں امام صاحب اور اُن کے تلامذہ رحمہم اللہ تعالیٰ
 کے اس قسم کے قیاسات زیادہ ہیں اور آپ کے سوا اور لوگوں
 کے بھی ہیں۔ مگر وہ کم ہیں۔ اس لئے جب امام احمد بن حنبل
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا۔ کہ امام صاحب کیوں آپ کو
 بڑے معلوم ہوتے ہیں۔ بولے بوجہ رائے کے کہا گیا۔ کہ امام مالک
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رائے سے مسائل نہیں بیان کئے۔ امام احمد
 نے کہا ہاں مگر امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اپنی رائے سے زیادہ
 مسئلے بیان کرتے ہیں۔ کہا گیا۔ تو آپ نے دونوں کے بائے میں
 موافق حصہ رسد ہی کیوں نہیں کلام کیا۔ امام احمد رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ خاموش ہو گئے۔ بیٹ بن سعد کہتے ہیں۔ کہ میں نے امام
 مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ستر مسئلے ایسے شمار کئے جو انہوں نے
 اپنی رائے سے نکالے ہیں۔ حالانکہ وہ سب سنت رسول اللہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کے مخالف ہیں۔ اور میں نے
 انہیں اس بائے میں بطور نصیحت لکھا تھا۔ اور میں نے علماء اہل

سے کسی ایک کو بھی نہ دیکھا۔ کہ اُس نے کوئی حدیث رسول اللہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت کی ہو۔ پھر اُس کو بغیر حجت
 و مثل اوعاء نسخ یا اجماع یا عمل جس کی اصل پر انقیاد ضروری ہو۔ یا
 طعن فی السند کے رد کیا ہو۔ اور اگر کوئی عالم کسی حدیث کو بغیر حجت
 کے رد کرتا تو اُس کی عدالت ساقط ہو جاتی اور ایسے شخص کو
 فاسق کہا جاتا ہے جائیکہ وہ امام بنا رہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے
 ان باتوں سے ان کو بچائے رکھا ہے۔ اور بیشک صحابہ کرام رضی اللہ
 تعالیٰ عنہم اجمعین سے بھی اجتہاد بالرائے اور قول بالقیاس مروی ہے،
 اور جن اصول پر اُن کا قیاس مبنی ہوتا ہے۔ اس کا بیان بہت طویل ہے
 یوہیں تابعین میں سے ایک کثیر جماعت سے اجتہاد بالرائے ثابت ہے ختم
 ہو اُکلام علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہما کا اور اُس کلام میں اُس اعتراض
 کا شافی جواب ہے تو تو خوب سوچ لے خلاصہ یہ کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ
 تعالیٰ تنہا قیاس کے ساتھ منفرد نہیں بلکہ فقہاء ائمہ کا اس
 پر عمل ہے جیسا کہ حافظ ابن عبد البر نے بیان کیا۔ اور اُس کو بہت
 تفصیل کے ساتھ لکھا اور جس نے اسے عیب جانا اُس کا رد
 کیا (تنبیہ) ایک جماعت نے امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 کو مرجئہ میں سے شمار کیا اور یہ کلام بوجود ٹھیک نہیں اولاً
 شارح موافق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ عسانا مرجی اپنے مذہب
 اور جاء کو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کرتا تھا اور اُن کو

بھی مرجئہ سے شمار کرتا۔ اور یہ امام صاحب پر اُس کا افترا
 ہے۔ اس سے عسان کا مقصود امام صاحب جیسے جلیل القدر
 مشہور شخص کی طرف منسوب کر کے اپنے مذہب کو رواج
 دینا تھا۔ ثانیاً آدمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ جس نے
 امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مرجئہ اہلسنت سے گناہ
 اُس کا عذر یہ ہے کہ معتزلہ صدر اول میں اپنے مخالفین فی العذر
 کا لقب مرجئہ رکھتے تھے۔ یا چونکہ امام صاحب کا مسئلہ یہ تھا۔
 الایمان ولا یزید ولا ینقص اس سے آپ کا مرجئہ ہونا سمجھا
 کیونکہ مرجئہ عمل کو ایمان سے مؤخر خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ ایسا
 نہیں اس لئے عمل میں آپ کا کمال مبالغہ اور بلیغ کوشش
 معروف و مشہور ہے۔ ثالثاً ابن عبد البر رحمۃ اللہ تعالیٰ نے
 کہا کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ محسود تھے۔ اُن کی طرف
 ایسی باتیں منسوب ہوا کرتی تھیں : جو آپ میں نہ تھیں۔ اور
 آپ کے باطن میں ایسی باتیں گڑھن جاتیں۔ جو آپ کے
 لائق نہ تھیں۔ آپ کے پاس وکیع رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ آئے تو دیکھا کہ آپ متفکر سر جھکائے بیٹھے ہیں۔ پھر پوچھا
 آپ کہاں سے تشریف لائے وکیع بولے شریک کے یہاں
 سے تو آپ نے یہ شعر پڑھا :

اَنْ یَّحْسُدُوْنِیْ فَاِیُّ غَیْرِیْ لَیْسَ مِنْهُمْ قَبْلُیْ مِنَ النَّاسِ مِنْ اَھْلِ الْفَضْلِ قَضِیْدُ

فَدَامَ لِي دَلْمُ مَا بِي وَمَا بِيَوْمَ دَمَاتَ أَكْثَرُنَا غِيظًا بِمَا يَجِدُ
 اگر وہ لوگ مجھ سے حسد کرتے ہیں۔ تو میں انہیں ملامت نہیں
 کرتا۔ مجھ سے پہلے اور اہل فضل بھی محسود ہوئے۔ تو ہمیشہ
 رہا میرے لئے اور اُن کے لئے وہ کہ میرے ساتھ اور اُن
 کے ساتھ ہے۔ اور اکثر لوگ اُس سبب سے جو انہوں نے
 پایا مالے غفہ کے مر گئے۔ دیکھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
 کہا کہ میرا گمان یہ ہے کہ شاید شریک کے متعلق اس قسم
 کی کوئی خبر آپ کو معلوم ہوئی ہوگی۔

اڑتیسویں فصل آپ کے بائے میں جو جرح ہوئی اس
 کے رد کے بیان میں ہے

ابو عمر یوسف بن عبد البر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ جن لوگوں
 نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے روایتیں کیں اور اُن کو ثقہ
 کہا۔ اور ان کی مدح سرائی کی وہ آپ کے حق میں کلام کر نیوالوں
 سے بہت زیادہ ہیں۔ اور صرف اہلحدیث نے آپ کے بائے
 میں کلام کیا۔ اور اکثر کا اعتراض صرف یہ ہے کہ امام صاحب رحمۃ
 اللہ علیہ رائے اور قیاس میں بالکل مستغرق تھے۔ اور پہلے بیان
 ہو چکا کہ یہ کوئی عیب نہیں۔ اور مثل مشہور ہے کہ آدمی کے
 تیز ہونے کی دلیل یہ ہے۔ کہ لوگ اُس کے بائے میں متبائن

خیال کے ہوں۔ دیکھو حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے
 بائے میں دو فرقے ہلاک ہوئے۔ ایک محب جنہوں نے ادعا محبت
 میں حد سے زیادہ افراط کیا۔ دوسرے مبغض جنہوں نے مرتبہ
 گھٹانے میں کچھ اٹھانہ رکھا۔ امام علی بن المہدی رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ نے کہا کہ ثوری ابن مبارک حماد بن زید ہشام و کعب عباد بن
 العوام جعفر بن عون رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ
 علیہ سے روایت کی اور کہا کہ وہ ثقہ ہیں۔ ان میں کوئی مضائقہ نہیں
 شعبہ بھی امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ اچھا خیال رکھتے
 تھے۔ یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہما نے کہا کہ ہمارے اصحاب امام
 ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں بہت تفریط سے کام
 لیتے ہیں۔ اُن سے کہا گیا تو کیا وہ جھوٹ بولتے تھے۔ کہا آپ اس
 سے بہت بیزار تھے۔ طبقات شیخ الاسلام تاج الدین سبکی میں ہے
 بہت ڈر بہت بچو اس بات سے کہ محدثین کے اس قاعدے
 سے کہ جرح مقدم ہے تعدیل پر ایسا سمجھنے لگو کہ یہ علی الاطلاق ہے
 بلکہ درست یہ ہے کہ جس شخص کی امامت و عدالت ثابت ہو،
 اور اُس کے مدح کرنے والے تہذیب کرنے والے زائد ہوں.....
 اور جرح کرنے والے غلوئے اور وہاں تعصب مذہبی وغیرہ اسباب
 جرح موجود ہوں تو کبھی اس کی جرح کی طرف التفات نہ کی جائے گی،
 پھر ایک طویل کلام کے بعد ذکر کیا ہے کہ میں نے تجھے بتا دیا ہے،

کہ جارج کی جرح اگرچہ مفسر ہو جب بھی اس شخص کے حق میں مقبول نہیں
 جس کی طاعتیں معصیت پر غالب ہوں۔ اور جس کے مداح مذمت کرنے
 والے سے زیادہ ہوں۔ اور جس کے مزکی جرح کرنے والوں سے دائر
 ہوں۔ جبکہ وہاں کوئی ایسا قرینہ ہو۔ جس کی وجہ سے عقل گواہی دے
 کہ مثلاً تعصب مذہبی یا منافست دنیوی اس کا باعث ہے جیسا کہ عام
 طور پر ہم حضروں میں ہوا کرتا ہے۔ تو ایسی حالت میں امام صاحب رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف ثوری وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے کلام کی
 طرف التفات نہ ہوگا۔ نہ امام مالک کے خلاف ابن ابی ذئب
 وغیرہ نہ امام شافعی کے خلاف ابن معین وغیرہ نہ احمد بن صالح
 کے خلاف امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے کلام
 کی طرف اہمیت کیا جائیگا۔ تاج سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے
 کہا کہ اگر تقدیم جرح کو مطلق رکھیں۔ تو ائمہ میں سے کوئی شخص
 سالم نہ رہے گا۔ اس لئے کہ کوئی امام بھی ایسا نہیں۔ جس
 پر طعن کرنے والوں نے طعن نہ کیا ہو۔ اور ہلاک ہوئے والے
 اُس میں ہلاک نہ ہوئے ہوں۔ ابن عبد البر رحمہما اللہ تعالیٰ نے
 فرمایا کہ اس باب میں بہتیروں سے غلطی ہوئی۔ اور فرقہ جاہلیہ
 اس میں گمراہ ہوا۔ وہ نہیں جانتا کہ اس باب میں اُس پر کیا
 گناہ ہے۔ پھر فرمایا کہ جس کو جہور نے اپنا دینی پیشوا مان لیا
 ہو۔ اُس کے باب میں کسی طعن کرنے والے کا قول معتبر نہ ہوگا۔

اس پر یہ دلیل ہے کہ سلف رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں بھی بعضوں
 نے بعضوں کو حالت غیض و غضب میں بہت سخت و سست
 کہا ہے۔ اس میں سے بعض تو عسدر پر محمول کیا گیا اور بعض کی ایسی
 تاویل کی گئی۔ کہ اس سے مقول فیہ میں کچھ لازم نہیں آتا۔ یوہیں صحابہ
 و تابعین و تبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے کلمات میں پچھتوں
 کا ایک دوسرے پر طعن کرنا بہت سادہ و آسان ہے۔ جس کی طرف
 ایک عالم نے بھی انتفات نہ کیا نہ اس کا خیال کیا کیونکہ وہ بھی بشر
 ہیں۔ آپس میں کبھی ایک دوسرے سے خوش رہتے ہیں۔ اور کبھی ناراض
 ہوتے ہیں۔ اور رونا مندی کے وقت کی بات اور ہوتی ہے۔ اور ناراضی
 کے وقت کی دوسری۔ توجہ شخص علماء میں سے ایک کا طعن دوسرے
 پر قبول کرے۔ اُس کو چاہیے۔ کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں
 بھی ایک کی تشنیع دوسرے کے حق میں قبول کرے۔ اور یوہیں تابعین
 و تبع تابعین و ائمہ مسلمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں بھی بعضوں کا
 اعتراض بعضوں کے حق میں مان لے تو اگر ایسا کوئی کرے گا غایت
 درجہ گمراہ اور نہایت ہی نقصان میں ہوگا۔ اور اگر اُسے خدا نے
 ہدایت کی اور ٹھیک راستہ الہام کیا۔ تو ایسا نہ کرے گا۔ اور ہرگز
 ایسا نہ کرے گا۔ تو اُسے چاہیے۔ کہ جو میں نے شرط کیا ہے۔ وہاں
 ٹھہر جائے۔ کیونکہ وہ حق ہے۔ اور اس کے سوا باطل ہے۔ اس کے
 بعد بہتر کلام امام مالک کے پچھتوں کا اُن کے حق میں اور ابن معین کا

کلام امام شافعی کے حق میں ذکر کیا۔ اہل کہا کہ جن لوگوں نے امام مالک اور
امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان میں کلام کیا۔ اُس کی مثال
ایسی ہے۔ جیسے حسن بن ہانی نے کہا ہے

يَا نَاطِلَ الْجَبَلِ الْعَاقِلُ يَتَكَلَّمُ أَشْفَقَ عَلَى النَّاسِ لَا تَشْفَقُ عَلَى الْجَبَلِ
لے بلند پہاڑ پر اس لئے مرنے والے کہ اُسے زخمی کر دے۔ تو اپنے
سر پر ڈر پہاڑ کا مت خیال کر۔ اور ابو العتاهرہ نے کیا اچھا کہا ہے
وَمَنْ ذَا الَّذِي يَجُودُ مِنَ النَّاسِ سَالِمًا وَلِلنَّاسِ قَالٍ بِالظُّنُونِ ذَرِيسٌ
وہ کون شخص ہے جو تم لوگوں سے سلامت رہے۔ حالانکہ اپنے گمان سے
لوگ قاتل و قتل کرتے ہیں۔ کسی نے ابن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
کہا کہ فلاں شخص امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں بد گوئی
کرتا ہے۔ تو آپ نے یہ شعر پڑھا۔

حَسَدُكَ إِذَا مَا فَضَّلَكَ اللَّهُ بِمَا فَضَّلْتَ بِهِ الْجَبَّارُ
لوگ تجھ سے حسد کرتے ہیں۔ اس لئے کہ خدا نے تجھے فضیلت دی۔ ساتھ
اُس چیز کے کہ اُس کے ساتھ شریف لوگ فضیلت دیئے گئے ہیں۔
کسی نے یہ بات ابو عامر بنیل رحمۃ اللہ تعالیٰ سے ذکر کی بولے وہ ویسا ہی
ہے۔ جیسا ابوالاسود دہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے

حَسَدٌ وَالْقَتْلُ إِذْ لَمْ يَأْتِ سَعِيدٌ بِالْقَوْمِ أَعْدَاؤُهُ وَخَصْمُومُ
لوگ جو ان سے حسد کرنے لگے۔ جبکہ انہوں نے اُس کی کوشش کو اپنا یاد تو
قوم اُس کی دشمن اور مخالفت ہوئی۔ ابو عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ علم حاصل کرو۔ جہاں تم پاؤ
 ائمہ فقہاء، رحمہم اللہ تعالیٰ کا وہ قول جو بعضوں نے دوسروں کے حق میں کہا مت
 قبول کرو اس لئے کہ وہ عار کرتے ہیں۔ جیسے نزدیکے خوابگوہوں کے ہائے
 میں عار کرتے ہیں۔ دوسری روایت انہیں کی ہے۔ علماء کا کلام سنو اور
 ایک کی دوسروں پر طعن کرنے میں تصدیق نہ کرو۔ اس لئے کہ بخدا وہ لوگ زیادہ
 عار کرتے ہیں۔ نزدیکوں سے اپنی خوابگوہوں کے ہائے میں۔ اسی طرح
 عمرو بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے۔ اسی واسطے مبسوط میں امام
 مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب مذکور ہے کہ علماء کی گواہی علماء کے خلاف
 جائز نہیں۔ اس لئے کہ وہ آپس میں سب سے زیادہ حسدی اور ایک دوسرے
 سے بہت بعض رکھنے والے ہیں۔ فقیر مترجم غفرلہ المولیٰ التقدير کہتا ہے
 کہ یہ صرف ان دونوں حضرات کا خیال ہے ورنہ علمائے کرام کی شان
 ارفع واعلا ہے۔ اس بات سے کہ وہ ایک دوسرے سے حسد رکھیں
 یا بلا وجہ بعض و عداوت رکھیں۔

اوتنا لیسویں فصل خطیب نے جو تاریخ میں امام صاحب رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کے مخائین کا کلام نقل کیا، اسکے رد میں ہے
 مخفی نہ رہے کہ قادیان کے اقوال نقل کرنے سے خطیب رحمۃ اللہ علیہ کی
 اور کوئی غرض نہیں سوا اس کے کہ ابام صاحب کے بارے میں لوگوں

نے جو کچھ کہا ہے۔ وہ سب جمع کر دیئے جائیں۔ جس طرح مؤرخوں کی عادت
 ہوا کرتی ہے۔ کہ ہر مطلب و یا بس جمع کر دیتے ہیں۔ اس سے اُن کی نیت
 توہین و تنقیص شان نہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے اس سے پہلے امام صاحب
 کے مدح کرنے والوں کا بھی کلام نقل کیا ہے۔ اور اس بارے میں بہت
 کچھ لکھا۔ اور آپ کے ایسے اوصاف بیان فرمائے۔ کہ دیگر اہل مناقب
 اُس پر اعتماد کر کے اس کو نقل کیا کرتے ہیں۔ اس کے پیچھے قادیان کا
 کلام اس لئے نقل فرمایا۔ تاکہ معلوم ہو جائے۔ کہ اتنا بڑا شخص بھی
 حاسدین و جہال کے طعن سے محفوظ نہ رہا۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ
 طعن کی جتنی روایتیں ہیں۔ اکثر ان میں مشکلم فیہ یا مجہول سے خالی نہیں۔
 اور اس پر اجماع ہے۔ کہ ایسی روایتوں کی وجہ سے کسی ادنیٰ مسلمان کی
 بھی آبروریزی درست۔ چہ جائیکہ مسلمانوں کے امام عالی مقام رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کی۔ شیخ الاسلام امام تقی بن دقین العید رحمہما اللہ تعالیٰ نے
 فرمایا لوگوں کی عزت آبرو و جہنم کے گڈ ہوں سے ایک گڈ ہے۔ جس کے
 کنالے پر حکام اور محدثین مٹھ رہے ہیں۔ اور اگر قادیان کا وہ کلام
 جسے خطیب نے ذکر کیا بالفرض صحیح بھی مان لیا جائے۔ جب بھی معتبر
 نہیں۔ اس لئے کہ طعن کرنے والا اگر امام صاحب کا معاصر نہیں۔ تو وہ
 مقلد محض ہے۔ جو کچھ امام صاحب کے دشمنوں نے لکھا۔ اس کا متبع
 ہے۔ اور اگر امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہم عصر ہے۔ جب بھی قابل
 قبول نہیں۔ اس لئے کہ پہلے یہ بات گزر چکی کہ اقران کا قول دربارہ طعن

ایک دوسرے کے حق میں مقبول نہیں علامہ ذہبی اور ابن حجر رحمہما اللہ تعالیٰ
نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ خصوصاً صاحب کہ ظاہر ہو کہ یہ کسی عدالت یا
اختلاف مذہب کی وجہ سے ہے۔ اس لئے کہ حسد سے کوئی نہیں بچتا سوا
اس کے جسے خدا تعالیٰ محفوظ رکھے۔ ذہبی علیہ الرحمۃ نے کہا میں کسی زمانہ کو
ایسا نہیں دیکھتا ہوں جس میں معاصر سلامت رہا ہو۔ سوائے زمانہ انبیائے
کرام علیہم السلام اور زمانہ صدیقین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے
علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے طالب ہدایت تجھے لائق ہے کہ
ائمہ فاضلین کیسا فہم ادب کا راستہ اختیار کرو اور یہ کہ بعض لوگ کلام جو بعض کے حق
میں ہوا ہے اُسے نہ دیکھ کر حبیث لیل بیان کیا جائے پھر بھی اگر تاویل اور حسن
ظن ہو سکے تو اسکو اختیار کرو نہ ان اختلافات سے جو ان میں ہوئے درگزر کرو۔
اس لئے کہ تم اسلئے نہیں پیدا ہوئے۔ بلکہ جو باتیں کار آمد ہیں۔ ان میں مشغول رہ
اور لا یعنی باتوں سے احتراز کرو اور میرے نزدیک ہمیشہ طالب علم ہوشیار رہتا
ہے۔ جب تک اس میں غور و خوض نہ کرے۔ جو سلف صالحین میں ہوا ہو،
اور اس میں بعضوں کے حق میں بعضوں پر فیصلہ نہ کرنے لگے تو خبردار ایسا نہ ہو
کہ تم اسکی طرف کان لگاؤ۔ جو امام صاحب اور سفیان ثوری یا امام مالک
اور ابن ابی ذئب یا احمد بن صالح اور نسائی یا احمد اور حارث بن اسد محاسبی
رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان واقع ہوا ہے۔ اور اسبطرح زمانہ غریب سلام
اور تقی بن صالح رحمہم اللہ تعالیٰ تاک اس لئے کہ اگر تو اس میں پھنسیگا تو تجھ پر
ہلاک ہونے کا خوف ہے۔ پس قوم ائمہ اعلام ہیں اور ان کے اقوال کے لئے

مختلف معامل ہیں۔ تو بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بعض محل سمجھ میں نہ آئے،
 تو ہمیں بھی چاہیے کہ اُن سب کے حق میں دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اُن سب
 سے راضی ہو۔ اور جو کچھ اُن میں واقع ہوا اُس سے سکوت کریں۔ جس طرح
 ہم اُن باتوں میں سکوت کرتے ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین
 کے درمیان واقع ہوا۔

چالیسویں فصل اس کے بیان میں یہ جو کہا گیا کہ امام صاحب نے صریح احادیث صحیحہ کا بغیر حجت کی خلاف کیا ہے۔

یہ باب بہت وسیع ہے چاہتا ہے کہ جس قدر ابواب فقہیہ ہیں۔ سب شمار کئے
 جائیں (اور یہ نہایت مشکل ہے) تو ہم صرف چند قواعد اجمالیہ کی طرف
 اشارہ کرتے ہیں۔ تاکہ جو شخص اُن کو اولہ تفصیلہ کے وقت مستحضر رکھے۔ نفع
 اٹھائے جان لو کہ متقدمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے جن لوگوں نے ایسا
 گمان کیا اُن میں سے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اور متاخرین میں سے حافظ
 ابوبکر بن ابی شیبہ کوفی شیخ بخاری ہیں۔ اور ان لوگوں سے اس قسم کی بات
 کے صادر ہونے کا سبب یہ ہے کہ ان لوگوں نے آرام طلبی کی اور امام صاحب
 رحمۃ اللہ علیہ کے قواعد و اصول میں تامل نہ کیا۔ اس لئے کہ امام صاحب
 کے قواعد سے ایک یہ ہے کہ جز واحد جب اصول مجمع علیہا کے مخالف
 ہو تو وہ قابل قبول نہیں۔ لہذا ذکرہ الحافظ ابوبکر بن عبد البر وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم تو اس وقت قبلیں

کو مقدم کرنا ہوگا۔ اور امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قیاس کو خبر احاد پر مقدم کر دینا کیسی مندر
کی ہے۔ کہ یہ کسی سبب سے بے وجہ ایسا نہیں کیا ہے۔ اور نہ حاشا و کلا باوجود
قواعد سے حدیث صحیح ہونیکے پھر بھی اسکے رو کر نیکو ایسا کیا ہے۔ یا ایسا کسی خاص امر
کے باعث ہے۔ مثلاً وہ حدیث پر مطلع نہ ہوئے یا مطلع تو ہوئے مگر وہ حدیث انکے
نزدیک صحیح نہ ثابت ہوئی یا اس لئے کہ وہ روایت غیر فقیہ کی ہے اور مخالف
قیاس ہے اس لئے فقہا کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کی حدیث مسرات کو رد کر دیا ہے۔ لیکن اکثر علمائے احناف نے اس قول کی
مدد کی جس پر جمہور علماء ہیں۔ یعنی راوی کا فقیہ ہونا شرط نہیں بغیر اسکے بھی خبر کو قیاس پر متور
کرنا چاہیے انہوں نے فرمایا کہ ہمارے اصحاب رحمہم اللہ تعالیٰ نے باوجودیکہ حدیث ابو ہریرہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیاس کے خلاف ہے پھر بھی اس صورت میں کہ روزہ دار بھول
کر کھائے یا پیئے اس کو معمول بہ ٹھہرایا ہے۔ یہاں تک کہ امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے فرمایا کہ اگر روایت موجود نہ ہوتی تو میں قیاس سے کہتا اور امام صاحب کے ثابت ہے
کہ جو کچھ ہمارے پاس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد آئے تو ہمارے سر اٹھو
پر اور سلف میں کسی سے یہ منقول نہیں کہ انہوں نے راوی کا فقیہ ہونا شرط کیا ہو تو
یہ بات ثابت ہوئی کہ یہ شرط لگانا ایک نئی بات ہے اور بعضوں نے کہا کہ حضرت ابو
ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو فقیہ تھے۔ کیونکہ وہ جملہ اسباب اجتہاد کے جامع تھے اور وہ صحابہ
کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہی کے زمانہ میں فتویٰ دیتے تھے۔ حالانکہ اس زمانہ میں کوئی
شخص سوائے سید مجتہد کے فتویٰ دے کا مجاز نہ تھا۔ اور اسی کا اتباع مجہوبی ترقی رحمتہ
اللہ تعالیٰ نے طبقات حنفیہ میں کیا ہے۔ کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقہاء

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے تھے۔ اسے ابن حزم نے ذکر کیا ہے۔ اور پہلے استاد
 شیخ الاسلام علامہ تقی سبکی علیہ الرحمۃ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
 فتاویٰ کو ایک جلد میں جمع فرمایا ہے۔ جس کو میں نے اُن کی زبان مبارک سے
 سنا انتہی۔ یا اُس لئے کہ راوی کا عمل اپنے حدیث مروی کے خلاف ہو کیونکہ
 یہ نسخ یا اسکے مثل پر دلالت کرتا ہے۔ اسی لئے لوگوں نے کتے کے منہ ڈالنے
 سے برتن کو تین دفعہ دہونے پر عمل کیا۔ باوجودیکہ سات مرتبہ دہونے کی حدیث
 اُن سے مروی ہے۔ کیونکہ وہ خود تین ہی مرتبہ دہوتے تھے اور اسی طرح ابن
 عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اس قول کو لیا کہ مرتدہ قتل نہ کی جائیگی۔ باوجودیکہ اُن
 سے حدیث مروی ہے کہ جو شخص اپنے دین کو بدلے اُسے قتل کر ڈالو یا اس
 لئے کہ حدیث ایسی ہو جس سے واقف ہونے کی تمام لوگوں کو ضرورت ہو پھر بھی ایک
 راوی کے سوا اور کسی سے روایت نہ آئی ہو تو اس حدیث کی روایت میں ایک شخص کا
 منفرد ہونا یہ قسح اور عیب ہے۔ اسی لئے لوگوں نے مس ذکر سے وضو ٹوٹنے کی
 حدیث کو نہیں لیا جس کا راوی بسرو ہے۔ کیونکہ اس مسئلہ کی ضرورت عام ہے
 یا اُس لئے کہ وہ حدیث عید یا کفارہ میں وارد ہوئی ہو۔ کیونکہ یہ دونوں شبہ کی وجہ
 سے ساقط ہو جاتی ہیں۔ اور جو راوی کہ اس کے ساتھ منفرد ہوا ہے اسکے حفاظ
 کا احتمال یہی ایک قسم کا شبہ ہے۔ یا اُس لئے کہ وہ حدیث قیاس جلی کے مخالف ہو اُس
 حدیث کے خلاف ہو جس کو دوسری حدیث سے قوت ملی ہو۔ یا اُس لئے کہ اُس حدیث
 میں بعض سلف پر طعن ہو جیسے حدیث قسامہ۔ یا اُس لئے کہ جس مسئلہ میں خبر
 واحد وارد ہوئی ہو۔ پھر بھی صحابہ کرام میں وہ مسئلہ مختلف تھا یا تھا اور کسی نے

اس حدیث سے استدلال نہ کیا تو باوجود شدت اعتناء بالحدیث صحابہ کرام
کا اس حدیث کو مطلقاً چھوڑ دینا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ حدیث منسوخ
ہو یا پاپ یہ ثبوت تک نہ پہنچی ہو جیسے حدیث الطلاق بالرجال کیونکہ اس مسئلہ
میں اختلاف ہوا ایک جماعت نے کہ انہیں میں امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ہیں۔ یہ کہا کہ عدو طلاق میں شوہر کے حر اور غلام ہونے کا اعتبار ہے اور ایک
جماعت نے کہ ان میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ یہ فرمایا کہ عدو
طلاق میں عورت کے حرہ اور کنیز ہونے کا اعتبار ہے اور بعضوں کے نزدیک دو
میں سے جو رقیق ہو اس کا لحاظ کیا جائیگا۔ یا اس لئے کہ وہ خبر واحد ظاہر عموم
قرآن کے مخالف ہو اس لئے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عموم قرآن کو غیر
واحد سے خاص کرنا یا قرآن کو منسوخ مانتا جائز نہیں جانتے تھے۔ کیونکہ خبر واحد
ظنی ہے اور قرآن شریف یقینی ہے۔ اور اقویٰ کو مقدم کرنا واجب ہے جیسے
حدیث لا صلوة الا بفاتحة الكتاب کہ یہ عموم آیہ کریمہ فاقرؤا ما تيسر منه
کے مخالف ہے۔ یا اس لئے کہ وہ خبر واحد سنت مشہورہ کے مخالف ہو کیونکہ
حدیث خبر واحد سے قوی ہے جیسے حدیث شاہد اور یحییٰ کی کہ یہ عموم خبر مشہورہ
الْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِي وَالْيَمِينُ عَلَى مَنْ أَنْكَرَ کے مخالف ہے۔ یا اس لئے کہ وہ خبر
قرآن شریف پر زائد ہو جیسے یہی حدیث کہ قرآن شریف میں دومر و یا ایک
مرد اور دو عورتوں کی گواہی کا ذکر ہے۔ تو شاہد احد یحییٰ ان دونوں پر زائد ہیں،
جب بات ثابت ہو چکی تو امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بری ہونا
اس سے ظاہر ہو گیا۔ جو ان کے دشمنوں اور ان لوگوں نے جو ان کے قواعد

بلکہ مواقع اجتہاد کے بالکل ناواقف ہیں۔ آپ کی طرف نسبت کیا کہ آپ
 خبر احاد کی بے وجہ ترک فرمایا کرتے ہیں۔ اسیہ بات بھی معلوم ہو گئی کہ آپ نے
 کسی حدیث کو نہیں چھوڑا۔ مگر کسی ایسی دلیل کی وجہ سے جو ان کے نزدیک قوی
 اور واضح تھے۔ ابن حزم نے کہا کہ تمام حنفیوں کا اجماع ہے۔ کہ امام صاحب
 رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ ان کے نزدیک ضعیف حدیث بھی رائے
 پر مقدم ہے۔ تو حدیث کے ساتھ امام صاحب کا اعتنا اور جلالیت حدیث
 اور اس کا رتبہ سمجھ لے اسی لئے امام صاحب نے حدیث مرسل کو قیاس پر عمل کرنے
 سے مقدم جانا تو وضو کو قہقہہ کی وجہ سے واجب کیا حالانکہ وہ قیاساً محدث
 نہیں۔ اس لئے کہ حدیث مرسل میں وارد ہے اور نماز جنازہ اور سجدہ تلاوت
 میں قہقہہ کو ناقص نہ مانا۔ اس لئے کہ نص وارد ہوئی اس نماز میں جو رکوع
 و سجود والی ہو۔ محققین رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا کہ نہ تو صرف رائے پر عمل کرنا
 درست ہے اور نہ فقط حدیث پر عمل کرنا ٹھیک ہوتا ہے۔ جب تک
 کہ اس میں رائے نہ استعمال کی جائے۔ اس لئے کہ حدیث کے معانی کو رائے
 ہی دریافت کرنے والی ہے۔ جس پر احکام کا مدار ہے۔ اسی لئے جب کہ
 بعض محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ نے مدرک تحریم فی الرضا میں غور کیا تو حکم
 دیدیا کہ وہ دو شخص جنہوں نے ایک بکرمی کا دودھ پیا ہو ان میں حریمیت
 ثابت ہے۔ اسی وجہ سے بھول کر کھالینے سے روزہ نہیں جاتا اور قصداً
 قے کرنے سے روزہ جاتا رہتا ہے۔ باوجودیکہ اول میں بوجہ وجود ضد موم
 قیاس افطار کو چاہتا ہے۔ اور دوسری صورت میں قیاس مقتضی عدم

افطار ہے۔ اس لئے کہ روزہ کو پیٹ کے اندر جانے والی چیز توڑتی ہے،
پیٹ سے باہر نکلنے والی چیز روزہ کو نہیں توڑتی ہے۔

خاتمہ رزقنا اللہ حسنها

یہ بات دافع طور پر ظاہر ہو گئی ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن قواعد اور
اُمور جوہ کی بنا پر جس کی طرف میں نے اشارہ کیا اور انہیں میں نے تبیہ کی ہے بعض اخبار احاد
پر عمل کرنا چھوڑا ہے۔ تو خبردار سچو اس بات سے کہ تیرا قدم بھی اُن لوگوں کے ساتھ پھسلے جن کا
قدم پھسل چکا یا تیری سمجھ بھی ٹھیک جیسے اُن لوگوں کی سمجھ ٹھیک ہے۔ اگر ایسا ہوا تو جملہ خامریں
کے ساتھ تیرے اعمال بھی ٹوٹے میں پڑینگے اور برائی اور رسوائی کیساتھ اُن لوگوں کے ساتھ
تو بھی یاد کیا جائیگا۔ جو برائی اور رسوائی کیساتھ یاد کئے گئے ہیں۔ اور تو ایسے امر کیلئے پیش
کیا جائیگا جس کے مضر کو تو اٹھانہ سکیگا۔ اور تجھ ایسے خالی اور ویران جگہ میں پہنچا جائیگا جس کے
خطرے سے نجات کی تجھے قدر نہیں تو تجھے چاہیے کہ جہاں تک جلد ہو سکے اس سے سلامتی
کی طرف سبقت کر اور ان لوگوں سے ہو جا جو نجات کے راستے پر چلے ہیں اور دوسروں کو
صبح و شام اسکی طرف بلایکئے اور اپنے ظاہر و باطن کو اس بات سے محفوظ رکھا کہ کسی ایک سال
کے باریں ذرا بھی غور و خوض کیا جائے۔ کیونکہ ایسی مشور میں اللہ تعالیٰ تجھے سخت شرمندہ کر گیا اور
بہت ہی رسوا بنائیگا یہی طریقہ اللہ تعالیٰ کا اُن بندوں میں رہا جو پہلے گذر اور اللہ کے طریق میں
نہ وہ بدل نہیں اور بیشک جنہوں نے اپنے آپ کو تیرے نشانے کیلئے پیش کیا اور جو صفات تبیہ سے
موصوف ہوئے انہوں نے اس امر کی کوشش کی کہ اس حبر مقدم امام عظیم قدس اللہ تعالیٰ سرہ
المشریف کو اس کے بلند رتبہ سے گرا دیں اور ان کے ہم عصروں اور بعد کے انبیا والوں کے دلوں کو

انکی محبت اور انکی تعلید اور انکی اتباع اور انکی عظمت و اہمیت کے اعتقاد سے پیروں مگر وہ
 اسپر قادر نہ ہو سکے اور انکا کلام اس باری میں کس سلسلے میں مفید نہیں۔ اور اسکا سوا کچھ اس کے اور کوئی
 سبب نہیں کہ امام صاحب کا معاملہ آسمانی امر ہے جس کے اٹھانے میں کسی کا حیلہ کارگر نہیں اور
 جسکو خدا تعالیٰ بلند کرے اور جسے اپنے وسیع خزانے سے عطا فرمائے اس کے روکنے اور رستہ کرنے
 پر کوئی قادر نہ ہو گا اللہ تعالیٰ ہر کوئی ان لوگوں میں سے بنائے جو انکہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے حقوق ملتے اور
 قطعہ اور حقوق کیساتھ میلے نہیں ہوتے اور ہر حق والے کے حق کو پہچانتے ہیں اور حسب طرح و اہمیت ادا
 کرتے ہیں۔ اور انکو عنایت باری کی نگاہ شامل ہے اور تاریکی کے چر انہوں آسمان کے ستاروں
 (یعنی علمائے دین و ائمہ مسلمین) کی مدد کے مقابل کسی ملامت و محروم التوفیق کی ملامت نہیں
 ڈرتے اور نہ خوف کرتے ہیں بکنے سے اس محروم کے جسے اسکے نقصان کے مکان میں تک پہنچایا
 ہو نہ غصہ ہو نیسے اس مقتول کے جسے اسکی کمزوری نے گمراہ کیا یہاں تک کہ اہل انصاف و شریف
 کے مرتبوں سے گر گیا ہو اے اللہ تعالیٰ مجھے گمراہ نہ کر کہ سوال ہے کہ مجھے ان لوگوں میں سے بنا
 جو اپنے دینی آباء خصوصاً اکابر سلف رحمہم اللہ تعالیٰ کے حقوق کا لحاظ کرتے ہیں جنکے متعلق
 صادق مصدق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گواہی دی ہے کہ وہ لوگ بہترین قرون سے ہیں جو
 ہر عیب و منقبت سے پاک و صاف ہیں۔ برخلاف ان حاسدوں کے جو ان
 اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ کو ایسے عیوب بکنے سے متنبہ نہیں کرتے۔ جن سے وہ بری ہیں اور مجھے
 ان لوگوں میں سے بنا جن کی تعریف اللہ تعالیٰ نے اپنی جہانگیری میں ساتھ دعا کرنے
 کے واسطے ہر عاملِ عظیم کے ان شہداء و غیوروں میں فرمائی ہے۔ والذین حادوا من بعدکم
 یتوبون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالايمان ولا تجعل في قلوبنا
 غمًا للذین امنوا ربنا انک رؤوف رحیم۔ اور اے اللہ تو ہمیں انہیں لوگوں کیساتھ
 انہما سئلے ہم ان کو دوست رکھتے ہیں اور جو دشمن کسی قوم کو دوست رکھتا ہے
 انہیں کیساتھ اٹھایا جائیگا اور یہی ان کے زمرہ میں داخل فرما اور یہی ان کے
 فادموں سے بنا اور ہم پر ان کے نیک معاملات اور روشن احوال اور ظاہر متکثر

کرامت کا اعادہ فرمایا یہاں تک کہ ہم بھی اُن کے متبعین اور اُن کے گروہوں میں سے ہو جائیں بیشک توجو اور کریم صفوف رحیم ہے۔ لے ہمارے رب تیرے ہی لئے محمد ہے جس طرح تیرے جلال شان کے لائق ہے اور تیری بڑی سلطنت قدیم کے شایاں ہے۔ اور تیرے ہی لئے شکر کامل ہے کہ تو نے ہمیں اس کا اہل بنایا کہ تیرے اولیاء صنی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے اشارے کے نیچے جھکیں اور تو نے ہمیں اپنے محبت والوں میں بنایا ہے لے اللہ تو ہمیشہ ہمیشہ بہترین سلام برترین صلاۃ بزرگترین برکت نازل فرما۔ سب سے اچھے مخلوق ہمارے آقا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور ان کے آل و اصحاب پر بقدر اپنے معلومات کے اور بقدر سیاسی اپنے کلمات کے جب کہ تجھے یاد کرنے والے یاد کریں اور بھولنے والے تجھے بھولیں لے عزت و اسرار مالک تو پاک ہے اُن تمام عیسوں سے جس کے ساتھ لوگ تجھے موصوف کرتے ہیں۔ اور دائمی سلامتی تیرے رسولوں پر ہو اور تمام خوبیاں اللہ ہی کے لئے ہیں جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔

خوشخبری

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت اس صدی کے مجدد برحق علاشاہ عبدالمصطفیٰ
محمد احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
و دیگر علماء برحق اہل سنت و جماعت کی جملہ تصانیف
عربی، اردو، فارسی، درسی و غیر درسی
بارعامیت خریدنے کیلئے

مکتبہ نوریہ رضویہ کلبرک (A) (بغدادی مسجد) لاپور کو یاد رکھیں،

امام اعظم بحضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم قصیدہ نعمانیہ مع ترجمہ وراشعار

از تبرکات

سراج الامت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان ابن ثابت رضی اللہ عنہ

ذیل کا قصیدہ حضور امام اعظم رضی اللہ عنہ کے فرمودات کا مجموعہ ہے جس سے آپ کے علم و فضل بارگاہ رسالت سے عقیدت وابتسلی، محبت و نیاز مندی اور آپ کے عقیدہ کے مطابق سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مالک و مختار۔ نور مجسم، حاضر و ناظر حاجت روا و مشککش، باعث ارض و سما سید انبیاء و شافع روز جزا اور تمام مخلوق کا قاضی و مولیٰ اور ملجا و مادی ہونے پر واضح طور پر روشنی پڑتی ہے۔ یہ نورانی و پیارا قصیدہ مبارکہ صحیح العقیدہ اہل محبت اخلاف کیلئے حجام کیف و سرور اور ان معتقدات کو شرک سے متجیر کرنے اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات پاک کو ہر عقیدہ بنائے نیک "خفیوں" کیلئے درس عبرت ہے۔ پڑھیے اور ایمان تازہ فرمائیے

يَا سَيِّدَ السَّادَاتِ جِئْتُكَ قَاصِدًا اَدْجُوا رِضَاكَ وَ اَخْتَمِي بِحِمَاكَ
يا رسول الله! بندہ حاضر و نیاز ہے آپ کی خوشنودی و حفظ و امان درکار ہے
قَالَ اللهُ يَا خَيْرَ الْخَلَائِقِ اِنَّ لِي قَلْبًا مَشُوقًا لَا يَرُوءُ مَرِئًا
ہے مرے پہلو میں یا خیر المخلوق الیسا دل جو ہے شیدا آپ کا اور غیر سے بیزار ہے

وَبِحَقِّ جَاهِكَ إِنِّي بِكَ مُغْرَمٌ

آپ کی عظمت کی میں کھا کر قسم کہتا ہوں سچ

أَنْتَ الَّذِي تُولَاكَ مَا خَلَقَ امْرُؤٌ

گر نہ ہوتے آپ تو پیدا نہ ہوتی کوئی شے

أَنْتَ الَّذِي مِنْ نُورِكَ الْبَدَنُ النَّسِيُّ

آپ ہی کے نور سے روشن ہیں یہ شمس و قمر

أَنْتَ الَّذِي لَمَّاعَةٌ إِلَى السَّمَاءِ

آپ کی معراج سے رتبہ ملا افلاک کو

أَنْتَ الَّذِي نَادَاكَ رَبُّكَ مَرْجَبًا

مرجبا کہہ کر پکارا آپ کو اللہ نے

أَنْتَ الَّذِي فِينَا سَأَلْتَ شَفَاعَةً

جب شفاعت کی ہماری التجا کی آپ نے

أَنْتَ الَّذِي لَمَّا تَوَسَّلَ آدَمُ

آپ کے دادا صلی اللہ ہوئے جب کیلیاب

وَبِكَ الْخَلِيلُ دَعَا فَعَادَتْ نَادَا

اگ ابراہیم پر فوراً ہوئی سرد و فرد

وَدَعَاكَ أَيُّوبُ لِضُرِّ مَسَّهُ

وقت سختی جب پکارا آپ کو ایوب نے

وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنِّي أَهْوَاكَ

یہ دل عاشق شراب عشق سے میسر شار ہے

كَلَّا وَلَا خُلِقَ الْوَدَى لَوْلَاكَ

آپ کے ہونے سے ہی یہ گلشن و گلزار ہے

وَالشَّمْسُ مُشْرِقَةٌ بِنُورِ بَهَاكَ

آپ ہی سے سارا عالم مطلع الوار ہے

بِكَ قَدْ سَمِعْتُ وَتَزَيَّنْتُ لِسَرَاكَ

فخر کرتا آپ پر ہر ثابیت و سیار ہے

وَلَقَدْ دَعَاكَ لِغُرْبٍ وَحَبَاكَ

اور بلا کر قرب کی خاطر جو دنیا تھا دیا

لَبَّائِكَ رَبِّكَ لَمْ تَكُنْ لِسَوَاكَ

حق نے فرمایا تمہارا ہی یہ حق ہے مصطفیٰ

مِنْ زَلَّةٍ بِكَ فَازَ وَهُوَ آبَاكَ

اپنی لغزش پر وسیلہ جبکہ چاہا آپ کا

بَرْدًا وَقَدْ نَعِمْتُ بِمُورِ سَنَاكَ

واسطہ دے کر انہوں نے آپ کے جب کی دعا

فَأَزِيلُ عَنْهُ الصُّرْحَيْنِ دَعَاكَ

دور سختی ہو گئی ان کی وہیں یا مجتبیٰ

وَيَلَقَ نُوحًا آتَىٰ بِبَشِيرٍ مِّنْ خَيْرٍ
 بن کے مداح علی اور مخبر حسن صفات
 وَكَذَٰلِكَ لَمْ يَكُنْ لِّمُوسَىٰ سَمْعٌ وَلَا يُرَىٰ
 آپ کے متوسل اس دنیا میں بھی موسیٰ ہے
 وَالْأَنْبِيَاءُ كُلٌّ مِّنْ خَلْقٍ فِي الْوَرَىٰ
 سب رسل۔ کل انبیاء۔ سلفہ خشتے اور خلق
 لِّلْعَالَمِينَ كَذَٰلِكَ يُخَوِّتُ كُلُّ الْوَرَىٰ
 لوہاء، نا خلق نے ہے معجزوں کا آپ کے
 تَطَّقِ الزَّيْرَاعُ بِسَمِيهِ لَكَ مَعِينَا
 بکری کے شانہ نے زہرا لودگی کردی یاں
 وَلَدِ سُبْحَانَكَ وَالْغَزَالَةُ قَدْ أَتَتْ
 بیٹریا و ہرنی نے آپ کی چاہی حمایت
 وَكَذَٰلِكَ الْوَحُوشُ أَتَتْ إِلَيْكَ وَسَلَّمَتْ
 آئے وحشی جانور رکھنے لگے تجھ کو سلام
 وَدَعَوَتْ أَشْجَارًا أَتَتْكَ مُطِيعَةً
 سب بلایا اشجار کو ہو کر مطیع حاضر پہنچے
 وَالْمَلَأُوا قَاصِدَ بَرَاخِيَّتِكَ وَسَبَّحَتْ
 آپ کی مہمیلیوں سے پانی جاری ہو گیا

بِصَفَاتٍ حُسْنِكَ مَا رَحَّبَ بِعِلَاقٍ
 آئے عیسیٰ آپ کا مزہ سنانے بے ریا
 بِكَ فِي الْقِيَامَةِ نَحْنُ بِحِمَاكَ
 روزِ عشر بھی رکھیں گے آپ پر ہی آسرا
 وَالرُّسُلُ وَالْأَمْلَاقُ تَحْتَ لَوَاكٍ
 آپ کے جھنڈے کی نیچے ہوں گے خیر الہی
 وَفَنَائِلُ جَلَّتْ فَلَيْسَ نَحَاكَ
 ہو نہیں سکتا فنائل کے بیاں کا حق ادا
 وَالضَّبُّ قَدْ لَبَّاتَكَ حِينَ أَتَاكَ
 گوہ حاضر خدمت ہوئی لبتیک کہتی بر ملا
 بِكَ تَسْتَجِيرُ وَنَحْنُ بِحِمَاكَ
 حاضر خدمت ہوئے وہ آپ کے چاہنے پناہ
 وَشَدَّكَ الْبَعُورُ إِلَيْكَ حِينَ رَأَاكَ
 اونٹ نے بھی اپنا شکوہ آپ کو سب کہہ دیا
 وَسَعَتْ إِلَيْكَ مُجِيبَتُنَا لِنِدَاكَ
 دوڑے آئے آپ کی خدمت میں وہ سُنْكَرِیلا
 صُمُّ الْحَصَىٰ بِالْفَضْلِ فِي يَمْنَاكَ
 پہلے داہنے ہاتھ میں پتھر نے بھی کلمہ پڑھا

وَعَلَيْكَ ظَلَلَتِ الْغَمَامَةُ فِي الْوَهْدَى

مخلوق میں وہ آپ ہیں کہ ابر بھی سایہ کرے

وَكَذَلِكَ لَا أَثَرَ لِمَشْرِيكَ فِي الثُّرَى

یونہی چلنے سے پڑتا خاک پر کوئی نشان

وَشَفَيْتَ ذَا الْعَاهَاتِ مِنْ أَمْرَاضِهِ

سب مریضوں کو بیماری سے شفا دی آپ نے

وَرَدَدْتَ عَيْنَ قَتَادَةَ بَعْدَ الْعَمَى

آپ نے نابینا قتادہ کو بینائی پھیر دی

وَكَذَا خُبَيْبًا وَابْنَ عَفْرَاءَ بَعْدَ مَا

ابن عفرہ و خبیب جبکہ تھے زخمی بہت

وَعَلَى مَنْ دَمِدَ بِهِ دَا دِيئُهُ

آپ کی خوشبوئے لب سے حضرت علی اچھے ہوئے

وَسَأَلْتَ رَبَّكَ فِي ابْنِ جَابِرٍ الْكَلْبِيَّ

حق نے زندہ کر دیا جابر کے مرنے پر کو

شَاءَ مَسَسَتْ لِأُمِّ مَعْبَدٍ الْكَلْبِيَّ

دودھ اس کا خشک تھا پر دودھاری ہو گئی

وَدَعَوْتَ عَامَ الْقَحْطِ رَبَّكَ مُعَلَّنًا

قحط سال میں دعا کی آپ نے اللہ سے

وَالْجَدُّ عُرْحَتَ إِلَى كَرِيمٍ لِقَاكَ

آپ کی قربت کی خاطر خانہ بھی ورنے لگا

وَالصَّخْرُ قَدْ غَاصَتْ بِهِ قَدَمَاكَ

پتھر کے سینے میں اتر جاتا تھا اکثر نقش پر

وَمَلَأَتْ كُلَّ الْأَرْضِ مِنْ جَدِّ وَآلِكَ

اپنے جود و لطف سے روئے زمین کو بھر دیا

وَابْنُ الْحَصِينِ شَفِيئُهُ بِشِفَاكَ

ابن حصین کو اپنے فضل و کرم سے بخشی شفا

جَرَحًا شَفِيئَهُمَا بِلَمْسِ يَدَاكَ

دونوں ہاتھوں سے کیا مس اور اچھا کر دیا

فِي خَيْبَرَ نَشَفَى بِطَيْبٍ نَمَاكَ

یوم خیبر عارضہ چشم میں تھے مبتلا

قَدْ مَلَأَتْ إِبْنَانَا وَقَدْ أَرْضَاكَ

آپ کی سن کر دعا آپ کو ماضی کیا

لَشَفَتْ فَدَدْتُ مِنْ شِفَا رِقْيَاكَ

اُمّ معبد کی بکری کو جب آپ نے مس کر دیا

فَأَنْهَلَ قَطْرُ السَّحْبِ حِينَ دُعَاكَ

میدنہ برسنے لگا کیا فی الفور ہی وقت دعا

وَدَعَوْتَ كُلَّ الْخَلْقِ قَالِقَادُوا إِلَى
 آپ نے اسلام کی دعوت دی حمد خلق کو
 وَخَفَضْتَ دِينَ الْكُفْرِيَا عَلَ الْهُدَى
 کر دیا پست آپ نے کفر کے ہدایت کے علم
 أَعْدَاكَ عَادُوا فِي الْقَلْبِ بِجَهْلِهِمْ
 اندھ کنوئیں میں گرے دشمن جہالت سے تمام
 فِي يَوْمٍ بَدَّ يَقْدُ آتَتْكَ مَلَائِكُ
 بدر کے دن آئے اللہ کے فرشتے فوج فوج
 وَالْفَتْحُ جَاءَكَ يَوْمَ فَتْحِكَ مَلَّةَ
 یوم فتح تک بھی حضرت ہوئے فیروز مند
 هُودٌ وَيُونُسُ مِنْ بَهَاكَ تَجَمَّلَا
 ہود و یونس حسن حضرت سے ہوئے حسن بحال
 فَقَدْ فُكَّتْ يَاطَهُ جَمِيعَ الْإِنِّيَا
 آپ سارے انبیاء پر فائق اے طہ ہوئے
 وَاللَّهُ يَا يُسِينِ مِثْلَكَ لَمْ يَكُنْ
 آپ کا یسین مخلوقات میں ثانی نہیں
 عَنْ وَصْفِكَ الشُّعْرَاءُ يَوْمَ مَدَارُ
 ہمارے مدثر کے ہیں اتنے صفات عالیہ

دَعَوَاكَ طَوْعًا سَامِعِينَ بِنَدَاكَ
 آئے طوعاً آپ کی جانب سبھی سن کر ندا
 وَرَفَعْتَ دِيْنَكَ فَلَسْتَ قَامَ هُدَاكَ
 سر بلندی دین کو دی۔ جم گیا نقشہ ہدای
 صَرَعِي وَقَدْ حُرِمُوا الرِّضَى بِجَفَاكَ
 ہو گئے محروم رحمت آپ پر کر کے جفا
 مِنْ عِنْدِ رَبِّكَ قَاتَلَتْ أَعْدَاكَ
 آپ کے اعداء سے لڑ کر کر دیا ان کو فنا
 وَالنَّصْرُ فِي الْأَحْزَابِ قَدْ وَاثَاكَ
 اور ہوئی احزاب میں بھی نصرت حق رہنما
 وَجَمَالُ يُوسُفَ مِنْ ضِيَاءِ سَنَاكَ
 نور سے تھی آپ ہی کے حسن یوسف کی ضیاء
 طَرَّا فُسُحَانَ الدِّيْ أَسْرَاكَ
 آپ کو شب میں خدا عرش بریں پر گئے گیا
 فِي الْعَالَمِينَ وَحَقِّ مَنْ أَنْبَاكَ
 اس کا شاہد ہے وہ رب جس نے نبوت کی عطا
 عَجَزُوا وَكَلُّوا مِنْ صِفَاتِ عِلَاكَ
 جن کی ہے تعریف سے قاصر ہر اک شاعر و با

اِنْجِيلِ عِيسَى قَدْ آتَى بِكَ خُبْرًا

آئی تھی انجیل عیسیٰ آپ کی دینے خبر

مَاذَا يَقُولُ الْهَادِثُونَ وَمَا عَسَى

مدح میں کیا آپ کی کوئی کہے گا مدح گو

وَاللَّهِ لَوْ أَنَّ الْبَحَارَ مِدَادُهُمْ

روشنائی ان کی ہو جائیں اگر دریا تمام

لَمْ يَقْدِرِ الثَّقَلَانِ يَجْمَعُ نَذْرَهُ

جب بھی جن و انس ملکر جو لکھیں گے ہو کلمہ

بِكَ لِي قَلِيلٌ مُّغْرَمٌ يَا سَيِّدِي

دل میرا ہے آپ ہی کا شیفہ یا سیدی

فَإِذَا سَكَتُ فِيفِكَ صَمْتِي كُلُّهُ

چپ ہو جاتا ہوں تو ہوتا ہوں تصویر میں تے

وَإِذَا سَمِعْتُ فَعَنْكَ قَوْلًا طَيِّبًا

سنتا ہوں جب تو ہوں سنتا آپ کے اقوال کو

يَا مَالِكِي كُنْ شَافِعِي فِي فَاقَتِي

میرے مالک فخر میں ہیں آپ ہی شافع میرے

يَا أَكْرَمَ الثَّقَلَيْنِ يَا كَنْزَ الْوَرَى

اکرم الثقلین اور کنز الوری بھی آپ ہیں

وَلَنَا الْكِتَابُ آتَى بِمَدْحِ خَلَاكَ

اور ہے قرآن میں مدح حضرت کی سوا

أَنْ يَجْمَعَ الْكِتَابُ مِنْ مَعْنَاكَ

لکھنے والے کیا لکھیں آپ کے وصف و ثنا

وَالشَّعْبُ أَقْلَامُ جُعِلَ لَذَاكَ

اور اشجار جہاں سے لیں قلم سنکھوں بنا

أَبَدًا وَمَا اسْتَطَاعُوا لِحَادِثِكَ

کیا لکھیں یا راہیں جب شان کے دراک کا

وَحَشَا شَيْءٌ حَشَوْتُ بِهِ وَالْكَ

جہاں جو باقی ہے اس میں آپ ہی کی ہے سوا

وَإِذَا انْطَقْتُ فَمَا دِخَا عَلَيْكَ

بولتا جب ہوں تو مدحت میں تیری ہوں بولتا

وَإِذَا انْظَرْتُ فَمَا أَرَى إِلَّاكَ

دیکھتا ہوں جب تو میں ہوں آپ ہی کو دیکھتا

إِنِّي فَقِيرٌ فِي الْوَرَى لِعَنَّاكَ

سب سے بڑھ کر آپ کا ہوں میں ہی محتاج غنا

جُدُّ لِي بِجُودِكَ وَارْضِنِي بِرِضَاكَ

کیجئے راضی رضا سے جو دے بھی کچھ عطا

أَفَاطَا مَعَهُ بِالْجُودِ مِنْكَ وَلَمْ تَكُنْ لِإِيَّيْ خَزِيفَةً فِي الْأَفْئَامِ سِوَاكَ

میں حریص بخشش حضرت کیوں نہ ہوں جنہیں بوحیفہ کا کوئی یا در محمد کے سوا

فَعَسَاكَ تَشْفَعُ فِيهِ عِنْدَ حِسَابِهِ

ہے امید اس کو کہ ہوئے آپ شافع روزِ حشر

فَلَا نَتَّ أَكْرَمُ شَافِعٍ وَمُشَفِّعٍ

سب سے بڑھ کر آپ مقبول شفاعت میں شفیع

وَأَجْعَلْ قِرَاكَ شَفَاعَتِي فِي عَدِي

نیری بہانی شفاعت آپ کی ہو کل کے دن

صَلَّى عَلَيْكَ اللَّهُ يَا عِلْمَ الْهُدَى مَا حَقَّ مُشْتَاقٌ إِلَى مَشْوَاكَ

اے ہدایت کے نشان اللہ کی رحمت آپ پر ہو جہاں تک کوئی مشتاق آپ کے دیدار کا

وَعَلَى صَحَابَتِكَ الْكَرَامِ جَمِيعِهِمْ وَالتَّابِعِينَ وَكُلِّ مَنْ قَالَ لَكَ

آپ کے صحب کرام اور تابعین پر بھی درود اور اُس پر بھی جو رکھے دوست حضرت کو سوا

پیغمبر خدای صلی اللہ علیہ و سلم فرمودند کہ (خیر کم من تعلم القرآن و علمہ) و نیز فرمودند کہ (خذوا العلم من افواه الرجال).

پس بر آنکس کہ از صحبت صلحا بہرہ نیمیافت لازم است کہ دین خود را از کتب علمای اہل سنت مثل امام ربانی مجدد الف ثانی حنفی و سید عبد الحکیم آرواسی شافعی و احمد تیجانی مالکی بیاموزد و در نشر آن کتب سعی بلیغ می نماید مسلمانی را کہ علم و عمل و اخلاص را در خود جمع کردہ عالم اسلام میگویند اگر در کسی صفتی ازین سہ صفات نقصان می شود و او ادعا میکند کہ از علمای حق است از جملہ علمای سوئیست و متعصب بدانکہ علمای اہل سنت حامی دین مبین اند و اما علمای سوء جنود شیطان. [۱]

(۱) علمی کہ بی نیت عمل باخلاص حاصل میشود نافع نیست (الحدیقة الندیة ج: ۱ ص: ۳۶۶، ۳۶۷ و مکتوب ۳۶، ۴۰، ۵۹ از جلد اول از مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ).

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش لفظ

یہ بندہ ناچیز ایک دن اپنے ایک محترم دوست جناب مولانا میر احمد یوسفی صاحب ایم اے کے ہاں ان کے کتب خانہ واقع دکن پورہ لاہور گیا ان کے پاس ایک کتاب بزبان انگریزی ”دی سنی پاتھ“ دیکھی جو کہ جناب حسین علی عشق صاحب نے استنبول (ترکی) سے چھپوا کر بطور تحفہ برائے ثواب دارین واستغادرہ اہل سنت والجماعت ان کو ارسال کی تھی۔ میں نے ان سے یہ کتاب چند منٹوں کے لیے لی اور مولف موصوف کو وہیں بیٹھے بیٹھے ایک خط لکھ دیا کہ وہ راقم الحروف کو ایک کتاب کا نسخہ ارسال فرمادیں۔ یہ واقعہ ۱۵/۵/۱۳۸۵ء کو ملا۔ اور میری حیرانی کا کوئی انتہا نہ رہی جب تو پتہ چلے کہ ۲۵/۵/۱۳۸۵ء کو اس کتاب کے علاوہ دو اور کتب بزبان انگریزی بذریعہ رجسٹری گھرے ملیں ان کے نام

۱۔ بلیف اینڈ اسلام
BELIEF AND ISLAM

۲۔ آنسرو این ایٹمی آف اسلام
ANSWER TO AN ENEMY OF ISLAM

یہ تینوں کتب بطور تحفہ مجھے ارسال کی گئی تھیں۔ جس کا کوئی خرج میرے ذمہ نہیں تھا۔ ان کتب کو وصول کر کے بہت خوش ہوا۔ اور اسی دن سے ان کے

مطالعہ میں مصروف ہو گیا۔ جوں جوں میں نے ان کتب کا مطالعہ کیا توں توں
میرے علم میں اضافہ ہوتا گیا۔

ان کتب کے مصنف جناب حسین علمی عشق صاحب ایم ایس سی کیمیکل
انجینئرنگ ہیں اور ترکی کے ریٹائرڈ ڈکٹرل ٹیچر ہیں ان دنوں ان کے پاس ادویات
کا ایک سٹور ہے اور اس آمدنی سے جو کچھ ان کے پاس بچتا ہے اسے راہِ خدا
میں خرچ کرنے کے لیے دینی کتب چھپوا کر ضرورت مند اصحاب کو انفاقِ عالم
تک ارسال کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کارِ حیر کے عوین جزائے

افضل دے۔ آمین

میں نے ان کتب میں سے ایک کتاب ”دی سنی پاتھ“ میں جناب
امام الاعظم ابو حنیفہؒ کے بارے میں بہت کچھ پڑھا۔ بے شک میں پیدائشی
طور پر حنفی عقیدہ سے متعلق رکھتا ہوں۔ مگر جو انکشاف مجھے ان کتب کے
مطالعہ سے ہوا اس سے میرا ایمان مزید تازہ ہو گیا۔ بالآخر میں نے سوچا کہ کیوں
نہ میں بھی جناب امام الاعظم ابو حنیفہؒ کی سوانح حیات کے بارے میں تذکرہ
لکھوں۔ اور میرا یہ شوق اب آپ کے سامنے ہے۔ اس میں سب ہمت
اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہے۔ اور فیضِ تحریر میرے مرشد کامل حضرت فیض
محمد شاہ معروف بہ پیرِ نڈھاری کا ہے۔

ملتی ہے گوہرِ کوہِ امانِ صدف میں کتاب

رنگِ دیو کا شانہ گلزار میں پاتا ہے پھول

مسلمانوں کے چار امام گذرے ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ۔ امام شافعیؒ، امام مالکؒ۔ امام احمد بن حنبلؒ۔ ان سب ائمہ میں سے حضرت امام ابوحنیفہؒ کو امام الاعظم کہا جاتا ہے۔ کیونکہ حنفی عقیدہ والے مسلمان تعداد کے لحاظ سے سب سے زیادہ ہیں۔

اسے تذکرہ کو لکھنے کے بعد میں نے اس کتاب میں اخلاق احمد صاحب ایم اے ہنصف ”تذکرہ“ حضرت ایشاں“
 ”حضرت بلادل شاہ قادری“ اور امام علی الحقؒ کی خدمت میں ۳۲۳ شاد باغ لاہور پیش کیا۔ جنہوں نے کمال عہربانی سے حق ہمسائیگی ادا کیا اور مجھے میرا سودہ بعد از تعارف کے جو ائمہوں نے اپنی قلم سے لکھا براۓ طباعت واپس دے دیا۔

نہ رہے پاس نہ کوئی دسینے
 خدا یا کر خط ار و شن ضمیری
 پشیاں ہوں اگر اعمال پر کھوں
 نہیں آتے مجھے کوئی قرینے
 ابھی منجد ہار میں میرے سینے
 میری توبہ ہوئی پانی پسینے

مؤلف

اپنے محنت جگر سرفراز علی مرحوم کے نام

تعارف

میسر د دست ایم حسین حلی نقشبندی کو اکابر دین اور اولیاء کرام فقہاء و
 صلحا سے والہانہ محبت و عقیدت ہے اور ان کے علمی اور روحانی کارناموں
 کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اس تحقیق اور جستجو میں لگے رہتے ہیں۔
 کہ کھوئے ہوؤں کا سراغ پالیں۔ چند دلی دوستوں اور قلمی محبوبوں نے مولف کو
 مجبور کیا کہ آپ کا حضرت امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں بہت گہرا مطالعہ ہے
 اور پیدائشی طور پر آپ حنفی عقیدہ سے تعلق رکھتے ہیں جو کچھ آپ کو کتب حنیفہ سے
 مطالعہ سے استفادہ کرنے کے بعد حاصل ہو سکا ہے۔ اس کو کتاب کی صورت
 میں پیش کریں تاکہ لوگ مستفید و مستفیض ہوں اور حضرت امام ابو حنیفہؒ کے
 عہد حالات واقعات زندگی اور علمی و روحانی فیوض و برکات پر ایک چھوٹی
 سی تالیف کریں جو مختصر جامع اور مستند ہو۔ تاکہ عقیدت مند اس سے مستفید
 ہوں تلاش بسیار کے بعد فاضل مولف نے جس قدر مواد حضرت امام ابو حنیفہؒ
 کے متعلق فراہم ہو سکا اس کتاب میں درج کر دیا ہے۔ اور پیش خدمت ہے
 اگرچہ کسی کتاب کو بھی کسی زمانہ میں حروف آخر نہیں کہا جاسکتا تحقیق و تلاش
 ہر زمانہ میں وابستہ رہی ہے اور اسے آپ کی سعی و کوشش کے باوجود
 اس سلسلہ میں مزید تحقیقات اور جستجو کی گنجائش اب بھی موجود ہے۔

فامسل مولف نے تجسس اور تلاش کے بعد حضرت امام ابو حنیفہؒ کے حالات و واقعات اور دینی خدمات کچھ اس طریقے سے اس چھوٹی سی کتاب کے اندر سمونے میں کامیاب ہوئے ہیں جو قابل تعریف ستائش ہیں آپ نے اس دور کے علمی روحانی ثقافتی اور تاریخی پہلو اجاگر کرنے کی بے حد کوشش کی ہے اور مسلمانوں کی ثقافتی تاریخ میں فصلِ تازہ کا اضافہ کیا ہے۔ تبارک تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔

مولف کا یہ نقشِ اول ہے اور اگر مولف کے ذوق جستجو کا یہی عالم رہا تو شاید نقشِ دوم پہلے نقش سے اکمل ترین ہو اس لحاظ سے آپ کی یہ کوشش کامیابی سے ہمکنار ہوگی۔ تاریخین کرام استفادہ حاصل کریں گے۔

آمین ثم آمین
احقر میاں اخلاق احمد

ایم اے

۳۳۳ شاد باغ - لاہور
۲۹ جون ۱۹۷۸ء

تاریخ کوفہ

مملکت عراق کا مشہور شہر کوفہ جو شامہ میں حضرت فاروقؓ کے فرمانِ اقدس سے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ جیسے جلیل القدر صحابی کی خاص نگرانی میں تعمیر و آباد ہوا تھا۔ تاریخ الامت میں ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔

حضرت علیؓ جب سربراہ آرائے مسند خلافت ہو کر کوفہ تشریف لے گئے

تو اس وقت ہر سمت وجہت دینی و تبلیغی مراکز موجود تھے۔ اور ان مراکز کا
 روح پرور اور ایمان افروز سماں دیکھ کر آپ نے ابن مسعود کے لیے دعا فرمائی تھی۔
 کیونکہ جناب حضرت فاروقؓ کی حسب ہدایت حضرت عبداللہؓ ابن مسعود
 نے اس بستی میں دینی علوم کا اتنا زیادہ اہتمام کیا تھا کہ عہد عثمانؓ کے آخری ایام
 تک تقریباً ۴ ہزار عالم دین تیار ہو چکے تھے۔ صحابہ میں سے ایک ہزار بچاس
 شخص جن میں ۲۴ (چوبیس) وہ شخص تھے جو غزوہ بدر میں رسول اللہؐ کے
 ہم رکاب تھے۔ وہاں کوفہ گئے اور بہتوں نے وہاں سکونت اختیار کر لی۔ اور
 اس طرح سے کوفہ کا ہر گھر حدیث و روایت کی درس گاہ بن گیا اگرچہ حضرت
 علیؓ کے زمانہ خلافت میں کوفہ کو ایک سیاسی مرکزی حیثیت حاصل تھی۔
 مگر اس شہر کے ایک متقدم طبقہ نے یکے بعد دیگرے حضرت علیؓ، حضرت
 امام حسنؓ، اور پھر امام حسینؓ کے ساتھ اولاد و ناداری کے دعویٰ اور پھر
 عین وقت پر شرمناک حد تک غداری کی۔ اور اس طبقہ سے وہ مذہب و مکر دار
 ادا کیا کہ بالخصوص سید الشہداء امام حسینؓ اور ان کے جانشین زنا و اہل بیت کو کربلا
 کے جھلستے ہوئے ریگ زاروں میں جس سنگ دل اور شفاوت قلبی کے ساتھ
 خاک و خون میں تڑپایا۔ اس کی تلخ یادیں مسلمانان عالم کے دلوں کو گزشتہ تیرہ
 صدیوں سے خون کے آنسو رلانے پر مجبور کر رہی ہیں اور اس گھناؤنے فعل کی
 وجہ سے کوفہ کی روشن جبین پر کھلکھلایا گیا۔ اور لوگ کوفہ کو شہر بے دنا
 کے نام سے پکارنے لگے جو بعد میں ایک نیک و بزرگ شخصیت نعمان بن ثابت

کی وجہ سے ایک بار پھر شریعت محمدیہ کا یمنارہ نور بن کر ابھرا اور کوفہ پھر علم و عرفان
دین حنیف کا فانوس و قندیل ثابت ہوا

امام الاعظم ابوحنیفہؒ

نعمان نام۔ ابوحنیفہ کنیت، شجرہ نعمان بن ثابت بن زوطی بن ماہ
عجمی النسل تھے۔

حضرت امام کے حسب نسب اور آبائی سکونت کے متعلق مورخین میں
شدید اختلاف رائے ہے بعض کے نزدیک آپ کے دادا کا بل کے تھے۔
بعض نے انہیں عربی نسل سے شمار کیا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ آپ فارسی النسل
تھے اور آپ کے دادا حضرت علی المرتضیٰ کے زمانہ خلافت میں فارس
سے ہجرت کر کے کوفہ میں آباد ہوئے۔

زمانہ خلفائے راشدین کا عرصہ کم و بیش صرف تیس سال کا رہا ہے۔ اور اس
عرصہ میں اسلام کے شجر کی آبپاری اس شعلی سے ہوئی کہ اس کی جڑیں مکمل حد
تک مضبوطی سے پھیل چکی تھیں۔ اور دین اسلام کے اندر کوئی ایسا مسئلہ باقی
نہ رہ چکا تھا جو سمجھ سے بالاتر ہو۔ مگر افسوس کہ اس عرصہ کے فوراً بعد دین اسلام

کے اندر کئی بدعتیں شروع ہو گئیں۔

جس کے ازالہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے سن ۸۰ ہجری (۶۹۹ء) بمقام کوفہ (عراق) کے اندر ایک فرزندِ اسلام جن کا اسم گرامی نعمان تھا۔ اور جو جنابِ ثابت کے فرزند تھے کو پیدا فرمایا۔ آپ کے دادا مبارک کا نام بھی نعمان (زوطی) تھا۔ امام صاحب کا خاندان بھی الاصل ہے۔ آپ کے دادا جناب نعمان خراسان سے کوفہ میں اُس وقت وارد ہوئے جب حضرت علی المرتضیٰ امیر المومنین تھے۔ حضرت علیؑ نے آپ کے خدمت سے خوش ہو کر آپ کے خاندان کے لیے دعا فرمائی تھی۔ مشہور تاجدار عبدالملک بن مروان سریرِ آرائے مسند حکومت تھا۔ اور کوفہ حجاج بن یوسف کے پیچھے ظلم و استبداد میں گرفتار تھا جس کی نسبت حضرت عمر بن عبدالعزیز نے بجا طور پر فرمایا تھا۔

شام میں ولید۔ حجاز میں عثمان بن حیان۔ مصر میں قرہ بن شریک۔ عراق میں حجاج۔ مکہ میں خالد بن عبداللہ۔ خداوندِ دنیا نے اسلام ظلم و استبداد سے بھر گئی ہے اب لوگوں کو راحت عطا فرما

چنانچہ جیسا کہ اوپر عرض کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے اسلام کے اندر ظلم و استبداد کے ازالہ کے لیے جناب نعمان بن ثابت کو پیدا کیا۔ اگرچہ ماں باپ نے یہ نام تجویز کیا۔ مگر آگے چل کر آپ امام الاعظم کے لقب سے پکارے گئے۔ آپ کے والد جناب ثابت کے حالات زندگی تو زیادہ معلوم نہیں مگر قرآن سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کا ذریعہ معاش تجارت تھا۔ اور آپ سنگہر میں بمقام کوفہ پیدا ہوئے اور

جب آپ کے والد محترم کی عمر ۴ برس ہوئی تو اللہ تبارک و تعالیٰ خالق کون و مکان
نے آپ کو یہ فرزند عطا کیا۔

زوطی حضرت علیؑ کے زمانہ خلافت میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آپ
اکثر دربار خلافت میں حاضر ہو کر ہدیہ سلام و نیاز پیش کرتے رہتے تھے۔
زوطی ایک عجم النسل قوم کا نام ہے۔ جو زوط کی نسبت سے معروف تھے۔ زوط
اصل میں عجمی قوم رجاٹ کا عربی تلفظ ہے۔ جس وقت حضرت نعمان
بن ثابت تولد ہوئے تو اس دور میں ابھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
کے جمال جہاں تاب سے منور آنکھیں اس جہاں آب و گل میں موجود تھیں۔
یعنی

حضرت عبداللہ بن ابی عافہ متوفی ۸۷ھ

حضرت واشلہ بن اسقح متوفی ۸۵ھ

حضرت ابوطیفیل عامر بن واشلہ متوفی ۱۰۲ھ

حضرت ہیل بن سعد السعدی متوفی ۹۱ھ

حضرت انس بن مالک ۹۳ھ

امام ابو حنیفہؒ کو یہ مشرف حاصل ہے کہ آپ نے ان نفوس قدسیہ میں سے دو
عالی بزرگوں، عبداللہ بن علفافہ اور حضور سرکار کائنات کے خادم خاص انس بن
مالک کے دیدار سے آنکھیں روشن کر کے تابعی کا اعزاز بلند حاصل کیا۔
اور آپ نے جناب رسالت مآب کی زندگی مطہرہ کے بارے میں ان اصحاب

سے بہت کچھ سیکھا اور سمجھا۔

سیرت امام الاعظمؑ

امام الاعظمؑ کو خدائے حسن سیرت کے ساتھ جمال صورت بھی بدرجہ کمال عطا کی تھی۔ میانہ قد۔ خوش رو۔ موزوں اندام۔ گفتگو نہایت شیریں آواز۔ بارعب بلند و صاف تھی۔ فصاحت و بلاغت خاص حصہ تھا۔ دانشمندی و دقیقہ بینی۔ مکتہ شناسی بصیرت کا خزانہ تھے۔ مزاج پر تکلف تھا۔ آپ خوش لباس و خوش طعام بھی تھے۔ اپنی ذاتی آمدنی علمائے دین پر بھی صرف کیا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں غریب و یتیمی اور بیوگان کے وظائف بھی مقرر فرمائے ہوئے تھے۔

امانت کا یہ عالم تھا کہ وفات کے وقت آپ کے پاس رہا پستان کرسی کے مطابق ۴ کروڑ ملکیت کی امانتیں تھیں۔ جن پر آپ کی طرف سے وصایا کا اندراج تھا آپ خاموش طبع ہونے کے ساتھ ساتھ۔ اوصاف ظاہری اور روحانی مدارج میں بھی امام تھے دربار وقت دار سے آپ کو نفرت تھی ہر نعمت پر شکر اور مصیبت پر صبر عادت تھانہ تھی۔ آپ نے چالیس برس تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔ ساری رات قیام میں گزرتی۔ قرآن شریف پڑھتے تو آپ پر رقت طاری ہو جاتی۔ گھٹوں روتے رہتے فرمایا کرتے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاؤں مبارک

پیام میں متورم ہو جاتے تھے تو ہم رات کو آرام سے کیسے سوئیں آخری ایام میں
 امام الاعظم جیل میں ڈال دیے گئے اور اللہ کی ہر بانی سے جیل کا تمام عملہ بھی آپ
 کا طالب علم ہو گیا کیونکہ امام صاحب نے وہاں جیل میں بھی دینی تعلیم کا سلسلہ
 جاری رکھا اور فقہ حنفی کے تیسرے ستون جناب امام محمد نے اپنی دینی
 تعلیم جیل ہی میں مکمل کی تھی۔ حب جیل بھیجنے سے بھی حکومت کے مقاصد پورے
 نہ ہوئے تو ان کو کھانے میں زہر دلوایا گیا۔ انتقال کے وقت آپ ریزہ دار
 تھے اور جان آفریں اس وقت جہاں دار کے پاس پہنچی حب آپ عالم سجدہ
 میں تھے۔ حسن بن عمارہ قاضی شہر نے ان کو غسل دیا۔ اور فرمایا کہ واللہ تم سب
 بڑے فقیہ عالم اور امام تھے۔ وصیت کے مطابق بغداد میں مقبرہ خیراں میں دفن
 کئے گئے سلطان الپ ارسلان سلجوقی نے جو نہایت علم و دست تھکا۔ اور اسکے
 علاوہ نباض اور عادل بھی تھا نے سن ۴۵۹ ہجری میں امام الاعظم کا مقبرہ تعمیر کروایا۔

امام الاعظم کی کنیت

امام کی کنیت ”ابو حنیفہ“ جو نام سے زیادہ مشہور ہے حقیقی کنیت نہیں
 ہے کیونکہ امام کا کوئی نرزد حنیفہ نام کا نہیں تھا۔ اس کے متعلق صاحب
 سیرت النعمان کا ارشاد ہے کہ
 ”یہ کنیت وصفی معنی کے اعتبار سے ہے۔“

یعنی ابوالملت۔ الحنیفہ

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے خطاب کر کے کہا ہے

”فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا“

پس ابراہیم کے طریقہ کی پیروی کرو۔ جو ایک خدا کے ہو کے رہے تھے۔
جناب نعمان نے اسی نسبت سے اپنی کنیت ابوحنیفہ اختیار کی اور وہ مسلمان
جو آپ کے سک کے پیروکار ہیں۔ حنفی العقیدہ مسلمان کہلائے۔

امام کا لقب

امام کا لقب امام الاعظم ہے وہ اس لیے کہ آپ کے شاگردوں کے تلامذہ
میں سے بھی موجودہ دد کے اندر اور اس وقت سے لیکر جب آپ زندہ تانبہ
تھے۔ پوری ملت اسلامیہ آپ سے فیض یاب ہے۔ اسی طرح طبقہ کے اعتبار
سے بھی امام تابعین میں سے ہیں آپ نے اوائل عمری میں ہی علم الفقہ جناب
حماد بن ابی سلیمان سے حاصل کیا۔ علاوہ انہیں حضرت امام جعفر صادق کے
تابعین کے بہت سے علماء کی صحبت بھی آپ کو حاصل تھی۔ اس طرح آپ کو
لانعداد احادیث زبانی یاد تھیں۔ سبحان اللہ۔

پرورش و علم

آپ کی پرورش اللہ کی طرف سے کچھ اس انداز سے ہوئی کہ آپ حنفی عقیدہ کے پہلے امام کہلائے آپ کو مذہبی امور پر اس حد تک دسترس تھی کہ آپ کو ”قاضی القضاۃ“ تک کے عہدہ کے تمام ٹیسٹوں کے متعلق پورا پورا علم تھا۔

مد آپ کی قوت یادداشت بلا کی تھی۔ آپ نے علم فقہ نہایت ہی قلیل عرصہ میں حاصل کیا۔ اور آپ کی شہرت ممالک اسلامیہ کے اندر دور دراز تک پھیل گئی اور اسی بنا پر ایک دفعہ بنو امیہ کے آخری حکمران مروان ابن محمد کے گورنر یزید بن امر جو کہ ان دنوں اس کی سلطنت میں عراق کا گورنر تھا نے تجویز پیش کی کہ کیوں نہ آپ کو کوفہ کی عدالت کا قاضی اعلیٰ بنایا جائے لیکن آپ نے انکار کر دیا کیونکہ آپ اقتدار یا ملازمت کے حق میں نہ تھے۔ آپ کا مشن صرف ریاضت اور زہد تقویٰ تک ہی تھا۔ اور اللہ کے بندگان کی دینی خدمت اور غربا کی امداد تھا۔ چنانچہ ان کے انکار پر آپ کے سر مبارک پر ۱۱۰ کورے لگائے گئے آپ کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا اور سر مبارک سوز گیا اس کے بعد آپ کو پھر قید کر دیا گیا۔ اگلے دن یزید نے پھر ان کو قید خانہ سے نکالا اور اپنی خواہش کا دوا دہا کر کیا۔ مگر امام ابو حنیفہؒ نے کہا۔ مجھے اس بارہ میں مشورہ کی ضرورت ہے مشورہ کے لیے آپ کو اجازت دے دی گئی اور آپ مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔ امام ابو حنیفہؒ اس تمام عرصہ نامساعد میں

وہیں مقیم رہے اور حجب ۱۳۶ھ میں ابوالعباس سفار دہلوی عباس کے بانی
 کا انتقال ہو گیا اور تخت پر اس کا برادر خور منصور عباس متمکن ہوا تو امام صاحب
 واپس کو فہرہ شریف لے آئے۔ آپ سے ایک دفعہ عباسی خلیفہ منصور نے پوچھا
 کہ آپ نے علم کہاں سے حاصل کیا ہے۔ امام صاحب نے فرمایا
 اصحاب عمرہ سے عمرہ کا

اصحاب عبداللہ بن عباسؓ سے عبداللہ بن عباسؓ کا
 یاد رکھیے ان کے دور میں عبداللہ بن عباسؓ سے بڑا کوئی عالم دین نہ تھا۔
 منصور نے کہا۔ تم نے واقعی نفس کی تکمیل بڑی مضبوطی سے کی ہے۔

(تاریخ بغداد ۴۲۴-۴۳۴)

درس گاہ

امام صاحب کو سب سے زیادہ جناب حماد سے شرف تلمذ حاصل ہے علاوہ انہیں
 آپ نے ۴ ہزار شیوخ و محدثین سے اکتساب فیض کیا ہے آپ کے استاد شیخ حمادؒ نے
 ۱۲۰ ہجری میں وفات پائی تو اس وقت کی مجلس شوریٰ اور عوام نے باصرار ان کے لائق
 شاگرد کو استاد کی مندر پر بٹھایا۔ اور چند ہی روز میں آپ کے درس کی وہ شہرت ہوئی۔
 کہ کوفہ کی تمام درس گاہیں ٹوٹ کر امام صاحب کے درس کے ساتھ شامل ہو گئیں اور ان
 درس گاہوں کے اساتذہ مثلاً سعد بن کرامؒ و امام اعظمؒ تک خود انکی درس گاہ میں

استفادہ کے لیے حاضر ہوئے اور دوسروں کو بھی ترغیب دینے لگے اور اس طرح
 سے پوری دین کے تشنگان علم دین آپ کے پاس کھینچے چلے آئے لگے۔ حتیٰ کہ
 مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، دمشق، مصر، یمن، بحرین۔ اصفہان، نیشاپور، سمرقند
 بخارا۔ خوارزم۔ سیستان۔ صمص۔ غرضیکہ اُن کی استاد کی حدود کی بڑی سلطنت
 سے کم نہ تھیں۔

جس زمانہ میں خلیفہ منصور نے آپ کو خلافت اسلامیہ کا قاضی القضاۃ
 (چیف جسٹس) بنانا چاہا اور آپ نے اللہ۔ یا تو روایت ہے کہ منصور نے اُن کے
 انکار پر بڑا جبر کیا۔ آپ دارالقضاۃ میں جا کر بیٹھے۔ ایک دفعہ مقدمہ پیش ہوا۔
 جس میں زینہ کا دعویٰ تھا۔ لیکن ثبوت کے گواہ نہ تھے۔ مدعا علیہ کو سرے سے
 انکار تھا۔ امام صاحب نے حسب قاعدہ مدعا علیہ سے کہا کہ تم قسم کھاؤ کہ تم نے
 مدعی کو کچھ نہیں دینا۔ وہ تیار ہو گیا۔ ابھی ”واللہ“ کا لفظ ہی کہا تھا کہ امام صاحب نے
 گھبرا کر اسے رد کر دیا اور اپنی جیب سے مدعی کو اس کی رقم ادا کر دی اور رقم دے کر
 اپنا استغفیٰ منصور کو پیش کر دیا۔

استغفیٰ ا کے ساتھ منصور نے آپ کو قید خانہ میں بھیجنے کا حکم دیا یہ واقعہ
 ۱۴۶ ہجری کا ہے۔ قید ہی کی حالت میں ۱۲ رجب ۱۵۰ ہجری میں امام الاعظم نے
 وصال فرمایا۔

امام الاعظم ابو حنیفہ کا لازوال کارنامہ

امام صاحب کاسے عظیم کارنامہ جس نے انہیں لازوال عظمت عطا کی
یہ تھا کہ خلافت راشدہ کے بعد اسلام کے قانونی نظام میں جو خلا پیدا ہو چکا تھا۔
وہ حیران کن تھا۔

ایک طرف اسلامی حدود و سندھ تک پھیلی ہوئی تھیں تو دوسری طرف اسپین
تک تھیں اور بیسیوں قوموں کے رسوم و رواج ان میں آچکے تھے۔ اندرون ملک
مالیت کے مسائل۔ تجارت۔ زراعت۔ صنعت و حرفت، شادی و بیاہ کے
مسائل دستوری، دیوانی۔ فوجداری قواعد و ضوابط و زبرد زمامنے آ رہے تھے۔
بیردن از ملک اقوام عالم سے بھی اس عظیم اسلامی سلطنت کے تعلقات تھے۔
ان میں جنگ۔ صلح سفارتی ضوابط۔ تجارتی لین دین، بحری۔ بری، اسفار کسٹم
وغیرہ کے مسائل درپیش تھے مسلمان چونکہ اپنا ایک مستقل نظریہ حیات اور
بنیادی قانون رکھتے ہیں اس لیے ناممکن تھا کہ وہ اپنے نظام قانون کے تحت
ان بے شمار مسائل کو حل کر سکیں اور حالت یہ تھی کہ کوئی مسلمہ آئینی ادارہ ایسا نہ
تھا جس میں مسلمانوں کے معتمد اہل علم اور فقیہہ بیٹھ کر ان کا مستند حل پیش کرتے
اس صورت حال میں امام الاعظم ابو حنیفہؒ نے حکومت سے بے نیاز ہو کر
خود ایک غیر سرکاری مجلس واضح قانون (Private Legislature)

قائم کی۔ یہ بہت دہی شخص کر سکتا ہے جس کو اپنی قابلیت کر دار اور اخلاقی وقار پر پورا اعتماد حاصل ہو حکومت وقت نے اُن کی اس غیر سرکاری مجلس قانون سے پورا پورا استفادہ حاصل کیا۔

امام صاحب کے مدونہ قوانین

امام صاحب کی کمال درجہ کی ذمائی۔ دوراندیشی۔ مسلمانوں کے اجتماعی مزاج سے واقفیت، وقت اور حالات پر گہری نظر کے نتائج نصف صدی کے اندر ہی برآمد ہو گئے۔ اور ایک سنجی اور مخلصانہ کوشش سے وہ خلا پر ہو گیا۔ جو خلافت راشدہ کے بعد پیدا ہو چکا تھا۔

آنے والی ہر بڑی اسلامی سلطنت خواہ عباسیہ ہو۔ یا عثمانیہ یا ہندوستان کے اندر مغل حکومت سب نے امام ابو حنیفہ کے مدونہ قوانین کو اپنی سلطنت میں رائج کیا۔ اس مجلس وضع قانون کے شرکار امام صاحب کے اپنے شاگرد ہی تھے۔ جن کو امام صاحب نے باقاعدہ قانون مسائل پر سوچنے علمی طرز پر تحقیقات کرنے اور دلائل سے نتائج اخذ کرنے کی خصوصی تربیت دی تھی۔ یہ اراکین مجلس مختلف علوم کے خصوصی ماہر تھے مثلاً اگر ایک حدیث و تفسیر کا خاص ماہر ہے تو دوسرا صحابہ کے فتاویٰ اور رضائے کے نظائر کا وسیع عالم تھا۔ اسی طرح دیگر لغت۔ ادب۔ تاریخ و سیر۔ قیاس و رائے قانون و لغاری کے علوم میں درجہ اختصاص کے حامل تھے۔

اس مجلس کے اندر ۳۶ اراکین تھے۔ ان میں ۲۸ قاضی ہونے کے لائق تھے۔ ۶ مفتی۔
۲ ایسے جو مفتی اور قاضی تیار کر سکتے تھے۔ (الملکی ج ۲ - ۲۲۲)

اس مجلس کا طریقہ کار یہ تھا کہ ایک مسئلہ پیش ہوتا۔ خدا اور خدا کے رسول کی تعلیمات ایمان و اخلاص کو مد نظر رکھ کر اپنی کمال صلاحیت کا اظہار کمال احتیاط سے کرتے۔ سنتے جتنے کہ بعض اوقات ایک مسئلہ پر بہت زیادہ وقت لگ جاتا۔ آخر میں جب ایک دو کے متفقہ طور پر رائے قرار پائی جاتی تو قاضی اول۔ ابو یوسف رحمہ اللہ کتب اصول میں مثبت کر دیئے۔

(الملکی ج ۲ - ۱۲۲)

صاحب فتاویٰ بزار یہ کا بیان ہے۔ کہ تمام شاگرد دل کھول کر بحث کرتے امام صاحب توجہ سے ہر لیکن کی تقریر سنتے۔ آخر میں زیر بحث مسئلے پر جب امام صاحب تقریر فرماتے تو مجلس میں ایسا سکوت ہوتا جیسے کہ ان کے سوا کوئی موجود ہی نہ ہو آزادی رائے کا یہ عالم تھا کہ بعض اوقات فیصلہ امام صاحب کی رائے کے خلاف ہوتا، اور دوج ہوتا اور اکثر مسائل پر فتاویٰ امام صاحب کے شاگردوں کے قول پر دیا جاتا۔ اور آج بھی دیا جاتا ہے۔ یہی فقیہ حنیفہ ہے۔ ظاہر ہے کہ فقیہ حنیفہ امام صاحب کی ذاتی معلومات و فتاویٰ کا نام نہیں بلکہ دین حنیف کے قواعد و ضوابط کا نام ہے۔ عبد اللہ ابن مبارک کا بیان ہے کہ

ایک مرتبہ تین دن تک مسلسل ایک مسئلہ پر بحث ہوتی اس کی تیسرے دن شام کو جب اللہ اکبر کی آواز اذان کے وقت بلند ہوئی تو پتہ چلا کہ بحث ختم اور فیصلہ ہو گیا ہے۔

راکلی۔ جلد۔ ۵۴

اس مجلس کے جملہ اخراجات امام ابو حنیفہ خود برداشت کیا کرتے تھے۔ صاحب قلائد عقواد العقیان نے لکھا ہے کہ اس مجلس میں جو مجموعہ مرتب کیا گیا تھا۔ وہ انتہائی ضخیم اور عظیم تھا۔ اور اس میں ۱۲ لاکھ۔ ہزار مسائل مدون تھے۔ شاید دنیا کی تمام کتب قوانین اسکی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہیں۔

ملت اسلامیہ آپ کے احسان کو فراموش نہیں کر سکتی جس وقت آپ نے یزید ابن امر سے مشورہ کے لیے اجازت لی اور آپ مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تو آپ دہاں پانچ یا چھ برس رہے دہاں سے آپ کو یہ ہدایت ملی کہ ابھی اُن کی حکومت تک یہاں رہے پھر آپ واپس دہن لوٹے اُس وقت بنو عباس کی حکومت تھی واپسی پر بھی آپ کو عراق کی عدالت عظمیٰ کے قاضی القضاۃ کے عہدہ کی پیش کش قبول کرنے کو کہا گیا۔ مگر آپ نے انکار کر دیا لیکن خلیفہ منصور نے اس حد تک اُن پر جبر کیا کہ آپ مجبوراً دارالقضاۃ میں جا کر بیٹھے۔ اور ایک مقدمہ پیش ہوا۔

جس کا پوپر ذکر کیا گیا ہے اور اسی بنا پر آپ نے چند گھنٹوں کے بعد استعفیٰ دے دیا
 آپ کو قید خانہ میں ڈالا گیا اور آخری وقت ۱۵۰ ہجری (۸۴۸ء) میں آپ کو کھانے
 میں زہر دیا گیا۔ آپ روزہ سے تھے۔ آپ کو سو کوڑے لگائے گئے۔
 آپ بے ہوش ہو گئے آپ نے ذرا سی ہوش سمجھا تو آپ فوراً سجدہ میں
 گر پڑے۔ اور عالم سجدہ میں آپ اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔
 اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔

آپ کے جنازے میں ۵۰ ہزار آدمی شریک ہوئے۔ مگر چونکہ اہل
 جہنم غفیر کے لیے بیک وقت نماز جنازہ کا انتظام نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ جگہ
 کی کمی تھی۔ لہذا کئی مرتبہ بعد دوپہر تک جنازہ ہوتا رہا اور اس کے بعد میں
 روز تک ہر روز آپ کے جنازہ میں لوگ شرکت کرتے اور جنازہ اُن کی قبر
 کے نزدیک ہی پڑھا جاتا وصال کے وقت آپ کے شاگردوں کی تعداد
 سات سو تیس تھی۔ آپ کے صاحبزادے کا نام بھی عطاء تھا۔ اور آپ کے
 استاد مکرم کا نام بھی عطاء تھا۔ آپ اپنے استاد کی اس حد تک عزت کرتے
 تھے کہ آپ نے کبھی اُن کے مکان کی طرف سر پاؤں تک نہ کئے حالانکہ
 اُن کے استاد کا دولت خانہ آپ کے گھر سے سات گلی دور کے فاصلہ
 تک تھا۔

امام حارثین اور بیس الشافعی نے امام الاعظم کی بے حد تعریف کی آپ نے

فرمایا کہ جب کبھی مجھے کوئی مسئلہ درپیش ہوا۔ میں نے فوراً آپ کی قبر پر جا کر ۴ رکعت نماز نفل ادا کی۔ اور اللہ تعالیٰ نے میری حاجت پوری فرمائی آپ کی قبر کافی عرصہ تک، بغیر کسی تزیین کے رہی بالآخر ۴۵۹ ہجری میں سلطنت عثمانیہ کے عہد میں آپ کے روضہ کی تزیین ہوئی۔

آپ نے دوران حیات فرائض اور شروع پر کافی کتب لکھی ہیں اور ان کی تصدیق پر بھی کئی کتب لکھی جا چکی ہیں۔ آپ کے شاگردوں میں سے کئی مجتہد تھے۔

عثمانیہ عہد کے اندر حنفی عقیدہ دور دراز تک پھیلا۔ اور یہ عقیدہ اس وقت کامر کاری مذہب تھا۔ اور آج بھی عالم اسلام کے اندر نصف سے زیادہ مسلمان حضرات اسی مذہب حنفی کے پیروکار ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ زَلُّوا نُنَّا۔ سورۃ الانعام ۶۔

مَابِیْنِ اَیْمٍ ۙ نَّعِ

فَلْ اِنْتِیْ هَدِیْنِیْ رَبِّیْ اِلِیْ صِرَاطٍ مُسْتَقِیْمٍ ۝

دِیْنًا قَیْمًا مِلَّةَ اِبْرٰهَیْمَ حَنِیْفًا ۚ وَ کَا کَانَ مِنَ الْمَشْرِکِیْنِ ۝

تحقیق ہدایت کی مجھ کو رب میرے نے طرف راہ سیدھی

دین استوار دین ابراہیم حنیف کا اور نہ تھا مشرک کے لئے والوں سے۔

آپ اس آیت مبارکہ کو غور سے سمجھئے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ مضبوط دین

دین ابراہیم کا ہی دین ہے اور اس باسے میں وہ کسی کو مشرک لانے والا

ہی نہ سمجھتے تھے۔

آپ کے بارے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ میری امت کے اندر ایک ایسا انسان پیدا ہوگا جن کا چہرہ روزِ حشر کو منور ہوگا اُن کا نام ابو حنیفہ ہوگا اور جن کا نام نعمان بن ثابت ہوگا۔ اور آپ کو ابو حنیفہ کہا جائے گا۔ وہ اللہ کے دین اور میری سنت کو آگے چلائے گا۔ میری امت میں سے ہر صدی میں ادیا پیدا ہوا کریں گے اور اُن میں سے ہر صدی کے اندر ایک مجدد بھی ہوا کرے گا۔ اُن میں سے ابو حنیفہ زیادہ درجوں کا مالک ہوگا۔ دیکھئے کتاب۔

”ہدایت موضوعات العلوم“

اُس کتاب کے اندر یہ بھی درج ہے کہ میری امت میں سے ایک ایسا انسان پیدا ہوگا۔ جس کا نام ابو حنیفہ ہوگا۔ اُس کے دونوں کوہوں کے درمیان ایک خوبصورت سا نشان ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اُن کو چن لے گا اور تجدیدِ اسلام اُن کے ہاتھوں سے کروائے گا۔

آپ کے بارے میں جناب علی المرتضیٰ نے بھی فرمایا تھا۔ اُد میں تم کو ایک انسان کے متعلق بتاؤں جن کا نام ابو حنیفہ ہے اور وہ کوفہ میں پیدا ہوں گے اُن کا دل اللہ کے نور سے روشن ہوگا۔

اور وہ علم الحکمت دین کے بے پناہ عالم ہو گئے۔ امام شافعیؒ نے فرمایا
 آپ تو آپ، آپ کے بچے، بھی علم فقہ کے ماہر ہیں اور وہ بھی آپ
 کے پیروکار ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ کے روضہ کی ہر روز
 زیارت کرتا ہوں اور ۲ رکعت نماز ادا کر کے کسی بھی مشکل کے لیے
 وہاں اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتا ہوں۔

شخصیت و کردار

امام صاحب اپنے حلقہ کے شاگردوں کا بطور خاص خیال رکھتے۔
 اور ان کی بھرپور مالی امداد کرتے تھے۔ خود قاضی ابو یوسف کی مثال سامنے
 ہے کہ امام صاحب نے ان کی اور ان کے اہل و عیال کی ۲۰ برس سال تک
 مالی کفالت کی۔ اور اس طرح ان کے ایک نامور شاگرد حسن کا بیان ہے کہ امام
 انہیں ناقصہ وظیفہ دیتے رہے جب تک وہ خود برسرِ روزگار نہ ہو گئے۔

دین و سیاحت

آپ رزق حلال پر ہی اکتفا فرمایا کرتے تھے، آپ کا پیشہ کپڑے کی
 تجارت تھا۔ لاکھوں کا کاروبار تھا۔ بڑے بڑے سوداگروں سے آپ
 کا لین دین تھا۔ مگر دیانت و امانت کا خاص خیال رکھتے تھے۔ کہ ان کے
 خزانہ میں حبت تک بھی ناجائز ذرائع سے داخل نہ ہو سکے۔

ایک دفعہ آپ نے اپنے گماشتے کے ذریعہ تھان بازار میں فروخت
 کرنے کے لیے بیسے اور کھلا بھسکا کہ فلاں فلاں تھان میں دھاگہ کاغذ بیسے

ہے خریدار کو آگاہ کر دینا۔ مگر گماشتہ کو فروخت کرتے وقت اس بات کا خیال نہ رہا کہ کئی روز کے بعد جب رام نے گماشتہ سے ان تھانوں کے بارے میں دریافت کیا تو انہیں معلوم ہوا کہ گماشتہ نے خریدار کو تھانوں کے

عیب سے آگاہ نہیں کیا تو انہوں نے بہت افسوس کیا اور اس بددیانتی کی تلافی کے لیے تمام کپڑے کی قیمت جو تیس ہزار درہم کے لگ بھگ تھی۔ سب کی سب عزا و ساکین میں خیرات کر دی۔ علاوہ انہیں آپ ہر جمعہ کو ۲۰ سونے کی اشرفیاں غربا میں تقسیم فرمایا کرتے تھے۔

ایک دفعہ برنجان (Bulganda) قبیلہ کے لوگوں نے کوفہ پر حملہ کیا اور دہاں سے بھیڑیں چرائیں۔ آپ کو جب اس بات کی خبر ملی تو آپ نے سات سال تک بھیڑ کا گوشت نہ کھایا۔ مبادا چوری کی بھیڑ فروخت ہونے کے بعد ذبح نہ کر دی گئی ہو اور میں اس میں سے گوشت خرید لوں۔ کیونکہ بھیڑ کی عمر تقریباً سات سال ہوا کرتی ہے۔

آپ صبح کی نماز مسجد میں ادا کرتے اور دوپہر تک اپنے پردکاروں کو ہر سوال کا جواب دیتے اور پھر بعد از ظہر علوم مذہب حنیفہ شام تک پڑھاتے۔ پھر گھر جاتے۔ مٹھوڑا سا آرام فرماتے۔ پھر مسجد میں عشاء کی نماز ادا کرتے۔ حتیٰ کہ نماز کے بعد نوافل پڑھتے پڑھتے صبح کی نماز کا وقت ہو جاتا۔ آپ نے ۴۰ برس تک عشاء کے بعد سے صبح کی نماز ادا کی ہے۔ وہ شب بیدار تھے۔ اور یادِ خدا میں مصروف رہتے۔ آپ نے ۵۵ مرتبہ فریضہ حج ادا کیا آپ کی عمر صرف ۷۰ برس ہے۔

آپ کی پیدائش سن ۸۰ ہجری اور وفات ۱۵۰ ہجری ہے

ہمسایہ کے بارے میں ہمدردی

آپ کے ہمسایہ میں ایک رنگین مزاج اور شراب کار سیاہوچی رہتا تھا۔ وہ جب شام کو محنت مزدوری کر کے گھر لوٹتا تو گوشت اور شراب خرید لانا۔ رات کو اس کے دوست جمع ہو جاتے اور پھر سب مل کر اور شراب وغیرہ پینے کے بعد وہی تباہی بکھتے۔ آپ کے لیے یہ شور و غل باعث کوفت تھا۔

ایک دفعہ وہ موچی گرفتار ہو گیا۔ اور اسے قید خانہ میں بھیج دیا گیا۔ اگلی رات آپ کو وہ آواز سنا و نعمت نہ آئی۔ صبح لوگوں سے دریافت کرنے پر آپ کو معلوم ہوا تو آپ فوراً لباس تبدیل کر کے دارالامارت گئے۔ اس وقت عیسیٰ بن موسیٰ (رخاندان عباسی) گورنر تھا۔ اسے معلوم ہوا تو وہ صدر دروازہ تک آپ کی پیشوائی کیلئے آئے اس نے آپ سے آمد کا سبب پوچھا تو آپ نے اس موچی کے بارے میں کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اس کو رہا کیا جائے۔ گورنر نے فوراً اس کی رہائی کا حکم دے دیا۔ امام صاحب رخصت ہوئے تو آپ اس قید خانہ کے دروازے پر گئے جہاں سے موچی نے رہا ہونا تھا، موچی کو یہ سب حال معلوم ہو گیا اس نے امام صاحب کا شکریہ ادا کیا اور اپنے لہو و لہب سے توبہ کی اور جناب امام صاحب کے درس میں شامل ہو گیا اور وہ اپنی باقی ماندہ زندگی کتاب سنت کے سانچہ میں ڈھالنے لگے، کامیاب ہو گیا۔ غرض ان مردان حق کے بارے میں ایک سے ایک روایت تازگی ایمان و یقین کے لیے تبدیل رہنمائی ہے۔

خدا ہم سب کو توفیق دے کہ ہم ایک سچے مسلمان بنیں اور اسوہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے کی کوشش کریں جس طرح جناب امام ابو حنیفہؒ نے اپنی ساری زندگی اسی اسوہ حسنہ پر عمل کرنے میں گزاری۔